بعون نقاش مکین و مکان فضل خالق زمین و زمان
کلیات امیر اللہ تسلیم
معروف بنام تاریخی
نظم ارجمند
۱۲۸۸
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
کلیات امیر اللہ تسلیم
نظم ارجمند
مطبع منشی نولکشور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سرِ تسلیمِ خامۂ نکتہ پرداز ایسے نکتہ نواز کی جناب میں سجدہ ریز ہی کہ جسنے اپنی قدرتِ کاملہ سے
زبانِ بے زبان کو اندازِ تکلم سکھایا عنوانِ فصاحت نامۂ آفرینش ایسے بلاغت طراز کے مضامینِ
نعت و منقبت سے لبریز کہ جسنے گوہرِ آوازۂ انا افصح العرب والعجم کو آویزۂ گوشِ عالمیان بنایا صلے اللہ علیہ و آلہ
الطیبین و اصحابہ الطاہر المطہرین امابعد عالمِ عالمِ نادانی کاملِ کمالِ ہرزہ بیانی نا مفید بیہودہ عجب نام
نیک آرزو و خاکِ پای معنی نگارانِ جدید و قدیم امیر اللہ تسلیم اربابِ سخن صاحبانِ فن کی خدمت میں
التماس آگاہی گستاخانہ عرض پیرا ہی کہ عالمِ شباب میں کہ شعبۂ جنون مشہور ہی ہر شخص کو شوریدہ سر آشفتہ مزاج
بنا ضرور تھی ملو کہ از خود رفتگی نے پاؤں نکالے کیفیتِ نوجوانی نے آنکھوں میں پردے ڈالے چشمِ بینا و گوشِ شنوا
دیکھنے سننے کو باقی رہے غفلتِ بیخودی سے اگر کبھی آپ میں ہے اتفاق سے صحبتِ یاران سے جی بہلنے لگا
یارانِ اہلِ مذاق سے دم نکلنے لگا اکثر افسانہا عشق انگیز حکایتہای درد آمیز کہتا سنتا بار ہا لطفِ سحر طرازی
اعجاز طرازی بیہودہ تا سنہ مسلمنا آخر شعر و سخن کی طرف طبیعت مائل ہوئی موزونیِ کلام سے فرحت حاصل ہوئی
مبتدیانہ تک کچھ کہا کیا آپ ہی اپنی بیہودہ خیالی بیہودہ مقالی کو دیکھکر جی بہلا لیا بسبب عدم لیاقت کے

اوستادون کی خدمت سے قاصر رہتا اس خرابِ پریشان کو کسی مجموعۂ کمال کے روبرو زبان سے نکلتا اتفاقاً
ایکدن مہرِ سپہرِ سخندانی ماہِ برجِ روشن بیانی دُرِ دریاے معنی طرازی آبروبخشِ گوہرِ نکتہ پردازی جناب
میرزا محمد اصغر علی خان نسیم شاگردِ خاقانیِ جہانِ بلاغت انوریِ عالمِ فصاحت حضرت
حکیم محمد مومن خان اسکنہم اللہ فی فرادیس الجنان کی خدمت مین شرفِ استیارِ ملازمت سے
ممتاز ہوا حصولِ دولتِ قدمبوسی سے سرفراز ہوا بعد ذکر اذکار اوہر اودہر کے ارشاد فرمایا کہ تو بہی کچھ
موزون کیا کر عرض کیا بہت بہتر آپ ہی سے ان جنابِ ممدوح عنایت فرمانے لگے اصلاح سے درستیِ ناہمواریِ
طبیعت فرمانے لگے یہان تک کہ مدتِ ممتد مین قریب دو ہزار بیت کے فراہم ہو گیا بعد ترتیب لحاظِ ردیف کے
بہلا چنگا ایک ذخیرہ باہم ہو گیا مگر افسوس زمانۂ غدر مین کہ اہلِ جہادِ باطلہ کا زور تہا ہر طرف دین والون کا
شور تہا گلی کوچے مین سواے دین ہی دین یا دین ہی دین کے انسان کم نظر آتا تہا ہر فرد بشر ان بیدینون
کے شر سے گہبراتا تہا وقتِ شاغل و مخارجِ فوجِ انگریزی و ہندوستانی کے وہ سرمایۂ حیات مجہ سے
چہٹ گیا ہمراہ اثاث البیت کے لٹ گیا چندی دل کو نہایت قلق رہا اندوہ سے جگر شق رہا شعر
سخن کے نام سے نفرت ہوتی ایسے چرچے سے وحشت ہوتی آخر بقولِ شخصی شعر طبیعت کو
ہوگا قلق چند روز رہ ٹہرتے ٹہرتے ٹہر جائیگی ۔ بعد چندے پہر وہی سودا ہوا اور وہی
ہرزہ خیالی مین مبتلا ہوا بموجبِ ارشادِ اوستاد شعر پہر وہی بے اختیاری ہو گئی پہر
وہی حالت ہماری ہو گئی ۔ بالفعل بسبب قدردانی جوہر شناسی میر کبیر نولکشور صاحبِ تدبیر باعثِ
اعتبار فخرِ روزگار بر جلیس شمیم عطارد رقم جناب منشی نول کشور صاحب کے ان خزف ریزہ چند
کو چہپوایا گیا بموجب بہار گلشن ہند نام رنگی کا فور نام تاریخی اسکا نظم ارجمند ۱۲۸۸ھ قرار دیا
ہے اوران باریک بین سخندان نکتہ چین سے امید ہے کہ اس بے مایہ کے عیب و نقصان کو دیکہکر چین بجبین نہ
لائین اصلاحِ باصواب سے کہ طریقۂ پاک نظرانِ معنی شناس کا ہے کمتر نوازی کو کام فرمائین تمت

قصائد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قصیدۂ اول در نعتِ احمدِ مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

فقر مین تقصیر دیتی ہی لباسِ اغنیا
جسمِ عُریان پر اُٹھو ہوتا ہی نقشِ بوریا

خاک مین مل کر بہی ہی مجکو خیالِ خسروی
جانتا ہون ہور کی سایی کو مین ظلِّ ہما

مُنہ نہ دیکہا میری حسرت نے کبہی امید کا
آج تک ہی صورتِ تمثالِ مفلس پا رسا

کچہہ تو کم ہو جوشِ محرومی خدارا ای فلک
بہر چندی انقلابِ لطفِ بختِ نارسا

فیضِ اربابِ ہمم سے دوستِ بیگانگان
کشتیِ درویش کو دستِ کرم ہی ناخدا

گہر مین بیٹہا عالمِ ایجاد کی کرتا ہون سیر
دل مری پہلو مین ہی آئینۂ قدرت نما

میری و اُنکی رابطہ ہی صورتِ مصراعِ بیت
ایک ہین معنی مین دونون گو بظاہر مین جدا

گو ہا سیرِ گل ہون بیکس نکہتِ گل کی طرح
مجکو ہی حاصل ہے بزمِ گلستان جنبِ ہوا

میرا ہر نالہ ولیکن منزلِ مقصود ہے — رہنمای کاروان ہون صورتِ بانگِ درا
سر بسر ہی اِی شیخ میری نقشِ ہستی کو بجان — قطرۂ ناچیز ہون لیکن ہون دریا آشنا
عشق کامل چاہیی فیضِ جمالِ پاک سے — زنگ رفتہ نور ہو جاتا ہے پتلا خاک کا
امتحان گر چاہتا ہی دیکھہ سینی کو مری — ہو رہا ہی مشرقِ خورشیدِ مہرِ مصطفے
جسکا ادنی مرتبہ یہ ہی کہ مثلِ روح و تن — ہر گھڑی آغوش مین تھا شاہدِ قربِ خدا
طی کیی نہ پردۂ گردون شبِ معراج مین — جیسے عینک سی گذر جائی نگاہِ تیز پا
ایک ذاتِ پاک تھی کونین مین ان کو عزیز — فرشیون کی نورِ ایمان عرشیون کے پیشوا
یعنی بیتِ دو عالم یون سمجھنا چاہیی — تھی خبر ذاتِ مقدس حرفِ کن تھا مبتدا
عین کثرت مین ہی پابندِ وحدت مثلِ شمع — نور بخشِ بزم تھی اور بزم سی مطلب نہ تھا
اک توجہ مین دو عالم کی حقیقت کھل گئی — قلب تھا لوحِ طلسمِ گنجِ اسرارِ خدا
زندگی بخشِ دلِ مردہ تھا ہر حرفِ سخن — آبِ حیوان تھا دہن لب تھی حبابِ آبِ بقا
سینۂ حاسد سی پوچھا چاہیی اوجِ کمال — سو جگہہ سی چاک ہی جس طرح مفلس کی ردا
واہ ری عظمت کہ خاکِ پا کو راہِ فخر سی — کھینچتا تھا ہر ملک آنکھون مین جای توتیا
اہلِ بینش تھی مگر بینش تھی ہر دم لوٹ سی — مثلِ دامانِ نگاہِ چشمِ اعمی پارسا
بسکہ فانی ذاتِ حق مین تھے کراماً کاتبین — دم بخود ہین صورتِ تصویر کیا تھا کیا ہوا
بی نیازی کی بدولت حسرتِ دولت سے ہین — ہو گیا ننگِ شنیدن جیسے میرا ماجرا
کیا کہون کس ادب سے دل اٹھا یا کوئی صنم — جسکے سایے تک پہونچ سکتی نہ تھی حرص و ہوا
دیکھکر زہد و عبادت اُسکی تسبیح و دعا — عالمِ علوی سی آتی تھی صدای مرحبا
ذرہ ذرہ آئینہ تھا آفتابِ حشر کا — صبحِ عیدِ ہشت جنت اسکی کوچی کی فضا

ایک ذات پاک تھی موصوف چار اوصاف سے ‎ ‎ خضر پی عیسیٰ نفس موسیٰ سخن یوسف لقا

واہ ری لطف تکلم وقت ارشاد بیان ‎ ‎ حرف ہو کر لب سی آتا تھا علم حمد

تہی فی جسد عمر کی تہی سر وشنی اختیار ‎ ‎ سنتی تکی نام زندگی خضر ہستی تہی بقا

کہینچتی تیغ دو دم جسد دم میان کار زار ‎ ‎ روح کا فرمایاں سے کہتی ضمنا یا تقضا

سامنی جو آگیا راستے ہوا سوی عدم ‎ ‎ بنگئی شمشیر عریان جادۂ دشت فنا

ٹہری تسلیم کچھ ترک ادب کا پاس کر ‎ ‎ خاک تو لکھی گا اوصاف جناب مصطفی

چاہیے ہر دم حضور دل سی یہ کہتا رہی ‎ ‎ ای شہ والا حسب صل علی صل علی

قصیدۂ دوم در مدح حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی شاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

ٹپکی ہین دیدۂ بیخواب سی صد ہا گوہر ‎ ‎ دیکھتی دیکھتی ہٹ ہٹ گئی کیا کیا گوہر

واسطی اپنی کی دونون ہین نہایت بی فیض ‎ ‎ کیا مری آبلۂ پای جنون کیا گوہر

بی ثباتی کو مری دیکھ کہ آنسو کی طرح ‎ ‎ خود بخود ٹوٹ گیا ہاتھ جو آیا گوہر

اشک سی پھر کہین قسمت نکری تر دامن ‎ ‎ دیکھتا ہون مین سدا خواب مین دریا گوہر

اشک آنکو وہ خون ہی تہی فریب تقدیر ‎ ‎ دیتی ہین لعل مین کا مجھی دھوکا گوہر

پارۂ دل تہ دامن ہی یہان یا آنسو ‎ ‎ لعل ایسا ہی مری بخت مین ایسا گوہر

اشک سیری نہوئی حیرت اندوہ سی کم ‎ ‎ ابر تصویر بھی برساتا ہی کیا کیا گوہر

تہا وہ غم دوست کہ صناع ازل کی آگی ‎ ‎ اشک ہوتا ہین بگڑ کر جو بناتا گوہر

چھپتی غربت مین سواد خم جگر سی معلوم ‎ ‎ خوب پیدا ہوا گیا جب بحر سی نکلا گوہر

آبرو لا کہہ ہو تمکین جو نہین کچہہ بہی نہین
قیمتی ہو نہین سکتا کبہی ہلکا گوہر

وہ سیہ بخت ہین دریا مین اگر سایہ پڑی
بیگمان قلب صدف مین ہی سویدا گوہر

دل نہین صاف تو کیونکر ہو قبول عالم
ہیچ ہی کیا خاک نظر سی چڑہی جہوٹا گوہر

دیتی ہین اہل صفا اہل صفا کو قوت
ضعف دل کی لیی لکہتی ہین اطبا گوہر

کسرت جوش مین جاتا کہی ہر تسلیم
تا کجا تار پریشان مین پرونا گوہر

چہوڑ انداز غزل وقت قصیدہ آیا
نہ لٹا بیخودی شوق مین عمدا گوہر

عذر شوریدہ سری ہی جو تجہی سن ہمسی
مطلع صاف کہ ہر نقطہ ہو جسکا گوہر

مطلع ثانی

غور سی دیکہہ ذرا ہمدم والا گوہر
آبرو مین در مضمون ہین سوایا گوہر

لاکہہ بیقدری دوران ہی مگر اسپر بہی
مجہسی گر پوچہی تو ہمسر نہین اسکا گوہر

یہ دل و جان ہی دل و جان صفا طینت کا
آبلہ ہی جگر چاک صدف کا گوہر

دیکہتا ہون اسی نور دل لوح محفوظ
مارا پہرتا ہی جہان مین تہ دریا گوہر

اس ہی ہی حشر تلک زینت نام ممدوح
چند دم ہی سبب رونق دنیا گوہر

گر تامل ہی تو چل منصف دوران کی حضور
نہ رہی شک سخن اچہا ہی کہ اچہا گوہر

شاہ جم مرتبہ **واجد علی** آفاق ستان
بحر لطف و کرم و جود کی یکتا گوہر

روز و شب کو ہو اگر عزم تصدق آوی
لعل خورشید بنی عقد ثریا گوہر

شہرت دست کرم قابل نظارہ ہی
دیکہنی آتی ہین دریا سی تماشا گوہر

انقلاب دو سکی طبیعت کو اگر آی پسند
بحر مین لعل ہو اور کان مین پیدا گوہر

یون ہین چندی جو رہا حوصلہ صرف کرم
عالم بحر مین ہو جائیگا عنقا گوہر

تہم لحظہ ہی نہوں دست سخا کو کاٹے ‏ ہمہ تن گر نہین کو نہین سکے دریا گوہر

ابر نیسان ہی کوئی اوسکی سخاوت پوچھے ‏ نظر آتی ہین جہان مین تہ و بالا گوہر

در فشانی کا یہ عالم ہی کہ ہر کوچی مین ‏ صورت ذرہ نظر آتی ہین صد ہا گوہر

گر یہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے ‏ بدلی خرمہرہ کی محتاج نہ ہے گا گوہر

بے نیازانہ اگر جانب دریا دیکھے ‏ کم ہو اک قطرۂ شبنم سے بھی زیادا گوہر

پھر تو عارض پہ شن جو دکھائی اعجاز ‏ دم نظارہ ہو اک دیدۂ بینا گوہر

وا نشد دل سے گرہ عقدہ کشائی کری ‏ روش غنچۂ نسرین ہو شگفتا گوہر

[illegible] رعب سے اوسکا ہو عیان مفید ‏ کہ بنے قطرۂ خون تن اعدا گوہر

قطرہائی عرق چہرہ نادم جو ہوئے ‏ چپ رہے جا کی تہ دامن دریا گوہر

ہر [illegible] جو ہبادا ازل کو وہ دیکھے ‏ صاف بنجای ہر اک ذرۂ صحرا گوہر

نشتر [illegible] ہمت والا ہو ولی جب سے اوسکی ‏ لعل بہی دی کی عدن مین نہین ملتا گوہر

آب تیغ قطرۂ نیسان مین نمانون گا مین ‏ ہو گا اوسکے رخ صافی کا پسینا گوہر

سعی [illegible] سے سخن صاف لب رنگین ہے ‏ ہوتی ہین لعل یمن سے یہان پیدا گوہر

دیدۂ نور ہو نر خاک کف پاسی سلے ‏ پر کہی مر کہی شب کو رہین اعمیٰ گوہر

اسقدر سے ہے سر مظلوم پہ دست رحمت ‏ رکہتی ہین گرد یتیمی کی تمنا گوہر

نقش پا ہی سبب زینت عالم ایسا ‏ جیسے ہو تاج سر شاہ کو زیبا گوہر

دیکھ لی گر نگہ گرم سے ہنگام غضب ‏ پگھلی ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

دیکھ العدا [illegible] جو پیا گردن نے ‏ مر کہلا کے سحر سے فریاد کو آیا گوہر

اور اک [illegible] روشن ہیں نمون ایسا مین ‏ رگ جان حرف ہین مضمون مصفا گوہر

مطلع ثالث

تجھپہ کیا صدقے کروں ای شہ والا گوہر
اب نہ کہتا ہی یمن لعل نہ دریا گوہر

لاجرم بحر ہے جانے ہین لگا کر غوطے
بکف غواص سے نے پیدا کیے صد ہا گوہر

سامنے جسکی ہی اک قطرۂ خون لعل یمن
پانی پانی ہی ندامت سے دوبارا گوہر

جانتے ہین سبب نور نظر اہل نظر
کہتے ہین اہل صفا رشک مصفا گوہر

فیض مدحت سے تری موجۂ نیسان ہی یہاں
ہر سخن کا مری دم بھرتی ہین دریا گوہر

پاس ہے خاطر نازک کا وگرنہ مین حزین
کم سے کم آج سے تا حشر لٹاتا گوہر

دامن چرخ و گریبان زمین پر ہوتا
جس طرف آنکھ اوٹھاتا نظر آتا گوہر

لب تک آتی ہی نہ جبتک یہ دعای مقبول
عرش اعلی پہ لٹاتی ہی تمنا گوہر

ای خدا بحر معانی رہی جبتک جاری
جب تلک فکر سخنور کری پیدا گوہر

جبتلک قطرۂ نیسان کی صدف ہی مشتاق
جب تلک بطن صدف مین بنی قطرا گوہر

مشغلہ ہو کف ہمت کا جہان مین ہردم
شعرا کی دہن پاک مین بھرنا گوہر

فرق اقدس سے رہی تاج شہی کو عزت
تاج ہو جلوہ وہ آب مصفا گوہر

قصیدۂ سوم ایضاً

کس طرح نہ دل تڑپی رگ جان کی برابر
ہر آہ مری دم خنجر بران کی برابر

ناکامی قسمت سے ہی مجکو تہ گردون
ہر روز تمنا شب ہجران کی برابر

تدبیر سحر شام کو ہوتی ہی دگرگون
کیا کیا ہین کرم گردش دوران کی برابر

نادم مری تدبیر ہی تقدیر سی ایسے
جسطرح پشیمان ہو پشیمان کی برابر

روتا ہون تہ قسمت کو کہ رہتا ہی ہمیشہ
گرداب یم گریہ گریبان کی برابر

آرام تجھے تنہا نہیں دم بھر تہِ گردون
چکر سے ہے مجھی گردشِ دوران کی برابر

اللہ ری سرگشتہ نصیبی کہ شب و روز
برباد ہون ہین گردِ بیابان کی برابر

کیا کیا نہیں حسرت گشتہ تمنائین جگر مین
سینہ ہی مرا گنجِ شہیدان کی برابر

آنسو بھی خفا ہین جو خفا بخت ہے مجھسے
رک جاتی ہین آکر سرِ مژگان کی برابر

دشوار ہی جنبش صفتِ نقشِ کفِ پا
گھر ضعف سی ہی گوشۂ زندان کی برابر

کچھ منہ کو چھپائی ہوئی جاتی ہی عدم کو
امید مری عمرِ گریزان سے کے برابر

عالم یہ مری داغ ہو گلزار مین جا کر
ٹھہرون جو کبھی مین گلِ خندان کے برابر

ہر شاخ نصیبون سے مری تیر کی بجای
ہر غنچۂ گل ہو مجھی پیکان کی برابر

ہلتی نہیں دم بھر دلِ مایوس سی میری
حسرت ہے مجھے داغِ عزیزان کی برابر

دودِ جگری سی نظر آتا ہی جہان تار
ہی صبحِ وطن شامِ غریبان کی برابر

پروانہ نہیں سوزِ جگر کے نہ عدو کو
جلتا ہون چراغِ شبِ حرمان کی برابر

ناقدریِ دوران سی نہین بات کی قابل
ہر چند کہ ہون ناظمِ سحبان کی برابر

لیکن مجھے با اینہمہ ہر وقت ہی تسکین
ہر مشکلِ دشوار ہی آسان کی برابر

کہتا ہون کوئی غم نہیں حامی ہی اگر شاہ
جم مرتبہ شوکت مین سلیمان کی برابر

واجد علی آفاق مین کاملِ صفتِ ماہ
بیمثلِ جہان مہرِ درخشان کی برابر

تا حشر مرا حوصلہ مجھسے رہے بیزار
دارا کو جو سمجھون کبھی دربان کی برابر

قوتِ دہ عاجز ہوا گر اوسکی حمایت
روباہ بھی ہو شیرِ نیستان کی برابر

دانش مین فلسفت مین فلاطون ہو کہ بقراط
دونون ہین یہان طفلِ دبستان کی برابر

کس طرح بیان ہو رفعتِ ہمت کا فسانہ
عالم مین گہر ریزہ ہی نیسان کی برابر

افلاس کا لیتا نہیں دنیا میں کوئی نام ‏— مفلس ہے غنی قیصر و خاقان کی برابر

احسان و کرم میں کرم و فیض سے اوسکی ‏— ہر مور کو دعویٰ ہے سلیمان کی برابر

حالِ غربا پر یہ ترحم ہے کہ جیسی ‏— بیکس ہے کوئی رحمتِ یزدان کی برابر

دلشاد رعایا ہے یہانتک کہ شب و روز ‏— رہتی ہیں دعائیں لبِ خندان کی برابر

کیا خوفِ سیاست ہے کہ بجلی تہی تڑپ کر ‏— چمکی نہ کبہی خرمنِ دہقان کی برابر

عالم میں بہادر کبہی ایسا نہیں آیا ‏— دیکہی ہیں ورقِ دفترِ دوران کی برابر

قوت میں شجاعت میں و فنِ تیغ زنی میں ‏— رستم سے فریدون و سام و نریمان کی برابر

کہینچے صفِ اعدا میں جو ہنگام وغا تیغ ‏— دریا ہو روان خون کا طوفان کی برابر

حاسد کو اگر چاہے گرفتارِ جراحت ‏— تن پر سرِ مو ہو سرِ پیکان کی برابر

کیا رتبہ و شوکت ہے کہ با ایں ہمہ عظمت ‏— فغفور نہ بیٹہے کبہی دربان کی برابر

کیا خاک لکہوں قصرِ معلی کی میں تعریف ‏— رفعت میں ہر اک ذرہ ہے کیوان کی برابر

جبریل ازل سے جو اوڑے روز ابد تک ‏— پہونچے نہ کبہی قبۂ ایوان کی برابر

ہر نقش ہے رنگِ گلِ تر تازہ و رنگین ‏— ہر صحنِ مکان گلشنِ رضوان کی برابر

کیونکر نہ مجہے فخر ہو تقدیر پر اپنے ‏— ثابت ہے کہ میں آج ہوں حسان کی برابر

گر وہ تہی شب و روز دل و جان و جگر سے ‏— اوصافِ شہِ قبلۂ ایمان کی برابر

پایا ہے وہ رتبہ ہے کہ پڑہتا ہوں قصیدہ ‏— سلطانِ اولی الامرِ جہانبان کی برابر

کیا حسنِ خداداد ہے دیکہی تو عجب سے ‏— کلمہ پڑہے ہر گبر مسلمان کی برابر

جب دیکہی پیشانی و رخسار ہیں روشن ‏— ذراتِ مہ و مہرِ درخشان کی برابر

انسان و پری کیون نکریں حلقہ بگوشی ‏— فرمان ہے توقیع سلیمان کی برابر

حطبی مین پڑہا جای اگر نام نہ اوسکا
اسلام بہی ہو کیش لعینشان کی برابر

تسلیم کہان تک ہوین تیغ سراسے
مانا کہ روان طبع ہی عمان کی برابر

ہنگام دعا ہاتہ سی دینا نہین اچہا
کہہ جا کی وہ حضرت یزدان کی برابر

جب تک وہ خورشید الہی ہمین سایہ
ہی نقش قدم عالم امکان کی برابر

جب تک جگر شمع فروزان ہی الہی
داغ دل پروانۂ سوزان کے برابر

احباب شہنشاہ کی خاطر ہو جہان مین
ہر شام رخ صبح درخشان کی برابر

حاسد کو دکہائی فلک دشمن آرام
ہر صبح سیہ شام غریبان کی برابر

دن بہر رہی پروانی کی مانند پریشان
راتون کو جلی شمع شبستان کی برابر

قصیدۂ چہارم ایضا

کوئی میکش مجہی پہلو مین بٹہاتا کیونکر
نہ بنا شیشۂ بادہ نہ بنا مین ساغر

صفت جام تہی بزم گہ عالم مین
یہی سبب ہی مری قسمت مین لکہی ہی ٹہوکر

نام ساقی ہون کہ ہون پیر مغان کی شہرت
اہل میخانہ مجہی کہتی ہین باہر باہر

دور ہی ساغر لبریز جو دیکہا مین نی
پی لیا دیدۂ پر آب مین آنسو بہر کر

اس طرح بہول گیا ساقی دوران مجہکو
جیسی اقرار وفا کو کوئی یار دلبر

بیکسی دیکہہ کی روتی ہی مری صورت کو
آرزو کہتی ہی کیا مرتی ہو اس جینی پر

جل کی دیتی ہی یہ طعنی مری حسرت مجہکو
کیا کہون تجکو پڑین بخت پہ تیری پتہر

کیا کرون کشمکش درد جگر کا اظہار
اپنی ہستی کو مین رو بہر مجہی ہستی رو بہر

جسکی سنتا ہون جو سنواتی ہی میری تقدیر
لب خاموش پہ رہتی ہی نہین بات وہ بہر

فکر پیہم سی دل و جان ہین گرفتار بلا
شام آفت کی گذرتی ہی مصیبت کی سحر

شکر و شکوہ نہ کسی سے نہ کسی سے تکرار — مجھسے چارہ نہ الم کو نہ مجھی غم سے مفر
تنگ آتا ہون تو آتا ہے مرے دل کو خیال — ای خداوند زمین مالکِ چرخِ اخضر
داد خواہِ ستمِ دہر ہون اب کس سے کہون — جوشِ غم داغِ ستم کاہشِ دل دردِ جگر
دیتی ہے سنکی تسلی یہ صدای غیبے — ہان نہو خستہ و دلریش و پریشان مضطر
عرض کر جلد یہ افسانۂ حسرت اپنا — آستانِ درِ سلطانِ جہان پر جا کر
شاہ واجد علی ایجادِ جہان کا باعث — صاحبِ طبل و علم مالکِ تخت و افسر
جسکی کوچے مین ہے اک ذرّہ تہِ چرخِ برین — روز و شب جلوہ فشان ہے صفتِ شمس و قمر
مل گیا خاک مین یون ظلم و ستم عالم مین — جس طرح طالعِ برباد کا میرے اختر
پرتوِ عارضِ پر نور سے روشن ہے جہان — مثلِ خورشیدِ جہان تاب ہے جلوہ گھر گھر
عقل مین شوکت و اقبال مین ہے سیر گردون — نہ ارسطو ہے مقابل نہ سکندر ہمسر
غیر ذی روح بھی ہین تابعِ فرمان اوسکی — آگ بیحکم نہ دی لاکھہ برس تک پتھر
پرورش قطرۂ نیسان کی اگر وہ نکری — موتیا بند سے چشمِ صدف مین گوہر
گر سُنے شہرتِ بخشش تو پئے عرضِ سوال — گور سے حاتمِ طائی نکل آئے باہر
زر فشانی کی اگر وصف لکھون کاغذ پہ — تارِ مقیش کی بنجائین خطوطِ مسطر
در پہ اوسکی صفتِ مفلسِ بے برگ و نوا — روز پھرتا ہے فلک اوڑھہ کی نیلی چادر
اس توقع پہ کہ خالی نہ پھرن ہاتھون مین — کاسۂ مہر کبھی ہے کبھی ہے جامِ قمر
غرق گوہر مین کرے حوصلۂ سائل کو — جس طرح آب مین ہے غرق سراپا گوہر
پہر تکلیفِ ابد موجِ تبسم ہر دم — دہنِ زخمِ عدو مین ہے زبانِ خنجر
خشک ایسا گُہِ قہر کا نظارہ کرے — کہ سرِ تیرِ نظر تک بھی نہو خون مین تر

آنکھ رستم کی جھپک جاوے اگر خواب میں بھی
دیکھ لے روز وغا تو غضب کے تیور

اوسکی محفل میں جم کیف و زمان زینت
جام بردار ہی جم آئینہ دار اسکندر

حکم خدام کو دے عود جلانے کا اگر
مجمرہ چرخ بنے اخگر سوزان اختر

اس قدر اہلِ غرض کی ہی نگاہوں کا ہجوم
پردۂ چشم کا دن رات ہی پردہ در پر

رفعت قصر معلی کی نہ پوچھو تعریف
دیکھکر بارہ دری چرخ بریں ہی ششدر

یہ کوئی گھر ہی کہ ہی عرش زمین پر پیدا
یا کہ ہر درجہ ہی بیت الشرف ہفت اختر

ہوش تمہ ہی سن لے اگر اوسکی فضا کا عالم
ہشت جنت ہو شب و روز تصدق آکر

لب دندان کا اگر عکس دکھائی اعجاز
لعل گوہر ہو بنے لعل بدخشان گوہر

اسقدر لطف [illegible] بخشا ہی اک کو آرام
کہ نہیں ہی دل سیماب بھی ہو مضطر

وہ اگر طول حیات عیش کو چاہی تا حشر
پنجۂ مہر سے نکلے نہ ہو دامان سحر

آج تک مدح میں اوسکی نہوا حرف ہی کم
شعرا نے لکھی ہر چند ہزاروں دفتر

کثرت خیل و حشم کا جو سنی افسانہ
چوم لے آکی قدم [illegible] سپاہ سے محشر

باتوں باتوں میں حضور شہ عیسی تصرف
ہوتی ہیں زندہ ہزاروں دل مردہ آکر

میں جو سمجھا ہوں لب روح فزا کو اوسکی
کیا کہوں خوف ہی احباب کہیں گے کافر

نکہت لطف اگر سردی الفت دکھلاے
مثل یاقوت کری دور حرارت جگر

وہ نہ دیتا ہی گر اپنی طرح سے ترتیب
دفتر کن فیکون منتشر آتے ابتر

مجھسی کہتی ہی مری فکر دم نظم سخن
اور صورت یہ دکھا طبع رسا کی جوہر

پڑھ کوئی مطلع یا آب کو سن اوسکی جسے
غرق حاسد عرق شرم میں ہوتا بکمر

مطلع ثانی

کوئی وعدہ ہو جہان میں پئی تخت افسر ۔ کھاتی ہی گرز شہنشاہ کی سوگند ظفر
کوڑپی فرق عدو پر تو وہ ضربہ کھائی ۔ کہ ہی نقش سم گاو زمین کا مغفر
جان بدخواہ کو اک دم میں کھاتی ہی عدم ۔ تیغ ہی یا ملک الموت کی موج شہپر
گرد مہ سیر ہو منظور سواری کا عروج ۔ ماہچہ ماہ بنی کوکبہ مہر انور
کیا کہون مین اثر گرد رہ راجی سمند ۔ تر ہو قطرہ عرق کا صفت آب گہر
صرصر تیز قدم پا سکے کیونکر اوسکو ۔ ہوش رفتار میں شوخی میں گرِ برق نظر
تازیانی کا اگر نام بھی سن لی وہ سمند ۔ ہو یہ جولان کہ نکل جای گمان سی باہر
سرکشی کیا کری اوس سی کوئی پامال غرور ۔ زر سوا ذرّی ہی انجم سی زیادہ لشکر
آستان تک جو رسائی ہو کبھی خواب مین بھی ۔ شکر کی سجدی کری کعبی مین جاکر قیصر
کیا بیان ہو خدم و خیل وحشم کا اوسکی ۔ اس قدر ربس ہی کہ فغفور رہی ادنی چاکر
مختصر کر سخن طول و دعا پر تسلیم ۔ مدح سلطان ہی بہت [illegible]
کیا ترا حوصلہ کیا تیری حقیقت نادان ۔ ہمہ دانی سی بیان ہیچمدان سی بہتر
صدق دل سی یہ دعا کر کہ الٰہی جب تک ۔ جلوہ افروز جہان ہین فلک و شمس و قمر
شاہ کی حاسد و بدخواہ عدو کو ہو نصیب ۔ گردش بخت سیہ سوزش دل داغ جگر

قصیدہ پنجم ایضاً

طبع رنگین نی کھلائی ہیں نئی و چار گل ۔ پھر چراغ ہوش حاسد ہو گیا یکبار گل
دیکھکر چپ ہی مگر کہتا ہی دل مین واقعی ۔ گلشن جنت مین بھی ایسی نہین ہیں بار گل
ہمسفتی سی غیر عہر تبہ مرا ہو کیا مجال ۔ وہ گل ہر رنگ بو ہی ہیچ نکہت ہا گل
بلبل مو نغمہ فغان ہون شعر ہی میرا چمن ۔ نخل ہین مصرع رنگین سبھی اشعار گل

عطر بیزی گر مری الفاظ قدسی کی سنی
زرد ہو غیرت سی مثل نرگس بیمار گل

رازدار شور و خاموشی ہون کچھ کہون اگر
گل سی ہو بلبل خفا بلبل سی ہو بیزار گل

دیکھ رنگینی بیاض فکر کی بی قصد سی
دامن ہر لب سی گرتی ہین ہم گفتار گل

ہون وہ کامل جذب الفت مین اگر چاہون کبھی
چھوڑ کر بلبل کو ہو میری گلی کا یار گل

صلح کل مذہب مرا ہی سب سی مل چلتا ہون مین
لائین گی میری لحد پر کافر و دیندار گل

لیکن اس گلشن مین قحط قدردان سی ہون خراب
جس طرح ہو موسم دی مین ذلیل و خوار گل

وہ گریبان چاک ہون جاؤن اگر سوی چمن
دیکھکر مجکو بنی اک دیدۂ خونبار گل

ہون وہ سوادی جو اپنی چاک سینہ سی مثال
کوڑیون کی مول بکتی ہین سر بازار گل

ہون مصیبت آشنا کیا دیکھون سیر بوستان
میری نظرون مین کھٹکتی ہین بشکل خار گل

داغ سودا داغ حسرت داغ دل داغ جگر
لیچلی ہم چار باغ عنصری سی چار گل

ہوش مین تسلیم آتا ہی چند شکوہ دہر کا
سنکی ہر بلبل پریشان ہی جگر افگار گل

آرزو ہی اور کوئی مطلع رنگین سنا
بی تکلف جس سی ہو ہر نقطۂ اشعار گل

مطلع ثانی

غفلت افزا ایسکہ ہی بہر دل میخوار گل
پھول کی بدلی لی آیا ساقی سرشار گل

اوج پہ ہی اعتبار جوشش فصل بہار
کیا عجب بنجای گر خار سر دیوار گل

جسطرف دیکھو نظر آتی ہی بلبل وجد مین
کر رہی ہی چہچہی لی کر بہ منقار گل

کہہ رہی ہین ساز عل ہمجنس باہم شوق مین
مونس پروانہ بلبل شمع کا غمخوار گل

غش مین ہی سبزۂ دل صیاد و گلچین سبر
ہنس رہی ہین دیکھکر مثل لب ہشیار گل

کوئی پوچھی گل نہی مضمون کی اعجاز بہار
ہوگئی نقش و نگار خانۂ خمار گل

آ رہی ہین نکہتین ہر سمت سو سو ناز سے ‏ ہو رہی ہین یادگار طبلۂ عطار گل

شور مین لا کر دل بلبل کو چپ ہین ناز سے ‏ بن گئی لطف مزاج شاہد عیار گل

نور بخش دیدۂ معذور ہے دید چمن ‏ کیا تعجب گر ہے چشم اولی الابصار گل

شکر قسمت کیا کرون مجکو دکہایا وہ چمن ‏ ہر گہڑی ہے تہ دامن جسمین بے تکرار گل

مدحت واجد علی شہ جسکے قدر جاہ پر ‏ ہر صبح ہے آب رضائی کہکشان ہے ہار گل

اس چمن آرا مین نقشہ ہے سراپا باغ کا ‏ زلف سنبل چشم نرگس سرو قد رخسار گل

گر نگاہ کم سے دیکہے اوسکی قصر جاہ کو ‏ مردمک بنجائے بہر دیدۂ اغیار گل

ہو جو پیدا شوق طرہ ہوش بلبل کیطرح ‏ اوڑکے پونہچے باغ سے تا گوشۂ دستار گل

روے روشن کا پڑا پرتو جو وقت سیر باغ ‏ بنگئی مانند خاور مطلع انوار گل

جوش غفلت مین ہے کیا کیا مدح نرگس کا خیال ‏ خواب مین وہ کہلا رہی ہین طالع بیدار گل

سر کی بل آتی چمن سے آپکی پابوس کو ‏ رکہتی گر مانند نکہت طاقت رفتار گل

گر زبان قہر ہو دلمین ہواے سیر باغ ‏ خون دشمن سے کہلائے شاخ نخل دار گل

تم پہ صدقہ کرتی کو بست و بلند دہر سے ‏ آسمان کہتا ہے انجم دامن کہسار گل

شہرت افزا جبسے ہی نکہین مزاج آپکے ‏ ہو گئی میری طرح عالم مین بیمقدار گل

صدقے ہمت کے بہت ہی بی نیازی ہے حسین ‏ مین تو کیا ہر فصل مین اوگ گئی ہین اسندار گل

بن کی گلدستہ جگہہ پائی ہے جبسے بزم مین ‏ رکہتی ہین باغ جنان سے ننگ و عار گل

طول مدحت تا کجا تسلیم روک اپنی زبان ‏ ہو مبادا نازکی سے قدردان کو بار گل

وقت رحمت ہے چمن پیرا ہے گلشن کی سامنی ‏ بہیج باغ مدعا کی جلد تر دو چار گل

اے خدا جبتک نہ کہائی سردی فصل گل میان ‏ شعلہ ہے جبتک حضور مرغ آتشخوار گل

انکی تیغ تک یا ضرب ہر مین مشہور ہے
ہو زخمِ چراغِ بلبل مرہمِ زنگارِ گل

رزمگاہِ وہ جہان مین ناوکِ ممدوح کا
[illegible] ہر دم لبِ سوفارِ گل

قصیدہ بیستم ایضاً

نغمہ سنجی کی قابل ہی سزاوارِ فغان
بلبلِ تصویر ہون کہتا نہین کچھ بازبان

لاکھ چہرے ہیچ شرحِ خاطر سے کچھ کہتا نہین
ہند رکہتا ہون تنگِ غنچۂ پیکان دہان

ہر طرح پوشیدگی حاصل ہی مجکو غیب سی
سینے مین ہا تیر دل آہ جون دل مین ہی مثلِ گمان

ہون زبانِ بیزبانی رہروان آگاہ سے
میری خاموشی ہی ترجمی اسطرح بیان

غیر لائی گا کہان سی لطفِ مضمون بلند
قابلِ پرواز کب ہی شہپرِ زاغِ کمان

چاہتا ہی ترخل ہجا سی کسی دل مین جگہ
بدگمان مجکو بہی سمجہا ہی مزاجِ قدردان

بسکہ ہون فیضِ نسیمِ دہلوی سی کامیاب
گنگ ہی آگی مری سحبانِ وائل کی زبان

آفتابِ صبحِ عشرت ہون ولیکن وا بخت
ہوتی ہی شامِ مصیبت سایہ سی عیان

بوی گل ہون گل کو بہی صحبت مری ہی ناگوار
ہون بگڑ جاتی ہی اپنی طبعِ نازک پر گران

ہین اخواہِ اسیری اپنی آزادی سی ہمن
تنگ ہی وحشت پہ میرے وسعتِ کون و مکان

جز پریشانی شریکِ ماتمِ ہستی نہین
ہون گرد و چراغِ آہِ بزمِ یکسان

خاک کی ہیلی غبارِ دل ہی عنصر مین شریک
جی بہر آئی گر مین دیکہون سبزئ کشتِ زعفران

گہر کیا خانہ خرابی سے دلِ برباد مین
آج کل ہی اپنا سینہ غیرتِ ہندوستان

عینِ پستی مین خیالِ سربلندی ہی مجہی
ہون ترقی آشنا مثلِ غبارِ کاروان

شوکتِ تختِ سلیمان ننگِ ہمت ہی مجھے
گرچہ ہون منت کشِ پابوسِ مورِ ناتوان

حیف [illegible] ہون کہ بس کے پہنہ ہرگز بن سکون
کلکِ قدرت کیسے لکہی سون [illegible] امتحان

گر مرا ثانی ہو پیدا بعد میرے جانیو
مین اسیر قافلہ تہا وہ ہی گرد کاروان

رفتہ رفتہ اب بدولت فکر کی پہر مین
بن گیا ہون اعتبار دفتر وصف بتان

اتنی بہی پروا نہین پیش نظر جو آئی خیال
کرتی ہی آوارہ کیون پہرتا ہون پہرتا ہون کہان

تا کرون پیدا نہ شکل قدرت حسن نازان پہ کاروار
مجکو جینا ہی نہین بہاتا ہی بے شکل آسمان

سخت مشکل ہو گیا دم بہر بہی جینا دہر مین
خضر نی کیونکر بسر کی عمر جاودان

عرض مین کس سی کرون یہ ماجرای بیکسی
دوست دشمن خویش بیگانہ ستمگر مہربان

دیکہنا کیا فریب آرزو سی ہون خراب
ہان نہین انصاف کرنا غمگسار قدردان

مجکو سودای سر گیسوی بخت ارجمند
اور وہ زنجیر پای غفلت خواب گران

ہوشیار ای خامۂ بیہودہ پیما ہوشیار
تا کجا وقف زبان آئین رسم شاعران

گل کہلایا چاہتی ہی آمد فصل بہار
رنگ لایا چاہتی ہی اور آہنگ فغان

پہر دکہاتا ہی ترقی جوش مستانہ مرے
کرتی ہی پہ تازہ معشوقانہ طبع نوجوان

پہر لگا ہین ڈہونڈہتی ہین مجمع احباب کو
پہرتی ہی پہر مری آنکہ مین بزم دوستان

بی تعلق ہون تعلق کی تمنا ہی مجہے
لپٹی جاتی ہی ہر اک تصویر دیوار مکان

صورت آدم جو دیکہون چاک پیراہن گہڑی
شکل حوا سیکڑون پیدا ہو خیل مہوشان

مطلع مضمون عالی یاد آیا ہے مجہے
جس سے پیدا ہی عروج اہتمام قدسیان

مطلع ثانی

اوج دکہلاتا ہی حسن پست فطرت کی زبان
بوسہ روی زمین لیتا ہی یا گیا آسمان

دیکہکر جوبن بہار سبزۂ نوخیز کا
گر گیا نظرون سی حسن سبز ہندوی بتان

چوستا ہی پہر دہان غنچۂ گل باغ مین
نرم ہو کر بن گیا ہی خار بلبل کی زبان

جوشِ مستی ہین جوانانِ چمن کے سامنے — چلتی ہی بادِ صبا کرتی ہوئی اٹکھیلیان

دیکھکر مستون کو نخوت ہی کنارِ جام سے — ٹپکی پڑتی ہی ترنگ اشکِ چشمِ گلفشان

عرضِ رضوان کا بھی نخوت سی نہین دیتا جواب — بنگیا معشوقِ بی پروا مزاجِ باغبان

خستہ و آوارہ و رسوا ذلیل و بی وطن — پھرتی ہی پھیری طرح بادِ خزان بیخانمان

منبرِ ہر شاخ پر پڑھتی ہی یہی عندلیب — خطبہ ہای مدحتِ واجد علی شاہِ جہان

جسکے ادنی ریزشِ زر کی بدولت دہر مین — مختصر ہی طولِ دامانِ زمین و آسمان

پڑگئی تھی اک نگاہِ مہر جو روزِ ازل — آج تک ہی کاسۂ خورشید نور زرفشان

عادل و مسکین نواز و جرم بخش و ظلم کاہ — صاحبِ جود و سخا و دستگیرِ بیکسان

کھینچ لائی دامنِ تسنیمِ خلقت سے — ہو رہا ہی حلقۂ آغوشِ عالم عطردان

کسبِ تقریرِ مدح افزا تو طرح شوق سے — بلبلِ تصویر بہر گفتگو کھولے زبان

ہر گدا ہی دہر مین فیضِ جبین سائی سے شاہ — بنگیا ہی داغِ سجدہ کوکبِ بختِ جوان

پشتِ دشمن پر اگر پڑ جای سایہ تیغ کا — بطنِ مادر سی عدو زادہ ہو پیدا خستہ جان

جسکو ہی تکی نگاہِ قہر سی سوی عدو — عافیت پیدا کری تاثیرِ مرگِ ناگہان

تیغ اوسکی کھیسان عرصۂ رستم چلی — آئی کوسون بھر استقبال شورِ الامان

دیکھکر اوجِ مراتب سینۂ گردون ہے چاک — جای نادانی کہ ہم سمجھی ہین اوسکو کہکشان

ہون مین حیران اوسکی اسپِ خوش عنان کو کیا کہون — نبضِ بسمل یا نظر یا جلوہ برقِ طپان

یا قرارِ بیقراری یا مزاجِ گرم یار — یا پری یا رنگِ جستہ یا تصور یا گمان

گر خلافِ رای عالی بند و بستِ دہر ہو — دورِ سیاران کی طرح سے ہم ہو ترکیبِ جہان

رفعتِ قصرِ معلی کی لکھون تعریف کیا — تارکِ عرشِ برین ہی زیرِ چترِ سایبان

خاک ہو بوسہ بہشتِ آستانِ پاک کا
پستیِ گاوِ زمین ہی اوجِ فرقِ فرقدان

کھینچتے ہین آنکھہ مین جس خاک کو غلمان و حور
ہو گیا ہی سرمۂ بینش غبارِ آستان

عالمِ علوی سی اوسکی ذلفریبی پوچھیی
گرد پھرتی ہین تصدق کی لیئی آسمان

اس قدر طعنی دیی غیرت نی وقتِ ہمسری
چھپ رہا آخر نگاہِ خلق سی باغِ جنان

اوسکی کوچی کی ہوائین رشکِ انفاسِ مسیح
اوسکی چوکھٹ سجدہ آموزِ جبینِ انس و جان

کیا مصفا ہین در و دیوار جسکے سامنے
دیکھہ لیتا ہی بشر سب دل کی اسرارِ نہان

چرخ پر حکمِ قضا سی بہرِ تزئین و صفا
صورتِ جاروب بنجاتی ہی شب کہکشان

قصرِ والا مین فروغ افزا ہی ذاتِ مکین
شمعِ روشن جسطرح محفل مین یا قالب مین جان

رہرو دین نبی ہی اسطرح بی کیف و کم
جیسے خطِ استوا پر آفتابِ آسمان

شوکتِ اسلام دکھلائی اگر وہ شاہِ دین
پانی پانی ہو کی بہجائی دلِ سنگِ بتان

ذات اوسکی دشمنِ بتخانہ مانندِ خلیل
مسجدون کی واسطی داود ثانی بیگمان

آفتِ اسیکا و لطفِ جانِ حق پرست
برقِ کشتِ شرک ابرِ نوبہارِ مومنان

حکمرانِ ملکِ جان سردفترِ دیوانِ دل
شوکتِ دینِ محمد قوتِ اسلامیان

آسمانِ بخت و دولت آفتابِ عز و جاہ
مشرقِ صبحِ سعادت مطلعِ نام و نشان

بہترین نقشِ حکومت و اوجِ دارا حشم
داد گر نوشیروان شمشیر زن چنگیز خان

باعثِ تسکینِ دل آرامِ جانِ مبتلا
لمعۂ نورِ خدا روحِ تنِ روحانیان

تا کجا تسلیم جوشِ مدح خوانی ہان خموش
ہو رہی گا پھر کبھی طبعِ رسا کا امتحان

ہاتھ اوٹھا پھر دعا جلدی کہ بامِ عرش پر
کب سی ہین آمادہ آمین لبِ روحانیان

ای خدا جبتک عروسِ نظم ہی خاطر فریب
جو ستائی ای خدا جبتک ہی سعیِ شاعران

ای خدا جبتک ہی نشان جان بخش اہل سخن — اہل معنی ای خدا جبتک ہی رسوای جہان

شش جہت مین غیب سی ممدوح کو حاصل رہی — شوکت و اقبال و جاہ و دولت و نام و نشان

قصیدۂ ہفتم در مدح عالی مناقب والا مناصب نواب محمد یار خان دام اقبالہ زید دولتہ

مژدۂ مرگ عدو ہی انقلاب روزگار — آرزو بنکر نکلتا ہی مری دل سی غبار

رات دن پست و بلند دہر ہی پیش نظر — شوخیان دکھلا رہا ہی ابلق لیل و نہار

جوش خاطر ہو رہا ہی داستان لطف و ہمت — عرض مطلب حل ہو جاتا ہی وقت اختصار

طرفہ سامان طرب سی آتی آتی تا زبان — نغمہ بنجاتی ہی ہر تار دل بی اختیار

سینۂ صفحہ ہی صحن بزم عشرت آجکل — رقص شادی کر رہا ہی خامۂ مضمون نگار

کاروان اشک حسرت نی کیا ترک سفر — سینۂ عشاق کی مانند خالی ہی کنار

فرق لایا جوش شادی حلقۂ عشاق مین — جای نالہ قہقہہ ہوتا ہی منہ سی آشکار

پاک ہی آغاز مطلب تہمت انجام سی — ہر تمنا مین ہی طول رحمت پروردگار

روح ہی مجروح جاتی ہی علو کی تا افلاک — آج کل معراج ہوا کرتی ہی کار ذوالفقار

جوش مستی مین لحاظ توبہ ہی کہان — ساقیا برخیز و ہمت کن شتابی می بیار

چھیڑتی ہی خاطر مشتاق کو موج نسیم — گدگداتی ہی طبیعت کو ہوای لالہ زار

مطلع رنگین ہی جون پیرایہ باغ فکر سی — دامن اندیشہ ہی ہمرنگ دامان بہار

مطلع ثانی

زرد ہی کیا [illegible] ہی مین [illegible] گلشن [illegible] — ہو رہا ہی سبز نخل شعلۂ شمع مزار

ہو سکا ہی جوش [illegible] آتی ہی تا زمین — سبزہ ہو جائی اگر بوئی کوئی تخم شرار

کیا تعجب ہے اگر ریشِ سفیدِ خضر بھی ۔ سبز ہو جائی بہ رنگِ سبزۂ رخسارِ یار

آپ سے باہر ہی کیا کیا ہر گلِ تر باغ مین ۔ کرتی ہی دل مین جگہہ گلبانگِ فریادِ ہزار

شوخ چشمی کس سے بیباک کی ہین کیا کہون ۔ جہانکتی ہی پردہ برگِ شجر سے بار بار

ہر حبابِ آبجو مشتاقِ حسنِ دوست ہی ۔ صورتِ آغوش بنجاتی ہی موجِ جویبار

دو گھڑی بہی ایک عالم پر نظر آتا نہین ۔ ہو گیا رخصت مزاجِ باغبان کا اعتبار

عقدۂ زلفِ صنم کی نکہتین ہین باغ مین ۔ بنگیا ہی داغِ لالہ نافہ مشکِ تتار

رفعتین دکھلا رہی ہین خاکسارانِ چمن ۔ سرمۂ چشمِ فلک ہی صحنِ گلشن کا غبار

واہ کیا فیضِ بہاری نے کہ بربادی مین بھی ۔ آج کل سورت پہ ہی سبکو گمانِ سبزوار

گوشِ بلبل کو سناتا ہی لبِ گل ہر طرف ۔ مدحتِ نواب **بابا خانِ** والا اقتدار

جسکی احسان و سخا و جودِ عالمگیر سے ۔ ہر گدا و بینوا ہی مثلِ قارون مالدار

حسن وجہ پایا کہ شب بھر اشتیاقِ دید مین ۔ پیرِ گردون ہی کواکب سے سراپا چشمِ زار

دیکھہ لین خواب مین جلوہ جمالِ پاک کا ۔ حضرتِ یعقوب کو ہو تارِ یوسف ناگوار

جلوۂ خورشیدِ تابان سے یہ روشن ہوا ۔ داغ رکھتا ہی جگر پر شاہدِ لیل و نہار

دیکھکے صرفِ سخاوت کہتی ہی حاتم کی روح ۔ ہمتِ والا کی صدقی جود و احسان کی نثار

ہو اگر سو مرتبہ صبحِ ازل شامِ ابد ۔ اور ہو پیدا ترقی صفر مین ہر دم ہزار

صفحۂ کونین پر لکھین کراما کاتبین ۔ ہو نہ تو بھی اک عطای نیم لحظہ کا شمار

اب گوہر فیضِ بخشش نے دکھلایا کمال ۔ کشتیِ درویش طوفانی ہوئی انجامِ کار

ہے بڑھا لای قصیدہ آسمان میری طرح ۔ اک نگاہِ مہر کا خورشید ہی امیدوار

گر سنی افسانۂ بہارات تو فرطِ خوف سے ۔ نبضِ بسمل کیطرح تڑپی رگِ اسفندیار

ضربتِ تیغ وہ پیکر سے وہ پیدا فرق ہو ۔ صور سے سنکر یہ روح و تن ہوں باہم ہمکنار

خندۂ زخمِ دلِ دشمن سے ہوتا ہے عیان ۔ کہتی ہے سامانِ شادی مرگ تیغِ آبدار

ہفت خوان ہے قصۂ بازیچہ گاہِ کودکان ۔ رستمِ جنگ آزما ہے ایک طفلِ نیسوار

کیا لکھوں تعریف میں اسپِ سبک رفتار کی ۔ توسنِ اندیشہ ہے واماندہ مانندِ غبار

وہ سبک خیزی ہے جو چشمِ مور پر رکھدے جو پاؤں ۔ خوابِ راحت میں نہ اوسکی فرق آئے زینہار

نعل و سم کی دیکھکر جلوے یقین آیا مجھے ۔ ہیں ہلال و بدر جوشِ آرزو میں ہمکنار

گرد گوئے گر خیالِ تیز رفتاری اوسے ۔ گامِ اول میں ابد پائے ازل کا اعتبار

یہ جہانِ تنگ وسعت قابلِ جولان کہاں ۔ عزمِ جنبش سے کرے طے عرصۂ روزِ شمار

وصف و بخشش خدا نے ایک ذاتِ پاک میں ۔ بزم میں جمشید وقتِ رزم سامِ شہسوار

گر خلافت ہے عالی غیر ہو مصروفِ عیش ۔ کیفِ عشرت میں ہو پیدا غفلتِ خوابِ خمار

چرخ کی گردش نے آخر کچھ نہ پیدا کیا ۔ آگے مرکز پر ہوا اقبال و دولت کا قرار

ملکِ موروثی خدا نے کردیا زیرِ نگین ۔ اوٹھ گیا بے اختیاری کا جہاں سے اختیار

لکھو اے تسلیم یہ مصرع بے تاریخ سال ۔ موجِ آبِ رفتہ پھر آئی میانِ جویبار

کہہ چکے کہنا تھا جو کچھ ہمکو جوشِ فکر میں ۔ لے رہا ہے چٹکیاں دل میں خیالِ اختصار ۱۲۸۸ھ

دلوں صریرِ کلک سے پیدا ہے رسمِ آگہی ۔ اے حریصِ مدعا وقتِ دعا ہے ہوشیار

انجمِ عالم میں ہے جسوقت تک پست و بلند ۔ اے خدا جبتک زمین و آسمان میں ہے قرار

تا زوالِ دنیا اے خدا جبتک تلون مست ہے ۔ اے خدا جبتک عروسِ دہر کو ہے اعتبار

آرزو ہے پہلوئے ممدوح میں ہر دم ہیں ۔ سامنے ہوں چنگ و رباب و ساقی و مینا و یار

تمت

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
دیوان تسلیم
بمطبع منشی نولکشور میں طبع مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الالف

۱ — ۱۲

عاشق دلِ خموش ہی حسنِ قدیم کا — یہ بیزبان رقیب بنا ہی کلیم کا

لکھون گر اوسکی قامت و زلف و دہن کی وصف — میرا سخن ہو عقدۂ الف لام میم کا

سوزِ غمِ فراق مین برسون بھڑکا ہون مین — اب کیا جلائیگا مجھی شعلہ جحیم کا

ہر وقت آرہی ہی ہوا باغِ قدس کی — کسکو دماغ خندۂ موجِ نسیم کا

جب سی ہی دلِ حزین ہی گذرگاہ نورِ پاک — مسجود مثلِ کعبہ ہون عرشِ عظیم کا

محتاج ہون غنی سی نہین مین تہی مین کم — نظارگی ہون حلقۂ بابِ کریم کا

صنعت کو اوسکی دیکھکی حیران ہون کسطرح — چلتا ہی تنگی وا ہمہ کیا کیا حکیم کا

مین کیا جو اوسکی کنہ حقیقت کو پا سکون — گل ہی چراغِ ہوش یہان ہر فہیم کا

پھلتا ہی دل فراق مین اوس نوبہار کی — جوبن ہی داغ پر گلِ باغِ نعیم کا

عشقِ مسیح مہر نی ایسا کیا ضعیف — عالم ہی جسمِ زار پہ نبضِ سقیم کا

عاشق ہون کوئی خاص اُدہر ہو نگاہِ رحم | خواہان نہین ہون آپ کی لطفِ عمیم کا

۲

تسلیم کچہ بہین شاعرِ رنگین بیان نہین
گلچین ہون اپنی گلشنِ طبعِ سلیم کا

۱۲

گل افشان عشق ہی دل مین شجر در یشین سیر کا | نمونہ ہی مرا سینہ بہارِ ہشت جنت کا
تپِ عشق ہی سی دلِ تاریک روشن ہی | چراغِ شامِ بیکس ہی شرارہ داغِ حسرت کا
کہین کعبے قبلہ رخ تربت پہ میری پہول کس کے | لیی جاتا ہون گلہای دل مین تربت کی زیارت کا
رسالت کی گواہی دونگا مین دلِ آشفتہ سر بہی | کہ انگشتِ شہادت ہوگا شعلہ شمعِ تربت کا
جہنم کیا جلائیگا مجھی جب تنگ آؤن گا | پکار اوٹہونگا بیتابانہ لیکر نام حضرت کا
عجب کیا گر فرشتی گور مین میرا پڑہین کلمہ | کہ ہر داغِ جگر پہ نقش ہے مُہرِ نبوت کا
شمیمِ خلد آتی ہی شہیدِ تیغِ الفت کو | ہر اک زخمِ دلِ صدچاک دروازہ ہی جنت کا
لباسِ کعبہ سے بہی شہپرِ جبریل محشر تک | لکھون گر بالِ حورِ ناتوان پر حرفِ عظمت کا
عتابِ کم نگاہی ہی شفیعِ عاصیان کب تک | چہٹا جاتا ہی دامن ہاتھ سی امیدِ رحمت کا
یہی قسمت اگر ہی تو معاذ اللہ محشر مین | سیہ کاری مری دیکھی نہ دیکھی منہ شفاعت کا
تمنا ہی مجھی گر بہر زمین کی کوئی اقدس مین | کسی زاہد کو مژدہ دیجیی فردوسِ جنت کا
نہ جائیگا یہ سودا خاطرِ برہم سی مر کر بہی | گریبان ہوگا میری ہاتھ مین صبحِ قیامت کا
وسیلہ گر نہوتا آپکے وعدی کا محشر مین | سہارا ٹوٹ جاتا میری دل کیطرح امت کا
تصور جب مین کرتا ہون تعجب یہ انصاف کہتا ہی | گنہگاری کا مجھ پر خاتمہ تم پر شفاعت کا
ہزارون مطلعے ہین آتشِ سوزِ جہنم بہی | خدارا دو ادہر بہی کوئی چھینٹا آبِ رحمت کا
بلند یکا کرون کیا شکر ای تسلیم پستی مین | کہ نقشِ پا ہی بہی تو نقشِ پا حضرت کی امت کا

لکھا ہی یکقلم مضمون شکستہ حال دیوان کا
جواب وہ نہ لکھن ہو حرف ہی اپنی دیوان کا

تعلق مجکو بھی باقی نہ زلف پریشان کا
ملا قسمت سے بیدین تحفہ سنبلستان کا

عیان ہی جسکی بجلی آہ شعلہ دہا ہی پنہان کا
کہ عالم سبزۂ تربت پہ ہی شمشیر عریان کا

مجھی کیون پھونکے جلتا ہی دل گبر و مسلمان کا
نہ گل دامان وزخم کا نہ سنبل باغ رضوان کا

امید نفع بیجا ہی تپاک اہل نعمت سی
ملا ہی کسکو پانی چشمۂ مہر درخشان کا

بہل جاتا ہو ہی کچھ دل غبار وحشت سے
دیا ہی ساتھ غربت میں پریشانی نے پریشان کا

دل ویران میں لاکھوں آرزوئیں کی ٹوٹی ہیں
ہمارا سینہ گویا نقشہ ہی شہر خموشان کا

رولایا مجکو کس پردہ نشین کی بیوفائی نے
کہ رشتہ کھینچا نہ اشکون نے کبھی دامان مژگان کا

نمو خط کی ہوئی بوسہ لبون کا کون پاتا ہی
اجارہ ہین خضر کی اب ہی چشمۂ آب حیوان کا

مقدر ہی یہی تو کل پہونچ جائینگی چوکھٹ تک
اشارہ ہو چکا ہی آج ہمسایونکی دربان کا

دکھاتی ہی جلوہ روز عشرت کا شب ماتم
بنی ہی شام غم کو نکہت عیش صبح خندان کا

وہی گریہ ہی زاری ہی شیون ہی کفن مین
بنا ہون نوحہ خوان غمخانۂ شہر خموشان کا

مجھی صیاد ظالم کس خطا پر ذبح کرتا ہے
چھوا پتا نہ کوئی پھول توڑا اس گلستان کا

دہن سی جب نکلتی ہی نالہ داغ دل کی لو نکلتی ہی
لپٹ دیتی لگا شعلہ چراغ زیر دامان کا

تماشا شبنم و گل کا چمن مین جا کے دیکھیں گے
یہان رونا ہی ہمکو اپنی زخم خندان کا

ستمگر واشد دل سی سدا محروم رہتی ہین
نہ پھولا باغ عالم مین کسی دن غنچۂ پیکان کا

فراق یار میں جینے سی مرنا سخت مشکل ہی
بیان ہو ناز کیا دشواری تکلیف آسان کا

برنگ بوئی گل عریان بسر کی باغ عالم میں
سبکروحی سی نازاد تھا نہ ہمسے اپنی امان کا

شباب آیا نہیں سے نا توانی بڑھتی جاتی ہی
بنا ہی ضعف سے پیر و حشمت عمر گریزان کا

مُرادین نوجوانی کی بر آئین عہدِ پیری مین
کٹی شب صبح سمجھو گویا کھلا دروازہ زندان کا

دلِ نالان کا ہی داغِ الم دم بھر نہین ہٹتا
اجارہ ہو گیا ہی خانۂ مفلس پہ مہمان کا

ملا ہی کو نسا رشکِ سمن یارب گلے جس سے
گریبان پر گمان ہی دامنِ صبحِ گلستان کا

رفیقانِ جنون کی آمد و رخصت برابر ہے
کھٹکتا ہی نکلنی مین وہی خارِ مغیلان کا

کٹی عمرِ دو روزہ مثلِ شیشہ بزمِ عالم مین
نہ سر پیدا کیا ہمنی لیا احسان نہ سامان کا

۱۲ — سنو مجھ اور بھی تسلیم میری نالہ موزون
ارادہ ہی ترقی پر ابھی طبعِ سخندان کا — ۲۵

تماشا جامہ زیبی دیکھی گی خونِ شہیدان کا
گریبان پیرہن مین ہی ہلالِ عیدِ قربان کا

جنون مین بھی شریکِ بیکسی ہی تن جسمِ عریان کا
کبھی ہی جیب نہ دامن کبھی ماتم گریبان کا

اجل محروم پھر جائی کوئی بوسہ و دندان کا
کہ میری حق مین یہ موتی ہی قطرہ آبِ حیوان کا

دلاتا ہی ہمین کیون یاد وعظِ صبحِ فردا کی
غمِ محشر کوئی صدمہ نہین ہی شامِ ہجران کا

ٹپکتا ہی نہانی مین جو قطرہ اونکی بالون سے
گمان ہوتا ہی زلفِ پُر شکن پر ابرِ نیسان کا

وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جاتا ہے
الٰہی خاتمہ با خیر ہو زاہد کی ایمان کا

صبا اوڑتی ہوئی لائی خبر جب مرگِ بلبل کی
گریبان گل نی پھاڑا اسکی غم مین غنچۂ بستان کا

جنون مین یہانتک جھک گیا ہی ناتوانی سی
کہ مجھکو حلقۂ زنجیر حلقہ ہی گریبان کا

مین وہ آتش قدم ہون گرمیِ رفتار نی میری
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمعِ سوزان کا

تلاشِ یار کی سرگشتگی مرکر بھی باقی ہی
بگولا پھر رہا ہی آج تک خاکِ غریبان کا

پشیمان کیون نہ ہو وحشت جنون اپنی ضعیفی مین
کہ تو نی فصلِ گل مین کھو لیا پیچ گریبان کا

ہوئی جب صبحِ رخصت جسمِ بیروح یون نظر آیا
گیا ہمراہ یوسف کی وہ جوبن کنجِ زندان کا

فلک کی شکل بدلی فعتاً جو زیر صولت کے
عجب سی دیکھتا ہون صبح شب تکلیف ہجران کا

جنون کے جوش مین کہا زندگی گھٹتی ہی راحت سے
کرم ہے وقت غربت کا سب احسان بیابان کا

اثر کرتی نہین اعلی کو صحبت پست فطرت کے
ہوا دامن نہ گرد آلودہ عکس ماہ تابان کا

کیا ہی تیر باران اس قدر بیرحم قاتل نے
کہ چھلنی ہین دل نازک بہی شیشہ آب پیکان کا

بستا ہون عبث یا شہ ال طفلان اشک محرومی
پشیمان ہون دامن کا نہ شرمندہ گریبان کا

ادہر سے قافلی لاکھون گنہگارون کے جاتی ہین
الہی عالم رحمت مین کیا ہی قحط عصیان کا

جنون صحرا مین بہی آکر نہ آزادی ملی ہمکو
یہان بہی حلقہ آہو ہوا تہا حلقہ زندان کا

کہلا گرمی سوز دورن نے کردیا پانی
بتائی کیا پتا قاتل دل مجروح پیکان کا

ابہی تک گہر مین بیٹہا غیر سے باتین بناتا ہی
جہان سے اوٹھ گیا غافل تری ناکام ہجران کا

جہنم ہو کہ طوفان کہتی ہین کچہ دیکھی ہمکو
دل پر سوز کا صدقہ تصدق چشم گریان کا

جنون پہر کفن سے سوا نکلا لاش غریبان کو
کہ بس ہے پردہ پوش حسان دامن بیابان کا

ادب آموز ہی وحشت جنون طرفہ تماشا ہی
جہکا آتا ہی سوی پائی دامن سر گریبان کا

مقابل آج ہی تسلیم خستہ اہل معنی سے
خدایا آبرو رکہنا تصدق شاہ مردان کا

۱۲۳۱ ھ

ہے خنجر بیٹھا نہ تاب پاس تہا قاتل کی امان کا
برنگ شمع کشتہ جل گیا خون زخم خندان کا

گلا ان ہاتھون سے جنون کیا دل صد سنگ طفلان
کہ مین نے ن پرورش پایا ہوا نخچیر ویران کا

وطن مین تا نہ دل ساتہ ہون بیعت سیکن کیا بہلی
ابہی بہرا ہی آنکہون مین ہی نقشہ بیابان کا

دو عالم قتل ہوگا اک نگاہ ناز سے تیری
ستمگر کسکو دیگا خون بہا خون شہیدان کا

ابہی آنکہین دیکہا اور رکہیہ جدا شاک محرومی
ملا تقدیر سے دامن مجہی بہی دامن مژگان کا

ہمہ تن ہمنشین نخلِ فلک سے غم اُٹھاتے ہی
گریبان بہی نہو حائل اگر ہو وصلِ داماں کا

کسی حالت مین غمگین دل کا جوبن کم نہین ہوتا
کہ رنگین ہے وہی مین ہر رنگ بان بہی خرم خندان کا

جنون مین عیش کی صورت نہین آتا ہی دل میرا
سلا دیتا ہی ہلنا ہلنا مجہی چاکِ گریبان کا

در و دیوار سے ہر وقت ویرانی برستی ہی
مری صحنِ مکان مین کوئی تختہ ہی بیابان کا

مقرر آج کوئی رشکِ یوسف آنی والا ہی
بنا ہی دیدۂ یعقوب روزن اپنی زندان کا

وہ برہم ہون کہ مجکو برہمی نیند آتی ہی
سلا دیتا ہی افسانہ شبِ زلفِ پریشان کا

ہمیشہ پنجۂ خورشید سے کیون چاک ہوتا ہی
بنا ہی کیا گریبانِ سحر بہی میری داماں کا

اثر دکہلا رہا ہی خارِ حسرت بعد مردن بہی
سدا بالائی تربت سایہ ہی نخلِ مغیلان کا

گریبان چاک کیجہ گل ہی نہین مرگِ بلبل ہی
کفِ افسوس ہی گلچین ہے ہر پتا گلستان کا

نگاہین ڈہونڈہتی ہین جمعِ احباب مدفن مین
اثر باقی ہی آنکہون مین ابہی خوابِ پریشان کا

ملایا خاک مین نورِ نظر کو بیقراری نی
قیامت ہو گیا ہلنا سرِ دامانِ مژگان کا

ہوا کرتی ہی زینت غیب سے رنگین مزاجون کے
سدا شبنم ہو لا دیتی ہی منہ گلہای خندان کا

لگایا تیر پٹی باندہ کر آنکہون پہ قاتل نے
دلِ مضطر مین ارمان رہ گیا دیدارِ پیکان کا

گریبان کس طرح اپنی کرون گا چاک اسکو بہی
کبہی تو ہاتہ آئے گا جنون دامن بیابان کا

ہنسے دل کہول کر دم بہر نہ بخلِ شور بختی سے
کسی دن منہ نہ دیکہا میری زخمون نی نمکدان کا

مرینگی صبح تک امیدوارِ وصل حیرت سے
ابہی سے پیرہن کیون ماتمی ہی شامِ ہجران کا

نقاب الٹی رخِ روشن سے کسنی وحشتِ ملنز
بنا ہی آفتابِ حشر ہر ذرہ بیابان کا

مداوای تپِ ہجران سے نفرت ہو گئی دل کو
طبیعت کیا ہی جلتی ہی جو کر آتا ہی ریحان کا

تمنا ہی سبکدوشی مین کاٹا آپ سر اپنا
حباب آسا لیا ہمنی نہ احسان تیغِ عریان کا

فروغ داغ ہجر رفتگان دم بھر ہے سینے میں
بھروسا کیا چراغ تربت گور غریبان کا

دلون میں ہوشیاری تفرقہ انداز ہوتی ہے
کہ پیدا ہی سی بست جاتا ہی ہم صحبت مژگان کا

نئی شکلیں ہزارون بن بن کر بگڑتی ہین
دل برباد مین نقشہ ہی بازیگاہ طفلان کا

کہون کیا اضطراب اُسکا ادھر آئی ادھر بھاگے
شب وصلت یہ سایہ پڑگیا عمر گریزان کا

کہانتک ناز بیجا سخت جانی اب تو فرصت دے
کہ دم گھٹنی لگا ہی اونکی شمشیر صفاہان کا

کیا کیون دیکھکر زخمونکو پھر دم آج ای قاتل
دل مجروح کی شاید نگاہ زخم سی جھانکا

دکہاجاتی ہین وہ تسلیم صورت چہکی غیرون سے
اثر پیدا ہوا اتنا تو باری شوق پنہان کا

پہونکتی کیا نالہ سوزان سی گھر صیاد کا
حوصلہ ہی حوصلہ تھا بلبل ناشاد کا

کیا کہون ہین شل دئی عالم دل ناشاد کا
سینے سی لب تک بھرا ہی حوصلہ فریاد کا

غم نہین ہوتا ارادہ خاطر ناشاد کا
شام سی منہ چومتا ہون صبح تک فولاد کا

گر رہی ہی پاس او ظالم تری بیداد کا
حشر کی دن بھی نہوگا حوصلہ فریاد کا

دیکھتا ہی باغ مین عالم قد آزاد کا
آئنہ جو ہی آئینہ اوس غیرت شمشاد کا

کہہ دیا کیا تیرہ بختی نی کہ ٹل سکتی نہین
آج کچھ بہت برا ارادہ ہی شب میعاد کا

مرتی دم بھی ساتھ تھی سرگشتگی تقدیر کے
حلق پر پھر پھر گیا منہ خنجر جلاد کا

کیا الگ رہتا ہی عاشق کو ملاکر خاک مین
چرخ بھی شاگرد ہی میری ستم ایجاد کا

ظالمونے کر دیا خالی گل و بلبل سی باغ
گھر ہی گلچین کا بسا آباد گھر صیاد کا

دست گلچین خشک ہوکر رہ گئی صد شکر ہی
صبر ٹوٹا عندلیب آشیان برباد کا

کیا حرارت تھی کہ رگہای جنون سے جا لگی
پانی پانی ہوگیا نشتر بہ گیا فصاد کا

ای جنون طوق و سلاسل پہ گرتی آنکھین ڈال
دل ابھی سی توڑنا اچھا نہین جلاد کا

ہائی غفلت نی بہلایا دل سی عارض کا خیال
خود فراموشی نی گہر لوٹا تمہاری یاد کا

شام کو جو دیکہتی ہین صبحدم وہ کچھ نہین
خواب کا نقشہ ہی نقشہ عالمِ ایجاد کا

مجہسی وہ کیون سیکہی شستِ کوہکن آدابِ عشق
ہون معلم قیس کا اوستاد ہون فرہاد کا

منہ پہ چہٹتی ہی ہوائی بی تری گلزار مین
رنگ میرا ہمسفر ہی نکہتِ برباد کا

تہا وہ غمگین رو دیا سنکر نویدِ عیش سے
شورِ ماتم ہوگیا نغمہ مبارکباد کا

نالہ کیسا کہہ رہی ہی گل سی بلبل باغ مین
کچہ لکہا تقدیر کا افسانہ کچہ صیاد کا

یاد آتی ہین لحد مین حسرتِ اندوہ و غم
داغ ہی دل پر مثالِ خانۂ برباد کا

اوج سی اپنی پشیمان رہتی ہین بیداد گر
سرنگون پایا ہمیشہ چرخِ بی بنیاد کا

کیا نحوست تہی چہری کا سامنا دن بہر رہا
صبحدم دیکہا تہا مین نی آج منہ صیاد کا

بدگمان جلاد ہی غیرت سی مرتی دم تن آب آب
زخم نی پانی چرایا خنجرِ فولاد کا

یاد اوس پردہ نشین کی آگئی عصمت مجہی
آکی لب تک رک رہا نالہ دلِ ناشاد کا

فیضِ صحبت سی کوئی ادنی ہوا اعلی کیا مجال
آدمی ہونا نہین ممکن کبہی ہمزاد کا

عشق بی تاثیر نی بخشی ندامت اسقدر
روز و شب آنچل ہی منہ پر دامنِ فرہاد کا

باپ کا آزار کی اولاد کو کرتی ہی قتل
زخمِ گل شاہد ہی جسمِ نکہتِ برباد کا

بخت بلبل کی ہین صید تی فصلِ گل آئی نہین
پڑ گیا صحنِ چمن مین جہوپڑا صیاد کا

جب لگی آکر گلی سی زخمِ تن خندان ہوئی
ڈہنگ سیکہی تیغ آغوشِ مبارکباد کا

دیکہتا ہون بیکسی کا اپنی جوبن وقتِ قتل
آئینہ ہی منہ مجہی نا مہربان جلاد کا

خاک بیچ کر دل پر فراغ ہی آتش فشان
پاسبان ہی غول میری خانۂ برباد کا

شعرِ جاہل پہ جل دشمن سے نکلی واہ کیا
دم مہری آئینہ کیونکر کورِ مادر زاد کا

قید سے آزاد ہین رنگین مزاجانِ چمن
خار سے اولجھا نہ دامن نکہتِ برباد کا

بیڑیان لاتا ہی پہنانی کچھ ایسی کر دعا
اے جنون مجکو مبارک ہو قدم حداد کا

وہ ہوا خواہ اسیری تھی کہ آزادی کی بعد
رو دیے ہم دیکھکر خالی قفس صیاد کا

کیا لگائی ہین کسی نے شاخِ گل کی تیلیان
بلبلین آنکھون سے ملتی ہین قفس صیاد کا

باپ کو آوارگی اولاد کی کرتی ہے قتل
زخمِ گل شاہد ہے ہجرِ نکہتِ برباد کا

۵ کیا چھپی اللہ سے تسلیم رازِ نیک و بد
ہر بشر کی ساتہ اک جاسوس ہے ہمزاد کا ۵

مرکی ہی شعلہ فشان نہی دلِ پُر درد مرا
گرمیان کرتا ہی اب تک نفسِ سرد مرا

دیکھکر وہ گلِ نوخیز بھی ہنس دیتا ہے
ابتو ہی اور ہی جوبن پہ رخِ زرد مرا

دشمنِ عیش نہ ہو مل کی تمنا اس سے
دوستی کی نہین قابل دلِ پُر درد مرا

وادیِ عشق مین ہون روزِ ازل سے برباد
پوچھتے کیا ہو ٹھکانا صفتِ گرد مرا

۵ ہون وہ دیوانہ کہ منشیِ قضا نے تسلیم
پہلے مجنون سے لکھا نام سرِ فرد مرا ۳۳

کرتا ہون ذکر مین دمِ پیری شباب کا
افسانہ گو ہون عالمِ حسرت مین خواب کا

ہر چند فاقہ مست ہون ہمت بلند ہے
بدلون نہ آفتاب سے ساغر شراب کا

کامل سے ہی مریضِ اجل کی دوا محال
رعشہ مسیح سے نہ گیا آفتاب کا

جسمِ ہوا ہوا ہے تنکظرف کچھ نہین
مٹی کی ہے دلیل ابھرنا حباب کا

بیداریِ فراق مین گذری تمام عمر
آنکھون نے میری خواب بھی دیکھا نہ خواب کا

برجستہ کیون نہ مصرعِ [illegible] برق ہو
موزون ہے اوسمین حال مری اضطراب کا

روتا ہوں برسوں عارض گلگوں کی یاد میں
سینچا ہوا ہی نخل محبت گلاب کا

مژگاں تلک آئی تھی نگہ گرم ہی نہیں
تر ہو گیا پسینے سے دامن نقاب کا

معشوقوں جہاں میں لطف خموشی نہیں نصیب
جھگڑا ہی گور میں بھی سوال و جواب کا

خالی ہی بلا سے تسلی تو دل کو ہے
رہتی ہی وہ سامنی مری ساغر شراب کا

حسرت سے گھورتے ہیں اہل شباب کو
باقی ہی کچھ اثر ابھی آنکھوں میں خواب کا

اہل زمین کی واسطی سہل تھا ہیں حادثے
صرصر سی گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا

ظاہر میں تن ہی نام کو ایسی نہیں کوئی
عالم ہی چشم غیر میں چشم حباب کا

لرزاں نہیں ہے مہر مسیحا کی سامنے
کچھ حال کہہ رہا ہی مری اضطراب کا

اللہ سی روشنی رخ تابان یار کے
چمن چمن کے تو پردہ بنا ہی نقاب کا

غش آگیا ہی دیکھ کی گلچین خزاں کا رنگ
چھینٹا دی عندلیب کے منہ پہ گلاب کا

دلمیں تو عجز ن کی یاد سی کرتا ہوں عرض حال
پہلو نہیں سوال میں میری جواب کا

قدرت نمائیوں میں نہیں کچھ سبب کو دخل
بی تیل جل رہا ہی چراغ آفتاب کا

برباد پھر رہا ہوں نہیں کچھ حصول خاک
گویا بگولا ہوں میں جہان خراب کا

ہر دم خیال دیدہ میگون کی جوش میں
پہلو میں دل ہی یا کوئی شیشہ شراب کا

حیرت سے ہای دیدہ تصویر کی طرح
نیند منہ دیکھا نہ شبستان میں خواب کا

رکھوں کبھی بغل میں کبھی بوسے لوں یا کہ
قسمت کھلی قبا کی بمقدر نقاب کا

یاد آگئی ہی جی میں کسکی نگاہ مست
ہر قطرہ سرشک ہی قطرہ شراب کا

اچھا ہوا جو کشتہ یہ سیماب ہو گیا
کچھ رنگ لی اوڑا تھا مری اضطراب کا

کیا سیکھے سے مردم آبی نے تو چکے
جب تک ہو سر نگوں ہی پیالہ حباب کا

آنکھین جو بند ہو گئی کہلین پہر وہ شکل
گذرا برنگِ خواب زمانہ شباب کا

تصویرِ آئینہ ہون بتون کی حضور مین
خوگر سوال کا نہ پشیمان جواب کا

مرتا ہون بے ثباتیِ ہستی پہ بعد مرگ
بالای قبر بنا ہے گنبد حباب کا

ثابت ہوا مسیح بھی آتی ہین ابی فلک
سادہ پڑا ہوا ہے ورق آفتاب کا

آنکھین ہجومِ کیفِ جوانی سی بند ہین
دورِ شباب دور ہی مجکو شراب کا

مین کیا کہ آئینہ بھی ترستا ہی دید کو
شاکی نہین ہی کون تمہاری نقاب کا

لکھی ہین شعر مین جو بیاضِ جبین کے وصف
دیوان کا ہر حرف ہی ورق آفتاب کا

تسلیم اضطراب کی ہلی ہو دل کو چین
آئی زمانہ اجل کہین انقلاب کا

٩ ٢٠

حشر مین پوچھو نہ عالم عالمِ اسباب کا
یاد ہی بہولا ہوا اسکو فسانہ خواب کا

سوزِ غم سی کیا کہون عالم دلِ بیتاب کا
داستانِ برق ہی افسانہ ہی سیماب کا

کشتہ ہون ای شامِ غربت حسنِ عالمتاب کا
دی کفن مجکو حریرِ چادرِ مہتاب کا

تا فلک پہونچا ہی طوفان دیدۂ پر آب کا
کہکشان کی موج ہی گرداب ہی مہتاب کا

سنتی ہی حالِ پریشان اٹھ گئی آنکھ بستی مین نیند
میرا افسانہ نہین افسون ہی کوئی خواب کا

چشمِ مجنون سی چمن کو دیکھا ہی بلبل ذرا
محملِ لیلی ہی ہر غنچہ گلِ شاداب کا

گردشِ دیوانگی مین ساتہ ہی سیلابِ اشک
حلقۂ زنجیر اپنا حلقہ ہی گرداب کا

رو تی ہی دل مین کوئی داغِ حسرت بھی نہین
گہر مرا لوٹا ہوا ہی آمدِ سیلاب کا

آج تو گستاخیِ مشتاق ہو ای جان معاف
رک نہین سکتا ارادہ خاطرِ بیتاب کا

انتظارِ یار سی نہ بتی نہ دم بہر شکر ہے
چشمِ وا پی رکہ لیا فرقت مین پردہ خواب کا

زینتِ ظالم نہین رکھتی جہان مین اعتبار
چند دم رہتا ہی جوبن پنجۂ قصاب کا

اتحادِ نسبتِ فطرت باعثِ راحت نہین
پانی پانی دل ہی بطِ چاہ سی دولاب کا

دہر مین بی حرص طوفانِ بلا سی پاک ہین
کشتیِ درویش کو خطرہ نہین سیلاب کا

حشر کو اوٹھنا ہی عریان دوست کیون بہر کفن
کرتی ہین شرمندہ مجکو عالمِ اسباب کا

جنبشِ ابروی قاتل دیکھکر مر جائینگے
ہم نہ لینگی سر پہ احسان خنجر کی آب کا

دل سی ہمسایہ کی پوچھی غربتِ مہمان کوئی
خانہ ویرانی کی سر پہ ہی قدم سیلاب کا

بعدِ مردن بھی خیالِ خدمتِ یاران رہا
گرد دامن بنکی ہون پابوس مین احباب کا

کشتۂ شبہای دوری ہون مصور کو مری
مو قلم کیواسطی لازم ہی پر سرخاب کا

سیلِ گریہ نی دکھایا خانہ ویرانی کا جشن
رقصِ شادی ہجر مین چکر بنا گرداب کا

١٠ | ہر گھڑی ہی ساتھ دم کی فکرِ نظمِ آبدار
ہر نفس تسلیم رشتہ ہی دُرِ نایاب کا | ٢٤

عمر بھر صورتِ تصویر مین گویا نہوا
کیا خموشی سے کہا ہی جو افشا نہوا

نالہ نے چھیڑی ہوئی غیر کی پیدا نہوا
ہین لبِ نی کی طرح آپ سی گویا نہوا

داغ کیا پاس کو بھی ہجر گوارا نہوا
ایک دل پہ مری کس کس کا اجارا نہوا

آبرو نشو و نما کی کہان غربت مین نصیب
طفلِ اشک آنکھ سی گر کر کبھی برپا نہوا

کچھ تو ایما ہی تمہارا جو اڑی ہین ورنہ
پہلی در پہ کبھی غیرون کا اجارا نہوا

عہد کیا کیا تھے مگر وقتِ جدائی دیکھا
غیر تو غیر ہی اپنا دلِ شیدا نہوا

صفتِ اشکِ چکیدہ یہ فلک نے کھویا
کہ دمِ حشر بھی کوئی مرا جویا نہوا

ہای کیونکر نکرون مین گلۂ محرومی
لاکھون ارمان تھے اور ایک بھی پورا نہوا

عمر بھر رشکِ عدو ساتھ تھا کہتا کیا حال
وہ ملا ہی کبھی تنہا تو میں تنہا نہوا

ملک الموت کی بھی جان غضب میں ہے پڑی
ہای اسد عمر بالین پہ مسیحا نہوا

خون ولاتی رہی بدفالیِ شادی سون
زخم کی طرح مبارک مجھی ہنستا نہوا

نزع میں سبے ندیا سبزۂ خط کا بوسہ
ڈوبتے کو کبھی تنکی کا سہارا نہوا

خشک آنسو نہوئی طعنۂ اعدا سنکر
خاک اوڑانے سی بیابان کبھی دریا نہوا

مثلِ شمع تہِ فانوس رہا جلوہ فگن
اوسنے پردہ بھی کیا ہی تو پردا نہوا

کیا کہوں مرتی ہیں کس بات پہ دنیا والے
ای اجل مجھکو تو جینا بھی گوارا نہوا

شکل کہلائی دمِ نزع نہ اوسکا فرنے
کیا کہیں خاتمہ بالخیر ہمارا نہوا

کاملِ راہِ طلب قید سی کبھی آزاد
موج سے سلسلہ برپا کبھی دریا نہوا

شکلِ تصویر ہوا خلق جہان میں بیدل
میں کسی طرح ہوا خواہِ تمنا نہوا

نقش بر آب تھی ہم ست گئی بنتی بنتی
چہرہ پرداز بھی ہیہات شناسا نہوا

تھی وہ تصویرِ خیالی کہ سوا اوسکے
مفت بھی کوئی خریدار ہمارا نہوا

ظلمتِ دل ہی وہی لاکھ جلایا غم نے
پھونک دینی ہی بھی اس گھر میں اجالا نہوا

ہاے رہی رشک شبِ وصل میں اوس کافر کو
پیار کرنا ہمیں اپنا بھی گوارا نہوا

اوس فسونگر کی نظر ایسی مری دل کو لگی
چشمِ بیمار کی صورت کبھی اچھا نہوا

۲۴	کیا کہوں چھوٹ گئے میں اوس گلِ تر سی تسلیم صورتِ نکہتِ برباد کہیں کا نہوا	۱۱

زور دکھلاتا ہی کیا کیا ضعف جسمِ زار کا
رنگ اوڑتی کو ترستا ہی یہی رخسار کا

وصف ہے ہر شعر میں موی میانِ یار کا
میرا دیوان منتخب ہی مخزنِ اسرار کا

دید کی قابل ہی جو بن سبزۂ رخسار کا
معجزہ ہی سبز ہونا آگ پہ گلزار کا

رات دن یونہین پڑینگی عاشقون کی گر نگاہ
بند ہو جائی گا روزن خود بخود دیوار کا

سخت جان ہون ہاتھ ایسا آج ای قاتل لگا
معرکی مین نام ہو جائی تری تلوار کا

خاک تسکین دی دلِ بیتاب کو پیغامِ وصل
کچھ فریب آمیز ہی وعدہ بتِ عیار کا

لاکھ جی تر ہی مگر آرامِ تنہائی محال
میری بالین پہ اجارہ ہو گیا غمخوار کا

میکدہ ہی عرصۂ محشر مین جائی سرخرو
مُنہ دہلا دی آج ساقی می سی استغفار کا

کیون اوٹھاتا ہی ستمگر اپنی کوچی سی مجھی
ابتو سایہ ہی نہین سر پر تری دیوار کا

ناتوان تھا خانہ ویرانی مٹاتی کیا مجھی
پس گیا مین گر پڑا سایہ اگر دیوار کا

باعثِ زینت ہوا سوزِ جوانی دہر مین
داغِ سودا بن گیا طرہ مری دستار کا

عالمِ فانی سی تنہا ای لحد آتا نہین
قافلہ ہی ساتھ میری حسرتِ دیدار کا

دہر مین ظالم ہمیشہ رہتی ہین شادی نصیب
کم نہین ہوتا کبھی خندہ لبِ سوفار کا

کیا خراباتِ محبت مین فلک کی آبرو
ایک جامِ واژگون ہی آپ کی میخوار کا

مر رہی ہین فرقتِ ابروی جانان مین رقیب
برجِ عقرب مین ہی اختر طالعِ اغیار کا

نیند کیا آئی بشکلِ چشمِ روزن رات دن
پاسبان ہے بختِ خفتہ دیدۂ بیدار کا

رحم کی بدلی کچھ احسانِ عداوت اوٹھی
حوصلہ رکھی سوالِ زخمِ دامن دار کا

اس قدر کیون پیچ مین ڈالا ہی قسمت نی مجھی
مین کوئی مضمون نہین ہون کاکلِ خمدار کا

کیا نسیمِ آہِ بلبل نی کھلایا ہی ابھی
داغ کی دیتا ہی بو ہر گل مری گلزار کا

دختِ رز کی دیر و کیون لیجلا ساقی مجھی
خون ہوگا گردنِ مینا پہ استغفار کا

کیون نہ مرتا تیری در پر آکی مین حالِ خراب
میری قسمت مین کفن تہا سایۂ دیوار کا

شیخ کا اشکِ ریائی کفر سے خالی نہیں
رشتۂ تسبیح سلیمانی میں ہے زنار کا

۱۲

شرطِ الفت ہے یہی تسلیم بعدِ حشر بھی
ہاتھ سے دامن نہ چھوٹے احمدِ مختار کا

۱۲

عالمِ نقش و نگین عشق میں اپنا ہوتا
جان کیوں ہوتی ہمیں نام کسیکا ہوتا

موت ہی آتی نہ بالین پہ مسیحا ہوتا
کیا برا تھا مرضِ عشق جو اچھا ہوتا

انقلابِ اثرِ عشق جو پیدا ہوتا
دستِ یوسف میں گریبانِ زلیخا ہوتا

غشِ تجلی سے مجھی صورتِ موسی ہوتا
ہای پردہ بھی نہوتا تو یہ پردا ہوتا

کاش پہلو میں نہ میرے دلِ شیدا ہوتا
اور رہتا تو نہ کم حوصلہ اتنا ہوتا

مجھکو مرنا شبِ تکلیف میں جینا ہوتا
ملک الموت بھی آتا تو مسیحا ہوتا

کیا پڑی تھی جو تری در پہ پڑا رہتا مین
مثلِ سایہ کہیں میرا جو ٹھکانا ہوتا

مانعِ کوچۂ قاتل ہوئے ناحق احباب
آج جو کچھ مری تقدیر میں ہوتا ہوتا

نعش پر کاہی کو آئی سرِ مدفن آتے
عہدِ پیمان شکنی خوب نباہا ہوتا

خاک تھا کر دیا برباد صبا نے صد شکر
اور انجام مرا اسکی سوا کیا ہوتا

تھا میں وہ ننگِ جہاں ڈوب ہی جاتا جو کبھی
دیکھکر چین بجبین موج سے دریا ہوتا

کرتا کیا شکوۂ سفاک کہ ہمت پہ مری
خون برسوں وہیں زخم نے تھوکا ہوتا

لا لکھا اغیار پڑھاتی نہ کبھی وہ سنتے
کیا نہ لکھتی مری قسمت میں جو لکھا ہوتا

مر گیا وحشت میں صد شکر کفن کی خاطر
کیا میں شرمندۂ احسانِ احبا ہوتا

تم اگر بام پہ ہی جان دمِ رویت آتی
ماہِ نو حلقۂ آغوشِ تمنا ہوتا

عشق میں لذتِ حسرت کوئی مجھسے پوچھے
نامرادی بھی نہوتے تو مزا کیا ہوتا

ہای سنتا ہون کہ رو دیتی ہین سنکر تسلیم
کاش نالہ بہی مرا شکوۂ اعدا ہوتا

نہو گا حشر مین کو سعی کسی کا
بہروسا ہے تو اپنے بیکسی کا

نہین معلوم بگڑی آج کس سے
مزا ہے دشمنی مین دوستی کا

دل اپنا ہے جسے چاہین گی دین گی
اجارہ ہمین کیا ناصح کسی کا

رولاتا ہے مجھے کیون اسقدر بخت
لیا تہا نام مین نی کب ہنسی کا

سدا گریان ہا مانند شبنم
نہ دیکہا منہ مری غم نے خوشی کا

نہ کچہہ دنیا مین رکہتا ہون نہ دین مین
بہلا ہو دو جہان مین مفلسی کا

مجھی مرنی دی جیتے جی ہتون پہ
یہی ناصح مزا ہے زندگی کا

ہنسے جب زخم خون حسرت سے روئے
نہ توڑا ہمنے دل افسردگی کا

لحد مین بہی وہی غفلت ہی اپنی
نہ چہوٹا ساتہ مر کر بیخودی کا

بحیرت دیکہتے ہین وہ سے مجھے آج
تماشا ہون مین چشم نرگسی کا

یہ جوبن چند ساعت میہمان ہے
بہروسا کیا ہے حسن عارضی کا

پریشان ہین ازل سے صورت زلف
مداوا کیا ہماری برہمی کا

خیال آیا تری رحمت کا جسدم
جگر پانی ہوا تر دامنی کا

سلامت ہین ابہی تک زخم دل سب
بڑا احسان ہے بیچارگی کا

جو دیکہین پاؤں بت کافر ادا کو
دہرا رہ جای تقوی شیخ جی کا

تن خاکی کو ہے چہوڑا لحد مین
خیال آیا جو عہد بیکسی کا

مجھی وو گنہ زمین دی بعد مردن
کہان یہ حوصلہ چرخ دنی کا

۱۴ — ۹

مرا جو نالۂ موزون سب ہے تسلیم
تصدق سب ہے نسیم دہلوی کا

وعدہ جو کیا شام کا وقت سحر آیا
اوس ماہ مین خورشید کا عالم نظر آیا

کیا خاک کہ تہا نالِ پُرسوز نہ باقی
جو اور جلا اسنے بجھے داغ جگر آیا

اللہ رے ہمدردیِ یارانِ خرابات
خالی جو ہوا شیشۂ دل جام بھر آیا

جیتا ہون نہین جینے کی جبتک مجھے امید
مرجاؤن کا بالین پہ مسیحا اگر آیا

آرام نہین گردشِ بیجا سے کسی کو
عالم مجھے فانوسِ خیالی نظر آیا

ای واعظ مسجد رہِ بتخانہ بتادی
مستی مین نہین ہوش کدہر تہا کدہر آیا

اعمال جو پوچھین گے کہون گا دمِ محشر
خالی دہنِ گور تہا کچھ خاک بھر آیا

دی دل مین جگہ صورتِ آئینہ ہمیشہ
حیرت کدۂ دہر مین جو کچھ نظر آیا

۱۵ — ۲۶

تسلیم بیابان ہی نشو خانہ ہرون کیا
آیا دلِ عاشق کی طرح مین جدہر آیا

سرنگون رکھتی ہی یادِ رخِ جانان اپنا
ہمکو محرابِ عبادت ہی گریبان اپنا

گریۂ دیدۂ پُرخون ہی گلستان اپنا
خندۂ زخمِ جگر ہی گلِ دامان اپنا

آنہ جائی کہین پھر جوشِ خیالِ صحرا
دم خفا کرتی ہی کیون تنگیِ زندان اپنا

عہدِ طفلی مین یہ تہی شورِ جنون کی تعلیم
آج تک صحنِ قیامت ہے دبستان اپنا

ایک دم خونِ جگر سی نہین رہتا خالی
چشمِ ناسور ہی یا دیدۂ گریان اپنا

کیا کہین دشت نوردی کا مزا ہی کیسا
سیر ہوتی ہی نیا یا تہا بیابان اپنا

وصل مین یاد بھی آیا تو ادب سی ظالم
ہوگیا مہرِ خموشی غمِ پنہان اپنا

ضبط فریاد ہین آنی کا نہین فرق کبھی / امتحان لاکھ کری گردش دوران اپنا

نی اجل مر گئی ہم نام اجل کو سنکر / ملک الموت ہی شرمندۂ احسان اپنا

آپ سی دعوی غنچہ دہنی بیجا ہے / منہ تو بنوائی چمن مین گل خندان اپنا

پانون کیا حلقۂ زنجیر سی رکھین باہر / دل حاسد سی سوا تنگ ہی زندان اپنا

فتنی سو طرح کی ہر چاک سی برپا ہون گے / دامن صبح قیامت ہی گریبان اپنا

بیوفائی تن خاکی سی جو کی ظاہر ہی / منہ دکہائی مجھی کیا عمر گریزان اپنا

رکھ لیا خاک نی ہمجنس کا اپنے پردہ / چھپ گیا گور مین آکر تن عریان اپنا

پاون زنجیر مین ہم پاتو بیہ پیمای جنون / اپنی ہمراہ لیی پھرتی ہین زندان اپنا

بہلی گا دل خلش درد سے تنہائی مین / رہنی دو سینۂ مجروح مین پیکان اپنا

کوئی موسم ہو یہان خاک اڑا کرتی ہی / زاہد خشک کا سینہ ہی بیابان اپنا

جلوی دکھلاتا ہی چھپ چھپ کے حجاب تن سے / عوض جان کوئی معشوق ہی مہمان اپنا

داغ احسان جفا مین نہ لگا او قاتل / زخم ہنستی ہین تہِ تیغ کی امان اپنا

جسم بیجان کو کیا چرخ نی پیوند زمین / وجہ تعمیر ہوا خانۂ ویران اپنا

رنگ یکرنگی الفت ہی عیان جنون سی / زلف برہم ہی تری حال پریشان اپنا

اشک آنکھون سی گری قطرۂ گوہر ہوکر / تر ہوا بھی نہ سر دامن مژگان اپنا

ای جنون اتو نہین عذر خطا کی حسرت / پاون پڑتا ہی سر چاک گریبان اپنا

ٹوٹنا آبلۂ پا کا نہین سہے بیکار / سر ہر خار یہ رہ جائیگا احسان اپنا

ہمکو آرام اسیری سی ستم دشمن ہے / پای خفتہ کو سمجھتے ہین نگہبان اپنا

گرچہ ہی ہی ادب عرض تمنا تسلیم / کہہ چکی یار سی تم حال پریشان اپنا

یاد سب کچھ تھا مگر وقتِ سفر کیا کہتا
اون سی دم بھر کی لیی درد جگر کیا کہتا

اپنی ہستی کی خبر جب نہ ہی پہر مجھسے
خویش و بیگانہ کوئی اونکی خبر کیا کہتا

آبرو خاک مین ملتی تہی دمِ فکرِ سخن
اونکی باتون کو بھلا سلکِ گہر کیا کہتا

داغ اوسمین ہی ترا چہرۂ روشن شفاف
تجکو مین دیدہ و دانستہ قمر کیا کہتا

بخت ہی دشمنِ ارمان تہا شبِ فرقت مین
اپنی فریاد کو محرومِ اثر کیا کہتا

بار تہا تارِ نظر جسکو نزاکت کی سبب
اوسکو مین یارون کی کہنی سی کمر کیا کہتا

ایک دم بہی نہ ملا روح کو تن مین آرام
چار دیوارِ عناصر کو مین گہر کیا کہتا

یوسہی شب بہرِ دلدار کی چپ چپکی سیے
دیکہ لیتا جو کوئی وقتِ سحر کیا کہتا

مشتری زہرہ سہیلِ یمنی صبحِ امید
یہ نہ کہتا تجہی اور رشکِ قمر کیا کہتا

اوس مین ہی رنگ تو اعجازِ مسیحا ہمین
مین لبون کو تری برگِ گلِ تر کیا کہتا

مرکے اوستاد سی تسلیم ہوون زندہ در گور
شعر کہتا ہی تو مین خستہ جگر کیا کہتا

فریاد و فغان بلبلِ ناشاد کیے جا
مہمانِ قفس خاطرِ صیاد کیے جا

ہم ہون کہ نہون آہی رہیگا کوئی مشتاق
ای چرخِ ستم پیشہ کچہ ایجاد کیے جا

فریاد ہو یا نالہ ہو یا آہِ جگر سوز
جو ہو سکی تجہسے دلِ ناشاد کیے جا

گر خون نہین ہی نہ سہی رسم ادا کر
اپنی سی تو او نشترِ فصّاد کیے جا

جاتا ہی کہان او غمِ جانانہ ادہر آ
ویرانۂ دل کو مری آباد کیے جا

لی تو ہی خبر بلبلِ ناشاد کی گلچین
صیاد کو سمجہا اسی آزاد کیے جا

ای دل خمِ ابروی صنم مین سحر و شام
کچہ بندگیِ حسنِ خداداد کیے جا

نگہ‌گشتِ عدم خوب سفر ہی مگر ای دل ‌ ‌ سیرِ چمنِ گلشنِ ایجاد کیے جا

۱۸ ‌ تسلیم اگر حسنِ سخن کی ہی تمنا
تو پیروی بندشِ اوستاد کیے جا ‌ ۱۱

احسانِ رزقِ غیر سی مین آشنا نتہا ‌ ‌ اپنا مین آپ مثلِ گہرآب و دانہ تہا
تیری قدم کو چھوڑکی جاتا کہان مین یار ‌ ‌ پامالِ ناز تہا کوئی رنگِ حنا نتہا
کیون تنگ اس قدر ہی ستمِ دہر سنے کیا ‌ ‌ نقشِ دہن نتہا مین تمہاری قبا نتہا
مستی مین جو کیا ہی کسی یاد ہی معاف ‌ ‌ یارب خیالِ پرسشِ روزِ جزا نتہا
سمجھے وہ مدعی مجھی محشر مین کس لیے ‌ ‌ مین تہا شہیدِ ناز مرا خون بہا نتہا
کیون آگ بن گئی وہ خطِ شوق دیکہکر ‌ ‌ مین نی تو ڈر سے سوزِ جگر بہی لکہا نتہا
پہلی بہی تہا خیالِ جوانی او نہین مگر ‌ ‌ اتنا غرورِ حسن شکیب آزما نتہا
سانسین نکل گئین دلِ نالان کو چھوڑکر ‌ ‌ اِس کاروان کو پاسِ وفای درا نتہا
تکلیفِ گریہ دی او نہین فریاد نی تو کیا ‌ ‌ مطلب مرا کچہہ اور تہا یہ مدعا نتہا
کیون سنگی رو دیا مت نا آشنای رحم ‌ ‌ نالہ شکستِ شیشۂ دل کی صدا نتہا

تسلیم رات بہر وہ رہا گرمِ اختلاط
۱۹ ‌ دیکہا جو وقتِ صبح تو پہر آشنا نتہا ‌ ۲۱

بدگمانی نہ گئی لاکہہ مین سمجہا آیا ‌ ‌ ہای جو خاطرِ بیرحم مین آیا آیا
مین وہ محرومِ ازل تہا کہ برنگِ تصویر ‌ ‌ نہ کبھی لب پہ مری حرفِ تمنا آیا
او گلا پڑتا ہی ہر اکدم کمرِ قاتل سے ‌ ‌ ہای خنجر بہی مری خون کا پیاسا آیا
ہمنشین خال نہین مصحفِ رخ پر اوسکی ‌ ‌ مشک سی کاتبِ قدرت نی بنایا آیا

بزم رندانہ مین تنہا نہ کبھی ہم بیٹھے — جام پہلو سی اوٹھا ما ہی مینا آیا

اور کیا حال کہون ضعف جگر کا ظالم — سو جگہہ بیٹھہ کی لب تک مین ہی نالا آیا

ہون وہ میکش کہ مجہی دیکہکی ساقی نی کہا — دختر رز وہ ترا چاہنے والا آیا

دم لیا تہا نہ ابہی وادی مطلب پہ ہنوز — کہ غم یاس مری بخت کو رونا آیا

پہر وہی ہی اثر بی اثری نالون مین — پہر کسی پر دل محروم تمنا آیا

صدقی مین اپنی اجل کی کہ پشیمان ہوکر — وہ بہی بالین پہ مری بہر تماشا آیا

برسون اس عالم فانی مین بسر کی لیکن — آج تک خضر و مسیحا کو نہ مرنا آیا

کفر و دین دونون کو چہوڑا تو خدا ہمکو ملا — کام اپنے تو نہ کعبہ نہ کلیسا آیا

شوق پابوس مین موج ہی صدقی گرداب — کون محبوب نہانی لب دریا آیا

اپنی غفلت کی مین صدقی کہ تمہارا شکوہ — ایکدن بہی نہ قریب لب گویا آیا

تپش عشق سی کسکو ہی غذا کی حسرت — بنگیا پہالا جو منہ تک مری دانا آیا

بی نشانی سی مرا نام ہوا دنیا مین — مین ہی کہنی کی لیی صورت عنقا آیا

بعد مدت نظر آتا ہے مری پہلو مین — آج کیا جی مین تری او دل شیدا آیا

ہر طرف رنگ دو رنگی ہی چمن مین پیدا — کون اس باغ مین ای دل گل رعنا آیا

بی نشانون کا زمانی مین ہوا مین رہبر — دیکہکر نقش قدم کو مری عنقا آیا

منت اید کا شرمندہ ہوا طفلی مین — روح کی ساتہ عدم سی غم دنیا آیا

تہا وہ سرگشتہ وادی محبت تسلیم
دیکہکر مجہکو گلی ملنی بگولا آیا

شبکو ہمسایی مین وہ شوخ جو تنہا آیا — کیا کہون مین دل بیتاب مین کیا کیا آیا

سنکی تقریر مری کہتی ہین گل غنچون سی — ایک اس باغ مین یہ بلبل گویا آیا

اونکی آنکھون سی تجھی نسبتِ ہمچشمی کیا — کس طرف دھیان ترا نرگس شہلا آیا

میری کہنی سی بگڑتا تھا دلِ دشمن دوست — تو نی دیکھا بتِ بیرحم کا وعدا آیا

سر نہ ہی کوسون سرِ خارِ بیابان جنون ہے — اس طرف بہی کوئی پامالِ تمنا آیا

تہام لی دل کو ذرا شیخ کہ مشکل آن پڑی — دیکھ وہ شوخ ادا کافرِ ترسا آیا

وعدۂ حشر بہی ہیجائی گا اک حرف غلط — بل پہ چین وہ مزاجِ رخِ زیبا آیا

نفسِ چند ہی یہ لالہ و گل کا عالم — کچھ نہو گا جو خزان کا کوئی جھونکا آیا

میری ہستی تھی جہان مین صفتِ برقِ سحاب — اپنی ہنسنے پہ ہمیشہ مجھے رونا آیا

ادبِ بادہ پرستی سے یہ شیشہ سمجھا — سر جھکاتا رہا جو سامنی شیشا آیا

سجدی کرتا ہون بتونکو یہ خدا کی قدرت — آگی میری مری تقدیر کا لکھا آیا

لو رقیبون سی وہ کہتی ہین جلانے کے لیے — خواب مین جاگی اوسی اور بہی تہما آیا

مین تو خود سوختہ جان خستہ جگر تھا ظالم — تو جلانی مجھی کیون داغِ سویدا آیا

کون دیکھی گا اوسی تابِ نظارہ ہی کسی — ہمنے مانا کہ دمِ وعدۂ فردا آیا

روتی ہین دیکھکی روتی ہوئی مجکو کیون لوگ — اشک کی ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا

یہ غلط ہی کہ حسینون سے حذر لازم ہے — روکنے سی دلِ وحشت زدہ دونا آیا

نازِ بیجا سے یوسف نہ اوٹھا حسرت سے — چاکِ دامن کی طرف دستِ زلیخا آیا

بن کی سوزِ دلِ پروانہ تری محفل مین — مین جگر سوختۂ داغِ تمنا آیا

وحشت انگیز مری دشت سے کچھ بہی نہین — آج دھیان مین طرفِ نجد بہی ہوتا آیا

ہون یہ دیوانۂ عریان کہ عدم سی تسلیم — پردہ پوشی کو مری دامنِ صحرا آیا

ضعف نے عالم دکھایا قید مین تشہیر کا
شور ہی آفاق مین خانہ نشینی نجیب کا

حال صوفی کا مزا دیتی ہی الفت وقت ذبح
وجد مین لاتا ہی دلکو زمزمہ تکبیر کا

پڑ گیا ہی کسکی چشم شوخ کا تیر نگاہ
دیدۂ آہو ہی روزن سینۂ نخچیر کا

ہون تو مطلب کیسی مطلب سے کچھ مطلب نہین
نقطۂ شک مجکو سمجھو خامۂ تقدیر کا

کیون نہ سینے سی لگا لون آرزوی وصل مین
تیری پہلو کا مزا دیتا ہی پہلو تیر کا

کسکو جینے کی تمنا ہی فراق یار مین
چارہ گر احسان نہ لی درمان بی تاثیر کا

خاک مین ملنا گوارا پر نہین مجکو دماغ
نوجوانی مین اوٹھاؤن ناز چرخ پیر کا

ذبح کرتا ہی مجھی فرقت مین میرا پیرہن
یان گریبان ہی گلی مین دامن شمشیر کا

ہای مری بیہوشی کی خوبی قسمت مجھی
نزع مین سنتا ہون آنا اوس بت بی پیر کا

کیا نشان بی نشانی چھوڑ جاؤن دہر مین
خواب ہی وہ ہون اثر جسمین نہین تعبیر کا

کوئی کیا سمجھی ادا شور لب خاموش کی
سیر ہر نالہ ہی نالہ بلبل تصویر کا

کسکی آمرزش نی بخشی بیگناہی کی مزے
بڑھ گیا کچھ اور دلکو حوصلہ تقصیر کا

بڑھ چکی حاجت بسین دی چکی عیسی جواب
ای اجل اب ناز اوٹھواتی ہی کیون تاخیر کا

بسکہ ہون طفلی سے تلخی آشنای دو غم
خون دل پینا مزا دیتا ہی مجکو شیر کا

عمر بھر تدبیر سی بگڑی ہی سامان وصل
وای نادانی کہ پھر قائل نہین تقدیر کا

گرم فقرے سنکی تیری جل بجھون گا بزم مین
مین ہون پروانہ چراغ شعلۂ تقریر کا

عالم بالا مین بھی نکلا نہ کوئی دادرس
ہو گیا دل سروا بھی نالہ شبگیر کا

دیکھتا ہی ضعف سے لیکن بتا سکتا نہین
ہون مگر خواب پریشان دیدۂ تصویر کا

ناز کرتی ہوگی رحمت سے خدا کی سامنی
دیکھنا واعظ وہان رتبہ مری تقصیر کا

ہمرہانِ دشت سے کوئی نہ آیا تا وطن
ہان مگر احسان ہے مجھپر خارِ دامنگیر کا

رنگ لایا جوشِ بادیِ وحشت ہر طرح
مدتون اوڑتا پھرا کاغذ مری تصویر کا

کھینچتے ہین لوگ مجھکو داغ ہے اب دیکھیے
کسکے سینے سے ملی پیکان تمھارے تیر کا

چھیڑ کر سنتا ہون افسانہ جنونکا قید مین
حلقۂ احباب ہے حلقہ مری زنجیر کا

گنبدِ مدفن بنا جب ملگیا مین خاک مین
رنگ لایا بعدِ مردن حوصلہ تعمیر کا

۲۲
تم گدا وہ شاہِ خوبان اہلِ محفل بی نیاز
شکوہ اے تسلیم کیا ایسی جگہہ توقیر کا
۵

یارون مین خوبیِ تشنہ سماعت ہوئی تو کیا
ظاہر مین صاف دل مین کدورت ہوئی تو کیا

نکلا نہ گھر سے فاتحہ پڑھنے تمام عمر
کوچے مین اوسکی نام کو تربت ہوئی تو کیا

ہر حال مین جلی صفتِ شمع رات بھر
خلوت ہوئی تو کیا ہمین جلوت ہوئی تو کیا

کیا فائدہ کفن سے چھپا کر جو منھ چلی
مر کر بھی ہوئی سے ندامت ہوئی تو کیا

جو جو عذاب قبر مین ہونی تھی ہو چکی
روزِ جزا نجات کی صورت ہوئی تو کیا

محرومِ دید رہ گئی اعمال کی سبب
برگشتہ قسمتون کو قیامت ہوئی تو کیا

گلچین نے سب کو پھول دیے ہمکو داغِ دل
باغِ جہان مین ایسی بھی قسمت ہوئی تو کیا

۲۳
کیا مر کے شکلِ روزِ تمنا مین دیکھتا
تسلیم یون سحر شبِ فرقت ہوئی تو کیا
۶

دلِ پر خون مین سرِ سلسلۂ مو نکلا
پارۂ لعل چراغِ شبِ گیسو نکلا

ہنس دیا مین صفتِ زخمِ جگر خون رو کر
عین تکلیف مین آرام کا پہلو نکلا

وہ بھی بحت ازل تھی صفتِ چشمِ حباب
لاکھ ہم پھوٹ بہے ایک نہ آنسو نکلا

مارڈالا لب جان بخش کی باتون نی مجھ
میری قسمت سے مسیحا بھی ہلاکو نکلا

بدزبانی سے نے کیا اور زیادہ مفتون
حرف دشنام بھی تاثیر مین جادو نکلا

بس ۲۳

لاکھ احباب نی چاہا مگر اب تک تسلیم
اوس سے ہرگز نہ کوئی صلح کا پہلو نکلا

۲۴

مضمون نہین لکھا دہن بے مثال کا
عنقا شکار ہی مری دام خیال کا

رخسار آتشین پہ نہین دانہ خال کا
پروانہ جل گیا کوئی شمع جمال کا

اللہ ری عروج تری پائمال کا
ہر ذرہ آفتاب ہی چرخ کمال کا

دامن کہین پڑا ہے گریبان کسی جگہ
میری جنون مین جوش ہی صوفی کی حال کا

مرکز سے داغ عشق پہ ہی وہی جلوہ گر
دیکھا نہ منہ کمال نی میری زوال کا

تھا شیفتہ جو گیسوے برہم کا روز حشر
دینا پڑا حساب مجھی بال بال کا

تشبیہ دی جو ابروے جانان سے بھول کر
ملتا نہین دماغ فلک پر ہلال کا

تقلید سے نصیب ہے ذاتی صفت محال
دیکھا نہ منہ ہلال سپر نی کمال کا

کیا خوب بوسہ لب جان بخش اور تم
سچ ہی نہین جواب تمہاری سوال کا

عکس فروغ حسن سے اون جانتے ہے کے
پردہ ہی مہر کا تو گریبان ہلال کا

یہ بھی دہان یار کو ثابت نہ کر سکا
کیا کیا خیال تھا مجھی اپنی خیال کا

ثابت ہوا سکوت سے منع صدقہ سے آہ
بھرتا ہی منہ گھر سے گدا بی سوال کا

خونریز دیکھنی کی نمائش پسند ہین
کشتہ جہان مین کون ہی تیغ ہلال کا

کاہش سے اب تو ہون تمہی معنی میان کی طرح
مجھ تک گذر نہین ہی مسی احتمال کا

مو باف سرخ ہی تری زلف سیاہ مین
یا سر چڑھا ہی خون کسی پائمال کا

آنکھون مین گئی کیا صفتِ سرمہ ہوکی خاک
رتبہ ملا زوال سے ہمکو کمال کا

روزِ ازل سی قید ہون آزادگی کے ساتھ
رکھا ہی تن پہ دیکھلو عالم ہی جال کا

پالا ہوا ہی عیش کا کس طرح ہون تمہین
خوگر یہ دل نہین ہی رنج و ملال کا

شامِ شبِ فراق کا دل ٹوٹ جای گا
مژدہ نہ دو ابھی سے صبحِ وصال کا

مر کر بھی جستجو کی تمنا نہ کم ہوئے
اوڑتا پھرا غبار سرِ پایمال کا

ہر سمت جلوہ ہای معانی کی دید کر
گھونگھٹ اولٹ دیا ہی عروسِ خیال کا

۲۵

تسلیم زاہدون کو مبارک غرورِ زہد
مجکو تو آسرا ہے محمدؐ کے آل کا

۱۵

غفلتِ عشق مین سب کون و مکان بھول گیا
ایک تم یاد رہی سارا جہان بھول گیا

دل مین انصاف کرو کس نی کیا ہی بیہوش
تم ہی کہتی ہو کہ تو رسمِ فغان بھول گیا

پوچھے کرتی ہی کیا دیکھی گل کو بلبل
دو ہی دن مین ستمِ دورِ خزان بھول گیا

کل تو تھا غفلتِ جامِ میِ پر جوش کا عذر
آج بھی تو مجھی او پیرِ مغان بھول گیا

پھر بھی جینے کے تمنا دمِ محشر افسوس
گو رہین مین ستمِ عمرِ روان بھول گیا

جب مین کہتا ہون کہ تم بھول گئی عہدِ وفا
کہتے ہین کوئی ہوئی تجھسی کہ نادان بھول گیا

کیا کہون کیا ہوئی راحت تری آنی سی مجھے
یہ تو ظاہر ہی کہ سب دردِ نہان بھول گیا

ہر طرف کیون نگران ہی شبِ تنہائی مین
چشمِ بیدار تجھی خوابِ گران بھول گیا

آپ آیا خبرِ وصل نہ لایا قاصد
چارۂ دردِ دلِ غمزدگان بھول گیا

ہای ری بیخودیِ شوق کہ اپنی گھر مین
خانۂ یار کی سب نام و نشان بھول گیا

آج تک پھر کے نہ آیا سوی پہلو شاید
مجکو میرا دلِ بیتاب و توان بھول گیا

ترے طینت ہین سو اسنگدلوں سی ظالم
پوچھہ لی سیکڑون برباد ہین آفت مجہ سی
ہو گئی ہین شامِ جدائی کی ہو دن بہکا

خاک مین مل گئی مجھی جو بتان میں گیا
خانہ ویرانی اگر میرا مکان بھول گیا
رنگ بدلا یہ سحر کا کہ اذان بھول گیا

ایک مدت ہوئی چہوڑی ہوئی فن کو تسلیم
کیا کہین شعر کہ اندازِ بیان بھول گیا

۲۶ — ۱۳۱

ہم پہ احسان ہی مزارِ پاک کا
خاک نی پردہ کیا ہے خاک کا

ہون مصیبت دوست ہر عیش مین
خندہ ہون ابھی دلِ صد چاک کا

صورتِ شعلہ ہون مین نازک مزاج
ناز اوٹھ سکتا نہین پوشاک کا

کونسا دلسوختہ مدفون ہوا
کچھہ دہوان دیتا ہی پہلو خاک کا

ذبح ہو کر بہی نہ آزادی سے ملے
طوقِ گردن حلقہ ہی فتراک کا

سنلے ثباتی سے ہی ثابت زندگی
وعدہ ہون وصلِ بتِ بیباک کا

اوڑکی پہونچے آستانِ یار تک
حوصلہ دیکھو ہمارے خاک کا

ہون وہ خودبین سامنی ہنگامِ ذبح
آئینہ ہی خنجرِ سفاک کا

وای بیدردی نہین کوئی شریک
ماتمِ صبحِ گریبان چاک کا

لوگ رو دیتے ہین مجھکو دیکھکر
ماجرا ہون خاطرِ غمناک کا

مرگ سی شرمِ گنہگاری بڑھی
روز و شب ہی منہ پہ دامن خاک کا

جیتی جی صورت نہ دیکھی بعدِ مرگ
لی رہے ہین بوسہ روی خاک کا

خوف کیا تسلیم روزِ حشر سے
گردِ دامن ہون شہِ لولاک کا

ہین عیان پر بھی وہ ہر کی سامان کیا کیا
چشم وا رکھتی ہی خواب پریشان کیا کیا

تیغ ظلم تیری و تیر بلا شام سیہ بستی
طول دکھلاتی ہی لیل شب ہجران کیا کیا

ہی یہی مجھ کو دل پروردہ غم سی تشبیہ
بگڑی بن بنکی تری زلف پریشان کیا کیا

بدگمان نارسی کہتا ہی شب وصلت میں
میری ارمان کی سوا ہین مجھی ارمان کیا کیا

ہای ری ضعف کہ ہر اشک سر احمر سی
نگران ہی طرف گوشہ دامان کیا کیا

بی اجازت جو دریار کا کرتا ہون طواف
گھورتا ہی نگہ قہر سی دربان کیا کیا

سخت جانی کی ادا دی ہوئی آن ہی ہم
رہ گئی قاتل بیرحم کی ارمان کیا کیا

طعنہ ہی اثری فی جو ندامت سی
پانی پانی ہوئی اشک سر مژگان کیا کیا

غم مقتول میں اک ترک حنا کی تو کیا
رنگ لائی لگا ہی خون شہیدان کیا کیا

زلف لہرائی جو رخ پر مجھی آیا افسوس
ہای کافر نی لیی بوسہ قرآن کیا کیا

چل گیا آج کوئی غیر کا افسون شاید
گل ترا اکیلی ہی اس شوخ کی پیمان کیا کیا

سیکڑون طرح کی صدمی شب فرقت میں دی
کہتی کس کس کو ہیان مجھی احسان کیا کیا

یونہین مشتاق شہادت جو رہی گا عالم
ہون گی آباد ابھی شہر خموشان کیا کیا

پھنک رہی ہی تپش سوز دروں سی ہر شب
نالہ آتا ہی جگر سی عرق افشان کیا کیا

ساتھ زخموں کی مجھی ہی چلی آتی ہی ہنسی
گدگداتی ہین جگر کو تری پیکان کیا کیا

شب ہی شوق میں تھا سوز دل تو وا
گرمیان کرتی رہی شمع شبستان کیا کیا

خویش و بیگانہ مجھی دونوں سمجھتی ہین ولی
موت آتی نہیں ہی عمر گریزان کیا کیا

قتل سی پہلی جھکا ہی سر شمس تسلیم
تیغ جلاد بھی سی ہی پشیمان کیا کیا

عشرتِ رندی کا مینخانی مین لطف آکر اوٹھا ‏— خم سرِ شیشہ ہوا تعظیم کو ساغر اوٹھا

بسمل چھوڑ کر کیون دیکھتا ہی بار بار ‏— حوصلہ کچھہ اور باقی ہو تو پھر خنجر اوٹھا

اضطرابِ دل کی صدقی دیکھکر تابوت کو ‏— بہرِ استقبال شورِ فتنۂ محشر اوٹھا

مختصر کر طول اونکو دام مین لاتی ہی کیون ‏— پاون پڑ پڑ کر نہ اتنا زلفِ پُر خم سر اوٹھا

مجھہ تصور پیشہ سی آئینہ رو چھپنا محال ‏— پردہ چاہی چھوڑ چاہی سدِ اسکندر اوٹھا

جب پشیمانی نہین غفلت سرای دہر مین ‏— جو یہان بیٹھا کفِ افسوس ہی ملکر اوٹھا

مرتی ہین ذرات تہ زمین مکان پر اہلِ زر ‏— کیا یہ تعمیر گلی لیجائنگی سر پر اوٹھا

وای غفلت سوتی ہین یارانِ ساحل کب سی ‏— کشتیِ عمرِ رواں کا جس گھڑی لنگر اوٹھا

کوی جانان مین ہی حسرت نی دم لینی دیا ‏— گرد کی مانند بیٹھا صورتِ صرصر اوٹھا

دیکھنی والی ہین ہم بھی تیری چشمِ ناز کی ‏— دی اگر رخصت حیا گردن ذرا اوپر اوٹھا

سبزۂ روئیدہ بس ہی پردہ پوشِ بیکسان ‏— ای صبا تربت سی میری پھول کی چادر اوٹھا

کٹ چکی شامِ جدائی صبحِ وعدہ ہی قریب ‏— اور دم بھر صدمۂ فرقت دلِ مضطر اوٹھا

بزمِ نوشا نوش مین واعظ بیانِ زہد کیا ‏— طاقِ نسیان پر کتابِ پند رکھ ساغر اوٹھا

بعدِ مردن بھی ہی باقی وہی سرگشتگی ‏— خاک ہی میری بگولا کھاکی ٹھوکر اوٹھا

دیکھکر آبِ بقا کو مانگ مرنی کی دعا ‏— تشنگی کی ناز گردِ چشمۂ کوثر اوٹھا

۲۹	تا کجا مہمانسرای دہر مین تسلیم خواب دیکھہ آغازِ سحر بیدار ہو بستر اوٹھا	۱۴

حشر برپا کئے دم سی کوچۂ قاتل مین تھا ‏— ایک شورِ بیقراری سو وہ میری دل مین تھا

پرورش کی ہی کنارِ بیقراری نی مری ‏— ہون وہ ارمان تون جو سینۂ بسمل مین تھا

کوئی صحبت ہو مجھی چھپ کر تماشا دیکھتا
مین بھی گویا رنگِ محفل تھا کہ ہر محفل مین تھا

آگ تھمتی ہی جو عشقِ آرزو کو کیا لگا
آہ وہ ارمان تھے مین آگ جیسی دل مین تھا

تھا نزل ہی مین پسندِ خاطرِ افتادگی
خاک مین ملنا برنگِ اشکِ آبِ گل مین تھا

شورِ بختی نے کہا محرومِ عرضِ حال سے
ہر حبابِ بحر تبخالہ لبِ ساحل مین تھا

عاشق و معشوق ہوتی ہین مقرِ رازدان
کہتے ہی ہو تم وہی جو آج میری دل مین تھا

شہرتِ بی اعتباری تھی جو حسن و عشق کو
نجد مین لیلی تھی مجنون پردۂ محمل مین تھا

قسمتون سے ملی ہوئی ورنہ بلا تھی راہِ عشق
راہزن رہبر تھا رہزن خضر اس منزل مین تھا

یہ غلط ہی یاد کرتی تھی مجھی تم ہجر مین
غیرِ الفت کچھ نہ تھا جو آپ کی مین دل مین تھا

تھا تمنا مرگ کی پر دل مین حیلہ ساز کے
مطلب آسان تھا لیکن پردۂ مشکل مین تھا

۲۰ وہ ہوا تسلیم ثابت مجکو نفیِ غیر سی
حق تو یہ ہی حق بہی پنہان تھے وہ باطل مین تھا ۲۲

پھر خیالِ زلف برہم مشک افشان ہوگیا
پھر مرا مجموعۂ خاطر پریشان ہوگیا

ہجر مین خنجر ہلالِ عیدِ قربان ہوگیا
غیب سے پیدا مری مرنی کا سامان ہوگیا

جب گیا سیرِ چمن کو بی تری مارا پڑا
برگ خنجر تیر تھا خین غنچہ پیکان ہوگیا

پائی قاتل سے جو اوٹھا سر سبکدوشی کے بعد
سایۂ شمشیر مجکو بارِ احسان ہوگیا

آشنائی لذتِ زخمِ جگر طفلی سے ہی ہوں
شیر کا قطرہ مری سینے مین پیکان ہوگیا

تا فلک پہونچا ہے شور جوشِ سیلِ نمِ اشک
کم ہی ہونے پر یہ قطرہ ایک طوفان ہوگیا

لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینۂ صد چاک سی
دردِ دل بھی آپ کی الفت کا ارمان ہوگیا

لی ہے مرگ کی نیند مین جس اک طفلِ سرشک
گوشۂ دامن مرا شہرِ خموشان ہوگیا

سیکڑون کہاتا ہی قسمین اعتبار آتا نہین
وعدۂ محبوب بھی اللہ کا ایمان ہو گیا

انگلیان اوٹھتی ہین جسم زار پر مثل ہلال
جسقدر مین کم ہوا اوتنا نمایان ہو گیا

پرورش کرتا ہی میری آہ کس کس پیار سے
حلقۂ زنجیر آغوش عزیزان ہو گیا

چہمکتا ہی اک جہان سوز دل بیتاب سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہو گیا

گھر کیا دل مین حسینان جہان نے اسقدر
رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہو گیا

التفات عشق سے دل کی خرابی ہو رہی
یہ وہ گھر ہی جب ہوا آباد ویران ہو گیا

داغ ناکامی غم فرقت جفای آرزو
ایک اس دل پر نہین کس کس کا احسان ہو گیا

اک بہار تازہ ہی رنگینی ادای یار سے
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہو گیا

قتل بھی ہو کر کیا دشمن کو مین نی سرفراز
خون اپنا خلعت شمشیر عریان ہو گیا

اعتبار ظلم کہو یا انتہای صبر کی
چار آنکھین جب ہوئین مین جو پشیمان ہو گیا

دی کبھی تکلیف صرصر نی کبھی برسات نی
مین چراغ تربت گور غریبان ہو گیا

اس قدر روتی لیی سنگ در دلدار کی
بدگمان آخر مری جانب سے دربان ہو گیا

انتظار یار مین امید نی مارا مجھے
پھر گیا جو دم دہن تک آ کی پیکان ہو گیا

اب کہان تسلیم لطف صحبت جام و سبو
چند دن احسان دور می فروشان ہو گیا

۱۳ ۱۳

ہین اشارات مین نقش سحر کی پہلو پیدا
بات کرتی ہی تری جنبش ابرو پیدا

ایک عالم پہ نہین حسن دو رنگی تیرا
فتنہ آنکھون سی کبھی ہی کبھی جادو پیدا

یاد کسکی لب رنگین کی رولاتی ہی مجھی
صفت لعل ہین ہر آنکھ سی آنسو پیدا

چاہتا ہی دل سوزان ہوا اسیر کاکل
حسن کرتا ہی چراغ شب گیسو پیدا

پیشتر مجھسی مری نام نی پائی شہرت
گل سی پہلی ہوئی اس باغ مین خوشبو پیدا

گر چھپا مجھسی تو کیا بہرِ نمائش صد جا
صورتِ رشتۂ تسبیح ہوا تو پیدا

مژدہ ای دل کہ بڑھی تیری تڑپنی کی جگہہ
چاکِ پہلو سی ہوئی وسعتِ پہلو پیدا

سرمہ آنکھون مین لگایا تو یہ سمجھی عاشق
عینِ وحشت مین ہی گردِ رمِ آہو پیدا

یہ وہی لب ہین جو اعجاز کا دم بھرتی ہین
انہین آنکھون سی ہوا کرتی ہین جادو پیدا

آبرو رونی کی شبنم نی چمن مین کہو دی
چشمِ نرگس مین ہوی عجب سی آنسو پیدا

دردِ پہلو مین خلش ولین غرض عالم مین
کچھ نہ کچھ کرتی رہی جنبشِ ابرو پیدا

پردۂ گل مین بڑھی پردہ وری نکہت کی
چھپ کی منظور تو تھا اور ہوا ہر سو پیدا

کیا کہون وصل مین جس کسکی بدولت بیہوش
ہر ادا کرتی سے کیفیتِ جادو پیدا

ہمسری کیا قدِ موزون سی کری گا تیری
چال تو پہلی کری سروِ لبِ جو پیدا

طائرِ جان کی پروازِ عدم مقتل مین
اوڑ کی کرتا ہی پرِ تیر سی بازو پیدا

۱۶	ناز اربابِ سخن کی نہ اوٹھی امی تسلیم مر مٹی جبکہ ہوا چرخِ جفا جو پیدا	۲۱

پھر مری جوشِ جنون کا چار سو چرچا ہوا
پھر بیابان مین شوری قیس کو سودا ہوا

پھر وہی بندہ نوازی ناصحِ مشفق نی کی
پھر مری بالین پہ ہنگامہ وہی برپا ہوا

پھر قدم رنجہ کیا بہرِ خلش فصّاد نی
پھر مجھی نشترِ زبان طعنۂ اعدا ہوا

پھر ہوئی پردہ دری شامِ مصیبت دیکھکر
پھر گریبانِ سحر کی طرح مین رسوا ہوا

پھر لیی جاتا ہی مجکو دل حسینون کی طرف
پھر کسی کی چاہنی کا حوصلہ پیدا ہوا

پھر سکہائی مجکو بیتابی نی بجلی کی تڑپ
پھر مرا رونا بعینہ ابر کا رونا ہوا

پھر ہوا ہون تازہ بردار فریب عیش و غم
پھر برنگ غم خون سوفی لگا ہنستا ہوا

پھر وہی بی اعتباری عشق نی بخشی مجھی
پھر مین اپنی وعدۂ محبوب کا شکوا ہوا

پھر بتون کی لن ترانی سنکی رہتا ہون خموش
پھر خدائی دیکھتا ہون دیر مین بیٹھا ہوا

پھر کھٹکتا ہی مری آنکھون مین سامان طرب
پھر بلای جان خیال شیشۂ و مینا ہوا

پھر مجھی سمجھا ہی کوئی بیخبر خواب و خیال
پھر بنا افسانہ مین تقدیر کا بھولا ہوا

پھر عدو سن سنکی خوش ہوتی ہین میری حالکو
پھر صدای خندۂ معشوق مین گویا ہوا

پھر برنگ قیس بی وحشی ہوا آرام دل
پھر غزال وادی غربت سگ لیلی ہوا

پھر سمجھتا ہون اجل کو حاصل عمر عزیز
پھر امید التفات مرگ پر جینا ہوا

پھر کسی کی انتظاری نی بنایا ہی مجھی
پھر برنگ چشم روزن چشم کا حلقا ہوا

پھر مجھی ناز عدو و خیرہ نیاز گو رہی
پھر بدولت آسمان کی خاک مین ملتا ہوا

پھر ہوا جامی ہی باہر نکہت گل کیطرح
پھر کسی کی جستجو مین کوبکو پھرتا ہوا

پھر ہی کوئی بیخبر صورت نمای بیخودی
پھر کسی کی یاد مین ہون آپکو بھولا ہوا

پھر سکوت مدعا قفل لب اظہار ہی
پھر حبا کہتی ہین تسلیم تمکو کیا ہوا

۳۴ ۱۶

خون رلوائیگا مجھی مہندی لگانا یار کا
رنگ لائیگا مقرر رنگ لانا یار کا

سر بکف دوڑا خوشی سی رسم استقبال کو
ہای جب مینی سنا مقتل مین آنا یار کا

نزع مین نظارۂ دلدار کی فرصت کہان
اب تو یکسان ہی مجھی آنا نہ آنا یار کا

ناوک افگن ہی وہ مجھپر نالہ کش ہون چین چین
ہی فلک میرا نشانہ مین نشانا یار کا

ٹھنڈی سانسون پر گمان ہی سرد مہری کی مجھی
کم بہانی سے نہین آنسو بہانا یار کا

مرگ کی باعث ہی یادِ ہجر ہی بعدِ وصل ۔۔۔ قتل کرتا ہی حیا سی سر جھکانا یار کا

اے غمِ تکلیفِ دوری تا توان ایسا نکر ۔۔۔ عمر بھر مجکو ابھی ہی ناز اوٹھانا یار کا

حشر تک خوابیدگان خاک کا اوٹھنا محال ۔۔۔ سو رہی ہین چین سی سنکر فسانا یار کا

آتشِ یاقوت رشکِ دودِ عنبر ہو گئی ۔۔۔ اک طلسمِ تازہ ہی مسّی لگانا یار کا

خاک میری دشتِ غربت سی اوڑا لائی صبا ۔۔۔ مرکے بھی مجھسے نہ چھوٹا آستانا یار کا

گو بظاہر میری نظرون سی ہوا پنہان تو کیا ۔۔۔ خاطرِ ناشاد سی مشکل ہی جانا یار کا

خوب رویا قبر مین جسدم چلی منکر نکیر ۔۔۔ یاد آیا مجکو تنہا چھوڑ جانا یار کا

مدعی کو برقِ خرمن بزمِ عشرت مین ہوا ۔۔۔ دیکھکر دزدیدہ مجکو مسکرانا یار کا

چھیڑتا ہی دیکھکر آشفتہ خاطر اور بھی ۔۔۔ سر چڑھا ہی کسقدر زلفونکی شانا یار کا

حرفِ رخصت سنتی گیا شہپر لگی پرواز روح ۔۔۔ مرگ کا آنا ہوا پہلو سی جانا یار کا

ایک تو محروم ہی تسلیم ورنہ روز و شب
چومتی رہتی ہی زلفِ یار شانا یار کا

کیا کرون اپنی غرض کو مین رقیبون سی ملا ۔۔۔ تب کہین اوسکا پتا آج نصیبون سی ملا

ہر دوا مین اثرِ سم ہی گمان ہی مجکو ۔۔۔ ملک الموت کہین ہو نہ طبیبون سی ملا

عام ہی دولتِ نظارہ دمِ محشر ہی ۔۔۔ آج تو آنکھہ شہِ حسن غریبون سی ملا

ماتمِ مرگ ہوئی عید کی شادی مجکو ۔۔۔ جب گلی دوڑکی وہ اپنی قریبون سی ملا

کارسازی تو بہت کی ہی سُنی یا نسنی ۔۔۔ شورِ فریاد مرا اوسکی نقیبون سی ملا

دشت مین پاس جب آیا تو بگولا آیا ۔۔۔ عمر بھر مین انہین ہر گوشہ نصیبون سی ملا

مکتبِ عشق کی تعلیم نہ پوچھو تسلیم ۔۔۔ جو ملا مجکو محبت کے ادیبون سی ملا

کیون بیان زخم پہ عالم ہی قاتل نور کا ‏ کیا زبان تیغ نی چاٹا ہی پتھر طور کا

حشر مین بہی کشتگان عشق کی پرسش نہین ‏ رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا

اس طرح دنیا سی آیا گور تک مرکی مین ‏ جیسے منزل پہ تھکا ماندا مسافر دور کا

ساقیا مست ازل ہون کیا کرون بیکر شراب ‏ جای دل پہلو مین شیشہ ہی مئی انگور کا

یاد آتی ہی بتون کی سرد مہری کی بہی ‏ کیا ہی مین جلتا ہون آتا ہی جب کافور کا

عالم اسباب تک ہی زینت اسباب حسن ‏ پاک ہی آرائش شانہ سی گیسو حور کا

ہی امید وصل یاس نامرادی دور دور ‏ دل مرا گھر ہی خیال شاہد مستور کا

اسقدر گھبراتی کیون ہو ٹھہر جائی تو جان ‏ اور ہی دم بھر کو جینا عاشق رنجور کا

دنکو بہی ظلمت سیہ بختی کی میری کم نہین ‏ ہو رہی ہی چاندنی دامن شب دیجور کا

مرکی بہی برہم مزاجون سی نہ ہوگا ربط کم ‏ استخوان اپنا بنیگا شانہ زلف حور کا

ہی کیا بیہوش کا مری فریاد نی سنکر جسے ‏ دم نکلتا ہی صور مین نالہ دہان صور کا

مال ہو تو نوش کر بیخوف پرسش ہی جہان ‏ گھر بنا ہی لوٹنی کی واسطی زنبور کا

ہاتھ سی ہمدردی الفت کی جب جانی لگی ‏ تیرہ بختی نی لیا دامن شب دیجور کا

پیکتا ہی دیکہ او ظالم کہ میری حال پر ‏ خون بھر لایا ہی دیدہ جوہر ساطور کا

کون ہی مہمان مری گھر مین کہ فیض حسن سی ‏ روزن دیوار پر عالم ہی چشم حور کا

اسقدر نازک مزاجی نی مجھی کہینچا ہی دور ‏ جانتا ہون ناز اوٹھانا کام ہی مزدور کا

بی غنیمت جل رہا ہی کچھ نہ ہو جانی دیا مین ‏ طور ہی میری چراغ دل مین شمع طور کا

تم جو مثل قیس غم مجہ تیرہ قسمت کا کرو ‏ خیمہ لیلی بنی دامن شب دیجور کا

کیون خوشی ہنستی ہی بہی بیکسی نی ہی مین ‏ دل غنی کا ہون مین ارمان ہی جن مقبور کا

عاشق ہیں ہم دونوں یکسان بت فقط اتنا ہی فرق
میں بتوں کا شیفتہ دیوانہ زاہد حور کا

پانوں پھیلا پھیل کر سوتا ہی تو گم قید میں
دیدۂ زنجیر اپنا دیدہ ہے ناسور کا

وہ خموشی آشنا ہوں ہی محشر تک صدا
کاسۂ سر کو بنائیں کاسہ گر تنبور کا

٣٦
اک بتِ پر نور ای تسلیم ہی پیش نظر
آنکھ کا ڈورا نہیں رشتہ ہی شمعِ طور کا
۱۲۳

اور کیا کاہیدہ ہوتا لاشہ مجھ کمزور کا
سایہ ہی جای کفن مژگانِ چشمِ مور کا

گھلتی گھلتی شمع کی مانند آخر جل بجھا
منہ نہ دیکھا میری لاشی نی دہانِ گور کا

سوزِ غم سی ہوں میں افتادہ سراپا آبلہ
شیر کا ناخن مجھی ناخن ہی پای مور کا

دیکھنی کی صاف دل جتنی ہیں بی فیض [illegible]
خانۂ آئینہ میں حصہ نہ دیکھا چور کا

ضعف میں افلاک کی زندان سی ہمکو کم نہیں
طوق ہی گردن میں حلقہ موجِ آہ مور کا

بیکسوں کی آج سوتی کوئی آئیگا ضرور
بی سبب ہنسنا نہیں میری چراغِ گور کا

ناتوانی نی جگہ دی ناتوان کی آنکھ میں
میلِ سرمہ ہی تنِ کاہیدہ چشمِ مور کا

کیا کریں شکوہ مری عجزِ محبت کا کہ میں
بنگیا ہوں آبلہ بنی دہانِ گور کا

ناتواں ہوں گنج زیرِ خاک مدفن بعدِ مرگ
بار ہی سایہ مجھی مژگانِ چشمِ مور کا

کوئی صدمہ ہی فلک شکوہ زبان تک آ گیا
میں لبِ تصویر ہوں خوگر نہیں میں شور کا

کھینچ لایا فاتحہ خوانی کی حیلی سی انہیں
نقشِ حب ہی ای اجل تعویذ میری گور کا

وصف میں انکی دہان کی اب کیا کھولی زبان
نطق کا کام آتا نہیں یان پر کسی زور کا

تیرہ دل کو نفع کیا تسلیم شعرِ صاف سی
دیکھنا بیکار ہی آئینہ چشمِ کور کا
٣٧

ھدف ناوک نظر نہوا
آہ ٹکڑے سے کبھی جگر نہوا

گرچہ چلکے چارہ گر مسیحائی
دردمندِ کشش اثر نہوا

لاکھ فریاد کی مگر وہ شوخ
پوچھنا ایک طرف خبر نہوا

مہر نکلا ہی کیا چمک کر حیف
یار اس وقت بام پر نہوا

دیکھ لے مہربانیِ قاتل
ایک سے بھی زخم کارگر نہوا

او غمِ ہجر اور کیا کہیے
حیف اب تک لہو جگر نہوا

آفریں باد تجھکو محرومی
اثرِ نالہ سحر نہوا

تشنہ جانے نے کچھ اور کر تدبیر
آبِ خنجر سے حلق تر نہوا

ہوں وہ افسردہ سنگِ مدفن سے
گرم ہنگامۂ شرر نہوا

کاش اس وقت میں دم نکلجائی
بار ہا چاہا پیشتر نہوا

٣٩

سجدۂ بت کی واسطے تسلیم
ہای پای طلب سے بھی سر نہوا

آئینہ رو کی یاد میں ٹکڑے جگر ہوا
مجھکو ہلالِ تیغ ہلالِ صفر ہوا

کس رجہ تھی مجھی بھی اسیری کی آرزو
نوچا کیا جو قابلِ پرواز پر ہوا

دیکھیں شبِ فراق گذرتی ہی کسطرح
دن تو فریبِ وعدہ میں ایدل بسر ہوا

پہیری میں لیچلی ہی قضا جانبِ عدم
جب دست و پا تھکے تو ہمارا سفر ہوا

اندھا بنادیا مجھے جوشِ سرشک نے
نورِ نظر ہی دشمنِ نورِ نظر ہوا

ملتا نہیں وصال میں اب کیا علاج کی
جینا تو ہجر میں تری امید پر ہوا

جوڑا جو کھل گیا نہ اوٹھی فرطِ ناز سی
آخر کو بارِ زلف وبالِ کمر ہوا

بعد فنا بھی ہین وہی آتش مزاجیان — نخل چنار سبز مری خاک پر ہوا
اپنی بھی ہو حصول تمنا محال ہے — دریا سے آج تک لب ساحل نہ تر ہوا

۳۹ — تسلیم کین اگرچہ عرق ریزیان تو کیا
حاصل نہ اس زمین مین کوئی شعر تر ہوا — ۱۳

مرگئی بھی برسون خیال اسباب کا آیا کیا — مین لب شیرین پہ اونکی زہر کیون کھایا کیا
بکتے بکتے ہوگئی تھی اسقدر بکنی کی خو — مدتون ناصح مجھے ناحق بھی سمجھایا کیا
لی اجازت لی لیا تھا ایک بوسہ خواب مین — مرتے دم تک مجھسے میرا شوق شرمایا کیا
یار کیا صدمے خیال یار بھی دیتا رہا — روز جوش بیخودی مین مجھکو ترسایا کیا
کارفرما جبتلک تھی نوجوانی کی امنگ — کیسے کیسے رنگ جوش آرزو لایا کیا
کس قدر رہتا ہے ننگ ہستی مین کہ میری قتل پر — استخارہ اونکو واجب عمر بہر آیا کیا
وائے قسمت وصل کی شب جب تسکین یار سے — صبح تک سنتا رہا اور دل مین گھبرایا کیا
جستجو گم گشتگی کا عمر بہر جھگڑا رہا — روز دل کھویا کیا مین روز وہ پایا کیا
غیر کی بیہمائیگی کا درد پوچھو آنکھ سے — دیکھکر دامن کو خالی اشک بہر آیا کیا
کچھ تو تیری نازکی سمجھا دیا تھا ورنہ کیون — مدعی بنکر مرا دل مجھکو دہمکایا کیا
غیر کا احسان بھی کام آیا نہ سوز عشق کے — حشر تک پانی لحد پر ابر برسایا کیا
اُف رے بیتابی کہ مین ہر روز اوسکی تا در — شوق مین جایا کیا مایوس پہر آیا کیا

۴۰ — حشر مین تسلیم اوسکا ظل رحمت چاہیے
ابر تر نے جسکے سر پر دھوپ مین سایا کیا — ۱۴

پیام مرگ جو پیغام سر عتاب ہوا — جواب نامہ مجھے نامی کا جواب ہوا

مٹا حباب کی صورت تو بحر آب ہوا
بنا ہین خوبی قسمت سے جب سراب ہوا

بجھا دیا عرق شرم کی تلاطم نی
مری سبب سے جہنم کو بھی عذاب ہوا

شکست توبہ کی لہر آئی دیکھکر دریا
حباب بھی مجھی پیمانۂ شراب ہوا

شب فراق مین کوئی نظر نہین آتا
خیال یار بھی آنکھونکو میری خواب ہوا

نگاہ مست سی دیکھا جو اوسنی دریا کو
حباب مین اثر ساغر شراب ہوا

مثال بھی نہین عمر خضر سی دی ملتی
تمہاری زلف کو ناحق بھی پیچ و تاب ہوا

وہ دیکھتی ہین مجھی مین کفن مین ہو عریان پوش
اودہر نقاب جو اوٹھی ادہر حجاب ہوا

ہوا نہ دوست مرا وہ کبھی بھی دشمن سے
یقین کیا ہو زمانی مین انقلاب ہوا

ابھی ہی نام خدا کم سنی یہ آفت ہے
جہان مین ہم نہین ہونی کی گر شباب ہوا

فنا ہی ساتھ قیام جہان فانی کے
حباب کیا لب جو بیٹھکر خراب ہوا

دکھایا منہ نہ مسیحا نی آج تک پھر کر
دم اجل جو مری درد سی حجاب ہوا

۱۲۱
نہ سوئی چین سے بھی تسلیم کنج مدفن مین
بلای جان ہین مرکر بھی اضطراب ہوا
۱۲۲

آکی بیٹھا ملک الموت تو مین سیدھا اوٹھا
مجھسی دم بھر بھی اجل کا نہ تقاضا اوٹھا

تھا وہ سرگشتہ کہ سنکر خبر مرگ مری
خاک اوڑانی کی لیی سر پہ بگولا اوٹھا

خاک اوڑائی لب ساحل جو تری مجنون نی
بدلی گرداب کے دریا مین بگولا اوٹھا

ضعف سے مین صفت نقش قدم توڑ کی پاؤن
جس جگہہ بیٹھہ گیا پھر نہ اوٹھایا اوٹھا

تھا وہ ناکام سحر جسنے دعا کی خاطر
بھول کر بھی نہ کبھی دست تمنا اوٹھا

سنکی میری لب پر شور کی افسانی کو
نرہی تاب دل عدو کو چلّا اوٹھا

خارِ صحرا کو ہوا بارشِ نیسان کا خیال
جس گھڑی سیر کو مین آبلہ فرسا اوٹھا

عاشقی مین ہی ہمیشہ رہی مجنون مزاج
نازِ بیجا نہ کبھی ہمسے کسیکا اوٹھا

تم جو آئی دلِ محرومِ تمنا آخر
بیٹھی بیٹھی شبِ تنہائی مین گہبرا اوٹھا

ہون وہ شوریدہ کہ دم بہی مری ہر محفل مین
بیٹھتی بیٹھتی سو طرح کا فتنا اوٹھا

چشمِ مجنون کو ہوا محملِ لیلی کا گمان
جب کوئی وادیِ وحشت مین بگولا اوٹھا

دلِ گم گشتہ اگر تہا تجہی پیار تسلیم
پاس کیون اوس بتِ عیار کی بیٹہا اوٹہا

قریب کام بری وقت پر نہین آتا
بجہانی دل کی لگی کو جگر نہین آتا

کہان گئی جو عیادت پہ جان دیتی تہی
مزار مین کوئی لینے خبر نہین آتا

حجابِ دیدۂ نرگس سے باغ مین نکرو
یہ دیکھنی کی ہین آنکھین نظر نہین آتا

لحد کو نشۂ دولت مین بہولی ہین منعم
خبر نہین کہ وہان کام زر نہین آتا

جہان مین صورتِ تصویر ہون سراپا خوب
مگر یہ عیب ہے کوئی ہنر نہین آتا

وہ شمع ہون کہ جلاتی ہین دوست دشمن سب
کسی کو رحم مری حال پر نہین آتا

حیا ہوئی سببِ توبۂ جفا شاید
کہ تیغِ ناز کوئی تا جگر نہین آتا

خیالِ گریہ جبہی تک ہے ابر و طوفان کو
کہ اشکِ دیدۂ تر جوش پر نہین آتا

جو بوسہ دو لبِ جان بخش کا تو احسان ہے
وگرنہ قرض مرا آپ پر نہین آتا

تبِ فراق اسی ہی جلا چکی شاید
کہ دم کی ساتہ وہ دود جگر نہین آتا

سنا کی پاس کی باتین نہ جینی دیگا مجہے
نوشتہ موت کا ہی نامہ بر نہین آتا

خیالِ خام ہی اپنی ہی مستفع ہونا
صدف کے کام نسیدن گہر نہین آتا

غضب کے بلبل بیکس سی پڑ گئی ہی ضد
چمن کو چھوڑ کی صیاد گھر نہین آتا

اجل خفا ہی فلک مدعی زمین دشمن
مرا جہان مین کوئی نظر نہین آتا

ہنسا ئمین کیا تری اٹکھیلیان مجھی کہ ہنوز
تجھی وہ ناز نسیم سحر نہین آتا

قفس مین تھی یہ رہائی سی یاس بلبل کو
کہ آشیان مین ہی باور مگر نہین آتا

ابھی سی کیا کرین دعوی شاعری تسلیم
یہ کام وہ ہی کہ جو عمر بھر نہین آتا

بیحجابانہ ہی کیف جوش مستانہ مرا
چومتا ہی لب مری مستی مین پیمانہ مرا

تاب وی آتشین سی داغ ہوتا ہی ہرا
سبزہ برلاتا ہی سوز شعلہ سی دانہ مرا

جیتے جی گمنام مجکو کر دیا تقدیر نی
مجھسے پہلے اوٹھہ گیا دنیا سی افسانہ مرا

جلوہ گر ہی ربط حسن و عشق بزم عیش مین
شمع تیری ہمنشین دلسوز پروانہ مرا

نازاوٹھاتا ہون کس و ناکس کی ای تسلیم مین
اب کہان اگلا مزاج مینہ آیا نہ مرا

دل ہے مفتون بت ستمگر کا
شیشہ دم بھر رہا ہے پتھر کا

عشق زندان ہی زندگی ہی مری
آب و دانہ ملا ہے گوہر کا

سخت جانی نے کشمکش کھوئی
دم سماتا نہین ہی خنجر کا

کیون اکڑتا ہی سرو قد کے حضور
یہ بھی ای گل ہے کیا برابر کا

رند ہون چاہتا ہون عالم مین
اوج ساقی کا دور ساغر کا

نہ لگائی گا پھر گلے کو سی
میری دم تک ہی ناز خنجر کا

پردہ پوشی ہوا اشک نی کی
ہائی رہی پاس دیدۂ تر کا

صورتِ نقشِ پا ہوں خاک نشین
شوقِ بالین کا ہے نہ بستر کا

برق لائی کہاں سی بیتابی
سب یہ صدقہ ہی جانِ مضطر کا

۴۵
حالِ تسلیم کیوں نہیں سُنتے
کیا کوئی شکوہ ہے مقدر کا
۱۱

اللہ ری احسان ستم ضبطِ زبان کا
ہو ٹھوں نی مری خواب بھی کہا نہ بیانکا

کیوں یاس سی تکتا ہی تو منہ ضبطِ نہانکا
ای نالہ بیتاب ارادہ ہی کہاں کا

سرمستِ ازل کو نہیں کھٹکا رضان کا
کیا روزہ ہو بنبہ کسی شیشی کی دہان کا

جز نام نشانِ تنِ لاغر نہیں رکھتا
مجبور ہی پڑا سایہ تری موی میان کا

تصویرِ خیالی ہی نظر آئی گا کیونکر
تن نام رکھا ہی مری کاہش نی گمانکا

کیونکر میں شبِ وصل میں خوش ہوں کہ دمِ صبح
ولبرا بھی ہونا ہی ستم شورِ اذان کا

چنکی ہی بیان کر خبرِ رخصتِ گل کو
گلچین کہیں بلبل سنی نام خزان کا

کیوں ڈہونڈتی ہین ہستِ عدم مین مجھے احباب
کو نین سی باہر ہی پتا میری مکان کا

محروم رکہا وصل سے تکرار عبث نی
لو صبح ہوئی آ ہی گیا وقت اذان کا

برباد مجھی رکھتی ہی کیوں گردشِ تقدیر
عنصر مین مری خل ہی کیا ریگِ روان کا

۴۶
دم بھر بھی نہیں ہی کبھی اک حال پہ تسلیم
چہری کا مری رنگ بنا رنگ جہان کا
۱۲

ستلے ترے ماتمکدہ گلشن ہوا
خندۂ گل نالۂ شیون ہوا

ہو گیا صد چاک بی وحشتِ جنون
اپنا دامن صبح کا دامن ہوا

سر ہو تا راقیند مین قاتل بی آہ
آج میرا طوق بسنے گردن ہوا

حیف ہے او بے وفا نا آشنا
تو بھی میرے جان کا دشمن ہوا

پھر وہ اوٹھی ضعف سی مانند اشک
ہم یہاں پر گر پڑے مسکن ہوا

کچھ نہ تھا جب تک ہمیں صاف تھا
پیار جب کرنے لگے بد ظن ہوا

دیکھتے ہی زخم دل کے کھل گئے
چشم بد بین دیدۂ سوزن ہوا

تیرگی ہے شعلہ رویوں کا مآل
شمع کے بجھنے سے یہ روشن ہوا

کیا کہیں سوز محبت بعد مرگ
خاک جل کر سبزۂ مدفن ہوا

وقت گریہ اشک ٹپکی اس قدر
اپنا دامن ابر کا دامن ہوا

دیکھیے جب دیکھتا ہی یار کو
آنکھ میرے دیدۂ روزن ہوا

مثل طفل اشک عریاں ہی رہے
ہم پہ کب احسان پیراہن ہوا

ایک عالم ہے شہید تیغ ناز
آفت جان یار کا جوبن ہوا

اور بھڑکے شوق سی دل کی لگے
آب گریہ آگ پر روغن ہوا

جس جگہ عکس رخ روشن پڑا
ذرہ ذرہ شعلۂ ایمن ہوا

کیوں نہ ہو ترک محبت غیر سے
تو بھلا کس بات پر فن ہوا

گر نہیں تسلیم عشق شعلہ رو
سوز غم سی سینہ کیوں گلخن ہوا

جب بہار آئی کی بلبل کا وطن جل جائیگا
آتش گل بھڑکی گی سارا چمن جل جائیگا

گر یہی سوز محبت بعد مردن بھی رہا
جسم تک آنی نہ پائی گا کفن جل جائیگا

سوز دل میرا نہ کھتا شعلہ سی نامہ بر
مفت میں تیری زبان تیرا دہن جل جائیگا

دست نازک کو ابھی تکلیف آرائش نہ دو
آتش رنگ حنا سی جان من جل جائی گا

ضبط کرنا آہِ آتشناک کا اچھا نہین
استخوان مانندِ شمعِ انجمن جل جاےگا

سوختہ قسمت ہے ای قاتل اگر برسیگا ابر
سبزہ گورِ شہیدِ خستہ تن جل جاےگا

عکس سی ہی آتشین ہے آینہ بھی ایکدن
دیکھتی ہی دیکھتی ای سیمتن جل جاےگا

سوزِ غم سی ہون سراپا شعلہ ہاتھون کو نہ باندہ
دم مین ظالم حلقۂ تارِ رسن جل جاےگا

یہ تو کیا وہ سوختہ قسمت ہون پہونچونگا اگر
چادرِ آبِ روان کا پیرہن جل جاےگا

کیون مین کرتا نوحہ خوانی ہین عبث یاران عشق
کیا خبر تھی دیکھکر چہرہ کفن جل جاےگا

تابِ رخ سی شعلہ ہی محفل جو آئیگا قریب
صورتِ پروانہ شمعِ لگن جل جاےگا

ان بتونکو بیمروت بیوفا مین کیا کہون
آگ بجھائیگا سنگ برہمن جل جاےگا

پردہ پوشی ہی محبت کے یقین تھا
مثلِ شمعِ کشتہ خونکو کفن جل جاےگا

اپنی خونِ گرم کی چھینٹین شرر سی کم نہین
دیکھ دامن بنائی شمشیرزن جل جاےگا

میری سوزِ عشق کی کھاتا تو ہی جھوٹی قسم
منہ ترا اکدن بتِ پیمان شکن جل جاےگا

چھوٹیگا ہنگام میری داغِ سوزِ عشق کا
قد سراپا صورتِ نخلِ کہن جل جاےگا

دیکھکر دندان و لب کو تیری شرم و رشک سی
پانی پانی ہوگا در لعلِ یمن جل جاےگا

ای جنون جس دشت مین گذرےگا مین آتش قدم
جادہ مثلِ تارِ شمعِ انجمن جل جاےگا

کچھ تو آہِ گرم سی کم ہوتی ہی دل کی جلن
غم نہین فرقت مین گر بیت الحزن جل جائیگا

مقطع
لکھی ہی تسلیم تمنی نوکِ شعلہ سی غزل
دیکھکر بدبین یہ اندازِ سخن جل جاےگا
بیت

چارہ سازِ زخمِ دل وقتِ رفو رونے لگا
جی بھر آیا دیدۂ سوزن بھی رونے لگا

بسکہ تھی رونی کی عادت وصل مین یار سی
کھل گئی اپنا آپ جانان [illegible] رونے لگا

ہجر مین اوس سرو قد کی جب گیا گلشن کو مین
بیٹھکر تنہا قریب آبجو رونے لگا

صدمۂ بیرحمی ساقی نہ اوٹھا بزم مین
جی بھر آیا دیکھکر خالی سبو رونے لگا

خندۂ زخم جگر نے دل کو کہایا اور بہی
جس گھڑی ٹوٹا کوئی تار رفو رونے لگا

آگیا زاہد کو بہی زہد ریائی کا خیال
سر سے اپنی توڑ کر ظرف وضو رونے لگا

نبض تک بیمار الفت کی ابہی دیکھی نہین
ای مسیحا جلیتی جی کیون مجکو تو رونے لگا

تہا مصیبت آشنا بعرض مطلب حشر مین
جاتی ہی فریاد کر کی روبرو رونے لگا

ہای کیون شرم وفا تاثیر بخش دل ہوئی
قتل کرکے مجکو یار جنگجو رونے لگا

کیا اثر اولٹا تہا میری سرگذشت عشق کا
دوستون نے ہنس دیا سنکر عدو رونے لگا

تہا عدم مین کہینچ لایا آب و دانہ جب یہان
دیکھکر بیچارگی ہی چار سو رونے لگا

کیا کہون نظارۂ سنبل نے کیا تکلیف دی
یاد آئی تیری زلف مشکبو رونے لگا

ہون ہوا خواہ اسیری جب نظر آیا ہلال
مین سمجھکر ایک طوق ہگلو رونے لگا

٧٩ — آگیا کعبے مین جب محراب ابرو کا خیال
بیٹھکر تسلیم خستہ قبلہ رو رونے لگا — ١٦

آتی آتی آہ سی دل اسو ہی لب پہ بہر گیا
تو وہی پہر کی وہین بیتاب ہو کر بہر گیا

گردش تقدیر بہی ہمراہ بیتابی رہے
شوق لایا بار ہا محروم اکثر بہر گیا

اسقدر تکلیف بہر پند بیجا کیا ضرور
سنتے سنتے ناصحا جی پک گیا سر بہر گیا

سخت جانی نے کیا شرمندہ قاتل سے مجھے
دم چرا کر رہ گئی شمشیر خنجر بہر گیا

بحث کرنی کو جو آیا بام پر وہ ماہ حسن
فرط غیرت سے رخ خورشید انور بہر گیا

کسقدر غفلت فزا تہا خواب آغوش مزار
ہم نہ چونکی آگی سر پر شور محشر بہر گیا

مجھسے فیضِ عام مین بہی بخل ساقی ہو ہی
جب مری نزدیک آیا لی کی ساغر پہر گیا

حوصلہ کتنا کیا تہا عیسے کو لیکن شکر ہی
سنکی اعجازِ لبِ جان بخشِ دلبر پہر گیا

کہنچ رہی تقدیر نے توڑین جو نہی بیڑیان
میری پہرنی کی لیی مجہسی مقدر پہر گیا

گر پڑا نامہ کہین یا بہول آیا خطِ شوق
کیا کہون کیون دیکہکر مجکو کبوتر پہر گیا

میری ترسانی کو عہدِ وصل بہی کچہ کم نتہا
جب یقین آنے لگا مجکو ستمگر پہر گیا

فہم مین آتا نہین کیون آج میری خاکپر
چند قطری اشک کی ظالم بہا کر پہر گیا

جب ملی جہک کر گلی شمشیرِ قاتل رو دیا
آنکہہ مین طرزِ تپاکِ اہلِ جوہر پہر گیا

بوسۂ لب تا کجا کچہہ اور رخصت دیجئی
ذائقون سی شہد کی دل بندہ پر پہر گیا

تہا فریبِ اشک نی تاثیرِ آبِ خضر مین
چشمۂ حیوان تلک آکر سکندر پہر گیا

ن۵

رخصت ای وہان اگر آئی تو کہنا یار سے
آج بہی تسلیم آکر تیرے در پر پہر گیا

مہ

سکوتِ غیر سی سوزِ جگر بیان ہوگا
زبانہ شمعِ لحد کا مری زبان ہوگا

فریبِ عشق پسِ مرگ بہی عیان ہوگا
مرا فسانہ سبنی کا تری زبان ہوگا

نہ مرنی دی گی تمنای وعدۂ جانان
فریبِ خضر مجھی عمرِ جاودان ہوگا

دکہائی گی سحرِ ہجر حشر کی سامان
صدای صور مجھی نالۂ اذان ہوگا

لحد مین داغ دکہائین گی جلوۂ مہتاب
مرا کفن مری آغوش مین کتان ہوگا

پسِ فنا یہ جفائین سبہی سہانون گا
تہِ زمینِ لحد کوئی آسمان ہوگا

گہڑی گہڑی نہ رُلا چارہ گر کہ پہر مجکو
نصیبِ خندۂ زخمِ جگر کہان ہوگا

بلا نصیب ہوئی ان کیا مہر کی کہون امید
خلاف ہوگا فلک بخت بدگمان ہوگا

جرس کہان ہی بیابان مین جو طرف نالان — مری طرح کوئی گم کردہ کاروان ہوگا

جلا کی شمع جلاؤ نہ بیکسی کو مری — کرو نہ غم کہ لب گور نوحہ خوان ہوگا

لگا مین لاکھ فرشتی خدا سی ڈر کیا ہے — گواہ عذر مرا جادوئی بیان ہوگا

گھڑی گھڑی نہ قسم لو کہ سچ ہی ظالم — مرا گمان ہی تری طرح بدگمان ہوگا

عدو نصیب ہے کیونکر کہون پہر آئی گی — مری دعا کا مرا بخت پاسبان ہوگا

وہان بھی شوق مین پائی طلب تیرا کہین — بتادی عرصۂ محشر مین تو کہان ہوگا

صنمکدہ ہو کہ ہو کعبہ ہم تو عاشق ہین — کرینگی سجدہ ترا نقش پا جہان ہوگا

چھپاتی کیون ہو تہ خاک یونہین ہی دو — کوئی تو لاش غریبان پہ نوحہ خوان ہوگا

لحد مین ہیلی گا کیا خاک دل وحشی — نہ رازدان کوئی ہوگا نہ ہمزبان ہوگا

مجھی اسیر کیا ہی تو پہونک دی صیاد — جو مین نہونگا تو پہر کیا یہ آشیان ہوگا

مزار پر مری لاؤ نہ پہول کی چادر — مرا چراغ لحد مجھ پہ گلفشان ہوگا

۵۱

خبر کسی ہی جو دلبر گذر گئے تسلیم
مرا فسانہ مری بعد کیا بیان ہوگا

۵

غم نہین گر ستم کاوش خنجر دیکھا — آرزو رہ نہ گئی موت کو مر کر دیکھا

ایک صدمہ کی سہی دینی مین تامل اتنا — بس ترا حوصلہ او چرخ ستمگر دیکھا

ہجر مین پرسش می دیکھی ٹپکے آنسو — جی بھر آیا کوئی لبریز جو ساغر دیکھا

ان حسینون سی ہی ملنی کی تمنا بیکار — مین نے کہتا تھا تجھی او دل مضطر دیکھا

۵۲

مجکو ندی پہ تری آتا ہے رونا تسلیم
سیکڑون مین عوض نقش قدم سر دیکھا

۱۱

کیا کیا قریب گریہ بت رات بھر تھا
دیکھا تو صبح کو سرِ مژگان بھی تر تھا

بلبل نے بخیۂ تارِ نفس سے کیا نہ کیون
چاکِ قبای گل کوئی زخمِ جگر تھا

باغِ جہان مین سرو چراغان کی طرح مین
وہ نخل تھا جو موسمِ گل مین بھی تر تھا

کیون سنکی شعلۂ غضب اتنا بھڑک اوٹھا
ذکرِ وفا تو شکوۂ سوزِ جگر تھا

بھڑکا رہی ہی آتشِ غیرت کو بوی زلف
کیونکر کہون کہ زانوِ دشمن پہ سر تھا

آوارگی مین عمرِ دوروزہ گذر گئی
اپنا کہین غبار کی مانند گھر تھا

کیون سنکی رودی مری آمد وہ بزم مین
مین کچھ نویدِ مرگِ عدو کی خبر تھا

طی کی برنگِ شمع رہِ منزلِ عدم
کوئی سوای سوزِ جگر ہمسفر تھا

کاہنس نے بی نشان مجھے کس لیے کیا
نقشِ دہن تھا رگِ موی کمر تھا

کیون زخم ہنس پڑے لبِ سوفار کی طرح
پیغامِ وصلِ یار خدنگِ نظر تھا

۵۳
تسلیم بات بات پہ قول و قسم ہی کیون
ایسا تو بدگمان تو کبھی پیشتر تھا
۳۲

بی تعلق ستمِ دہر سے آزاد آیا
سنگِ طفلان نہ کبھی تا سرِ شمشاد آیا

بدگمانی یہ بڑھی ہی ستمِ دشمن سے
اپنی سایی کو سمجھتا ہون کہ جلاد آیا

تھا وہ آزاد کہ حسرت ہی اسیری کو رہی
دھوکی دیدی کی مجھی باغ مین صیاد آیا

تو ہوای سگِ عدو باعثِ احسان ہو جا
چھیڑنی پھر مجھی ہنگامۂ فریاد آیا

کیون پشیمان ہی مری نام کو سنکر ظالم
کیا کوئی عہدِ وفا ہی کہ تجھی یاد آیا

صحبتِ روح بھی تھی ننگِ تجرد مجکو
صورتِ قالبِ تصویر ہون آزاد آیا

شادیِ مرگ سی بھولا غمِ ہستی دل کو
نغمہ خوان مین ظرفِ خانۂ جلاد آیا

کسقدر شوق شہادت نے کیا ہی بیہوش
آپ جلاد سے کہتا ہون کہ جلاد آیا

کیا عداوت تھی کہ جب دام مین لائی قسمت
دیکھتا ترچھی نظر سے مجھے صیاد آیا

خندہ تھا وقت ولادت دم مردن گریہ
خوش عدم سے مین گیا دہر مین ناشاد آیا

بے سبب آنکھ نہین پڑتی ہے خنجر پہ تری
پھر کوئی آج فراموش قضا یاد آیا

قد شعلہ کبھی منت کش پوشاک نہین
زیب ظاہر سے بری حسن خداداد آیا

سبب مرگ ہوا چھیڑ کی زخم دل آہ
چارہ گر کاہے کو آیا کوئی جلاد آیا

دعوی خون ہے ادب سے نہ زبان تک لائے
کیا فسون حشر مین پڑھتا ہوا جلاد آیا

دہن زخم مین حسرت سے بھر آیا پانی
بوسۂ تیغ ستم کا جو مزا یاد آیا

ماتم عاشق ناشاد کیا شیرین نے
کام آخر اثر تلخی فرہاد آیا

قید مین حوصلۂ آہ کو وتا ہو نہین
تنگی کنج قفس دیکھ کے دل یاد آیا

نیک طینت کو نہین صحبت بد سے چارہ
دامن روح سے لپٹا ہوا ہمزاد آیا

توسن عمر رواں تیز قدم تھا کتنا
اک تراری مین قریب عدم آباد آیا

زحمت کشمکش جوش جنون کیا کہیے
تا صبح اوٹھا نہین بالین سے کہ فصاد آیا

عہد پیری مین ہین آغاز جوانی کے گلے
قصۂ شام مجھے وقت سحر یاد آیا

دہن زخم سے طعنے نہ سنون مین کیونکر
غیر کی ہنسلی زبان نشتر فصاد آیا

کیا بری ہوتی ہے مرنے کی تمنا ظالم
سر بکف آپ مرے سامنے جلاد آیا

بے سبب شورش پر خیز نہین حشر کے دن
فلک پیر کو پھر کچھ ستم ایجاد آیا

کسقدر سنج فراموش ہے ہستی میری
ظلم جب تمنے کیے شکر خدا یاد آیا

نیند آئی نہ کبھی اپنے مدفن مین مجھے
تیری پہلو مین جو سونے کا مزا یاد آیا

وہ ہوا خواہِ قضا ہون کہ عدم سے چہپ کر
سایۂ تیغ مین تا خانۂ جلاد آیا

ماتمِ عاشقِ ناشاد کی شادی دیکہو
سرخ پوشاک پہن کر ستم ایجاد آیا

بگڑی تقدیر کی تقدیر سے بنتی دیکہی
غیر کی ضد سے مری گہر وہ پری زاد آیا

تہی وہ آفت تری تصویر کہ چہرے کے عوض
آہ کہینچی جو کبہی ہوش مین بہزاد آیا

تیری محفل ہوئی تعلیم گہ سوز مجہے
شعلۂ شمع نظر سیلیِ استاد آیا

نکہت گل کی طرح باغ جہان مین تسلیم
خانہ بردوش گیا صورت آزاد آیا

سلامت کون پہر کوے قاتل سے یہان آیا
کوئی بسمل کوئی مجروح کوئی نیمجان آیا

وہ ہون دلسوختہ جسدم قریب شمع جا نکلا
اوٹہا تعظیم کو شعلہ گلی ملنے وہ وان آیا

کفن سے مجکو بوے پیرہن یوسف کی آتی ہے
طوافِ قبر کو کسکا غبارِ کاروان آیا

بتاؤن کیا شر کی طرح گر پوچہے کوئی مجہسے
غرض کیا ہے کہ ہر جا جاتا ہون کیون آیا کہان آیا

خیالِ خاکساری عالم بالا سے بالا تہا
زمین سمجہا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

نکالے شمعِ بزم دست اپنے گریبان مجہسے
شرر کی طرح کچہ دم کی لئے مین یہان آیا

جنون مین بہی لیا احسان نہین مینے اہل فنا کا
ہمیشہ طوق بن بنکر ہلال آسمان آیا

رہا قفلِ ادب فکرِ دہانِ یار مین لب پر
طبیعت پیچ کہائی یاد جب مو سے میان آیا

کمالِ ضعف نے ہمجنس کو تکلیف احسان دی
اوٹہانی نعش بعد مرگ مور ناتوان آیا

محبت نے جو نوخیز و نہی اکثر وحشت غربت مین
خضر جب سامنے آیا مری بنکر جوان آیا

گری گر ذبح بہی کوئی تو منہ سے کچہہ نہین کہتا
عدم سے ہو کے ہستی مشکل ہی بے زبان آیا

گرفتار اسیری مین رہا بعد رہائی کے بہی
قفس یاد آ گیا جس دم قریب آشیان آیا

وہ رندِ صاحب شوکت ہوں جب آتے ہوئے کہا — درِ میخانہ تک لینے مجھے پیرِ مغان آیا

۵۵ — سحر سے منتظر بیٹھے ہو جو اُس راہ جانان میں
سمجھتے ہو تم اے تسلیم کیا قولِ بتان آیا — ۱۴

وصل کی شب وائے رسمِ ہجران میں رہا — صبح تک میرا تماشا شوق و ہیجان میں رہا
ایک دم بھی نہیں صیاد و گلچین سے اگر — کیا مزا رہنے کا پھر بلبل گلستان میں رہا
مرگئے لاکھوں شہیدِ ناز کچھ پروا نہیں — وہ تماشائے ہلالِ عیدِ قربان میں رہا
چھیڑ کر ہوتا ہے رسوا دستِ وحشت کو عبث — اے جنوں اب کیا مرے جیب و گریبان میں رہا
شکل دکھلائی نہ طفلانِ اشک نے مر کر بھی — دیکھتے ہی گود تو آغوشِ مژگان میں رہا
زخمِ تن میں ہوس کی بہلایا کئی قاتل نے — عمر بھر میں نازبردارِ پیکان میں رہا
صبح سے تا صبح رویا ہوں فراقِ یار میں — روز و شب کا فرق میری چشمِ گریان میں رہا
تیرے لب کے سامنے پایا فروغِ قدر کیا — لعل آخر شرم سے جا کر بدخشان میں رہا
کب حسین فارغ ہیں پست و بلندِ دہر سے — چاہ سے نکلا جو یوسف کنجِ زندان میں رہا
زخم کی پھٹنے سے ٹکڑے پیرہن بھی ہوگیا — شورِ الفت خندۂ چاکِ گریبان میں رہا
بعدِ مردن بھی ہے تکلیفِ ہستی عشق میں — بن کے میں فکرِ وفا بزمِ حسینان میں رہا
ہوتے حیران کس توقع پر دلِ امیدوار — آج تک تیرے فریبِ عہد و پیمان میں رہا
اختلاطِ شمع و پروانہ نے پھونکا اور بھی — شعلہ زن داغِ تمنا ہر رگِ جان میں رہا
سونگھ کر میرا گریبان کہتا ہے وہ بدگمان — سچ بتا تو پاس کس گل کی گلستان میں رہا
کام تمام کر چکی بیماریِ عشقِ بتان — میں غریب نسخہ و تاثیرِ درمان میں رہا
راہ رہی یاس میں قاصد رہی غم میں آرزو — ہر نفس ہمراہ ہی عمرِ گریزان میں رہا

کیا پڑھے اشعار تسلیم جگر افگار نے
شورِ تحسین ہر طرف بزمِ سخندان مین رہا

۱۱

وصل مین کیا عرضِ غم کا سلسلہ جاتا رہا	یہ گلہ کم ہے کہ میرا ہر گلہ جاتا رہا
دور سے بھی آپ کو بیٹھی اگر آکر قریب	فاصلہ پیدا ہوا جب فاصلہ جاتا رہا
ہمسفر پونہچے عدم کو مین سوالِ گور مین	باتون باتون مین خیالِ قافلہ جاتا رہا
اب بچاؤ انکو سمجھائی اجل ہی عنقریب	دوستو ٹھہرو کہ وقتِ فیصلہ جاتا رہا
ناامیدی اسقدر بخلِ فلک سے بڑہ گئی	حوصلے کا اپنے دل سے حوصلہ جاتا رہا
پھوٹی قسمت نے رلایا مجکو کیا وحشت مین	جب قریبِ خار پونہچا آبلہ جاتا رہا
پہاڑ کر دامن کیا دیوانگی نی چاک چاک	آج ہی دستِ جنون کا مشغلہ جاتا رہا
ہوش مین بھی اضطرابِ دل سے بیتابی رہے	کوئی دم آیا تو مثلِ زلزلہ جاتا رہا
مفلسے سے اہلِ معنی کا نہین گھٹتا وقار	کس جگہ لیتی ہی حرفِ مہملہ جاتا رہا
چاہتا ہون جوش پیری مین جوانی کی اُمنگ	ولولہ کچھہ بڑہ گیا کچھہ ولولہ جاتا رہا

اسقدر فکرِ سخن تسلیم کسکے واسطے
قدردان سے لطفِ احسان صلہ جاتا رہا

۱۵

یہ غنچے مسکرا سے ہین صبا کیا	کوئی تازہ چمن مین گل کھلا کیا
اداؤ ناز و طرزِ خود نمائی	سکھایا اسکو آئینے نے کیا کیا
نہ کی سے تھے بی نیازی کچھہ گلو نے	دمِ گردش ترا خنجر رکا کیا
شرر ہے جلوۂ شمعِ عدم تھا	فروغِ زیست پر اپنی ہنسا کیا
تمنا سے ہے تیری یا مین سینہ سخت	شبِ تنہائی مین ظالم حیا کیا

وہی مے پردگی شیشے مین بھی ہی / بنی ہے دخترِ رز پارسا کیا

دمِ آخر عبث تکلیفِ درمان / بھلا ای چارہ گر مجھہ مین رہا کیا

غبارِ کاروانِ بی نشان ہین / ہمارے ہمرہی بانگِ درا کیا

ہین عاشق اپنی مطلب کے کہین گے / تمنا کیا ہمارے مدعا کیا

ہوا کیون سُنکے برہم یارِ جانی / بتا ای نامہ بر تونے کہا کیا

جہان مین ہر بشر آتا ہی عریان / عدم بھی ہی کوئی وحشت سرا کیا

اگر رسوائیِ عالم نہ ہون مین / تو پھر اِس دل لگائی کا مزا کیا

غرورِ حسن ہی کچھہ دن کا مہمان / سدا ہے عالم رہے گا بیوفا کب

وہ افتادہ ہون تنگِ دستگیری / جو اوٹھا بھی تو مثلِ نقشِ پا کیا

اگر چھیڑا نہین بادِ سحر نے / ہر اک غنچہ چمن مین ہنس پڑا کیا

ہمین جز داغ تو کیا اور دیگا / ترا ای چرخِ ستمگر صلا کیا

عبث قاتل نے کھینچے تیغِ ابرو / شکستِ رنگِ عاشق دیکھنا کیا

۵۸ — عبث تسلیم مشقِ غیبتِ غیر / بُرا اُسکے کہنے سے ملتا ہے بھلا کیا — ۱۵

بتائین کیا کہ ہوا غفلتِ شباب مین کیا / خبر نہین ہی کہ ہم دیکھتے تھے خواب مین کیا

پدر کی مال پچ ہووے نہ بد نصیب پسر / مثالِ بحر سہی ہی خانۂ حباب مین کیا

کیا ہی وعدۂ فردا سحر کو آئین گے / ابھی سہی ہی دلِ بے صبر اضطراب مین کیا

وہ دیکھکر مجھی ہی پردہ کیون کھنچی ای دل / نگاہِ شوق نی سمجھا دیا نقاب مین کیا

ابھی جو وعدۂ تکلیفِ حشر باقی ہے / عذاب ہو زجدائی نہین حساب مین کیا

پہری نہین طرفِ چشمِ منتظر اب تک
نگاہِ شوق نی سمجہا دیا نقاب مین کیا

جگا کی خواب اجل سی جلاؤ گی اب کیون
پہنساؤ گی مجہی پہر تم کسی عذاب مین کیا

گلہ کیا ہی تو اپنی سیاہ بختی کا
تمہاری گیسوی شبگون ہین پیچ و تاب مین کیا

ہمیشہ پاس کسی آکی دیکہہ جاتی ہے
کوئی امید ہی باقی دلِ خراب مین کیا

کبہی ہی مرگ کا رونا کبہی نشاطِ حیات
پہنسے ہوئی ہین عبث زندگی کی ہم عذاب مین کیا

وہی سوالِ وفا ہی جو دیدنی ہو
سکوت ہی لبِ خاموش کا جواب مین کیا

جلائی گی ہمیشہ ہجرِ یار اسکو
رکہا ہی ... دلِ خراب مین کیا

اوسکی حلق سی بیہوش کر دیا مجکو
بجہی تہی تیغِ جفا آبِ شراب مین کیا

پس فنا بہی کیون ہی یقین جنت کا
بہشت کی حور ہی ... انقلاب مین کیا

خبر نہین ہمین تسلیم اوسکے آنے کو
پڑا ہی شوق مین کیا کیا اضطراب مین کیا

۱۳ — ۵۹

سنکے آیا وہ بتِ بی پیر کیا
آج بگڑی ہی غضب کی تقدیر کیا

اوڑ کی پونہچی خاک کوی یار مین
کام آئی گردشِ تقدیر کیا

بعدِ مردن گہات مین ہی دیکہیے
خاک اوڑا اسکی خاکِ دامنگیر کیا

آنسوؤن کو دون جگہہ دامن مین کیون
آبرو دی اشک نے تاثیر کیا

شوخیان ہوتی ہین ہر ایجاد مین
نوجوان اب ہی ہی چرخِ پیر کیا

ہون مین وہ آتش قدم کہتا ہی قفس
پہونک دوگی خانۂ زنجیر کیا

روز کیون دیتی ہو صدمی ہجر کے
پہر سنو گے نالۂ شبگیر کیا

ایک دم مین سیکڑون آتی ہین قتل
چال تیری چلتی ہی شمشیر کیا

دل نہ دے نقش و نگارِ دہر کو — اے نگارِ گلشنِ تصویر کیا

تو وہ رہتا ہے کہ جو گلشن مین — ہین سنون تیری دلِ دلگیر کیا

پاؤن سو جاتی ہین سنکر کیون جنون — داستان ہی نالۂ زنجیر کیا

چھپ رہی آنکھون ہی گر کر خاک مین — منہ دکھائے اشکِ بی تاثیر کیا

بی ادب تسلیم رحمت سے نہو
لیچلا ہے اتنی سی تقصیر کیا

۸

دہوتا ہی غیر اشک سی لوحِ مزار کیا — سمجھا ہی مجکو بھی تری دل کا غبار کیا

کیون انتظارِ یار مین غفلت کے جوش مین — بیداریِ شباب ہی خوابِ مزار کیا

ہر بات مین فریبِ تلون ہی جلوہ گر — مین ہون مزاجِ یار مرا اعتبار کیا

الدم مین گل کھلی ہی ہوئی پایمال ہی — لائی خزان کو ساتھ نسیمِ بہار کیا

جلتا پسین گی او رسوا رنگ لائین گے — ہمکو حنا کی طرح غمِ روزگار کیا

آغوشِ یار تنگی لیا ہی لحد نے کیون — لطفِ وصال دی گا عذابِ فشار کیا

آغازِ شام ہی وہی ابتک فراق مین — ہوتی سحر نہین مرے پروردگار کیا

تسلیم آسنے کا بتِ پیمان شکن نہین
تم دیکھتے ہو جانبِ در بار بار کیا

۶۱ — ۱۵

قید اپنا وہ آپ پر فن تھا — حلقۂ زلف طوقِ گردن تھا

خاک بھی ہو کے سربلند رہا — دوشِ بادِ صبا کا مسکن تھا

سینہ چاک کے مجھے عبث بخشے — نہ گریبان تھا مین نہ دامن تھا

جلوہ گر داغِ دل تہا پسِ مرگ — اوجڑی گھر مین چراغ روشن تھا

جیتی جی سب تھی مرگی جب دیکھا
نکوئی دوست تھا نہ دشمن تھا

کھلکے آنے کے تھے خوشی بلبل
آج پھر باغ باغ گلشن تھا

شب کو دلسوزیِ عبث پہ مری
جل کے ہنستا چراغِ مدفن تھا

کیا دلایا تھا تمنے آکر یاد
مسکراتا شگافِ مدفن تھا

کچھ نہین تھا تو یون لبِ سوفار
ہی سبب کوئی گریۂ شیون تھا

دلکے سنے ہم سبے اسیرِ جنون
طوقِ قمری کہ طوقِ گردن تھا

پوچھتا کون حالِ بیتابی
تم خفا تھے نصیب دشمن تھا

اک جہان دیکھتا تھا حیرت سے
جھکے بے پرسے میری جوبن تھا

غم بلبل ہین عمر بھر صیاد
ہاتھ تھے تھا تو برگِ سوسن تھا

نالِ و مژگانِ عشق سی دل مین
سیکڑون داغ لاکھون روزن تھا

۶۲

عذر مانع نتھا کوئے تسلیم
ترکِ شعر و سخن تعمدا تھا

۹

مصروفات بار و بے ضبط ہو مین تھا
نالہ برنگِ قلقلِ مینا گلو مین تھا

سنکر سوالِ وصل نہ انکار کر سکے
گویا لحاظِ غیر مری آرزو مین تھا

پیرِ مغان کچھ اور بہی خیراتِ میکدہ
کہتا ہے مجھ سی ہوش مرا کیا سبو مین تھا

بیتاب ہوکی خنجرِ قاتل لپٹ گیا
سو سو طرح کا ناز ہماری گلو مین تھا

خالی نہین فریب سے اپنی کی دوستی
دل بھی رقیب تھا کہ تری جستجو مین تھا

مقتل ہی بوسہ گاہِ قضا بعد مرگ بھی
تیری حنا کا رنگ ہماری لہو مین تھا

کسکو کیا تھا شوقِ اسیری نے غرقِ آب
گرداب شکلِ طوقِ گلو آبجو مین تھا

تو بہی بہلی بخششِ تقصیر چاہیے ‌ ‌ سجدے کیے ہین اشک نے جبین وضو مین تہا

۶۳ ‌ تسلیم اشکِ دیدۂ عاشق تہا کوئی
بی اعتبار کس لیے چشمِ عدو مین تہا ‌ ۱۱

بسمل مین کروٹ جو وہ شوخِ جوان لینے لگا ‌ ‌ ضبط سے دل رخصتِ آہ و فغان لینے لگا
گو بظاہر ترک تہی الفت مگر جب آ گئے ‌ ‌ شوق تنہا پاکی دل مین چٹکیان لینے لگا
بزم مین ساقی آ گئی ہے یاد کس بیہوش کو ‌ ‌ جام چہلکا شیشۂ مے ہچکیان لینے لگا
فصلِ گل آئی ہمین لیکن جنون کی جوش مین ‌ ‌ دستِ وحشت پیرہن کی دہجیان لینے لگا
حشر مین جب سے دمِ فردوس تو دیکہا مجہے ‌ ‌ تو بہی ہانی کی قسمین بدگمان لینے لگا
ہون وہ رندِ بادہ پیما جب کبہی آیا نظر ‌ ‌ دوڑ کر میری قدم پیرِ مغان لینے لگا
گرمِ مطلب دیکہکر کہتی ہین سو سو ناز سے ‌ ‌ جب بلایا پاس تجکو چہیان لینے لگا
واہ کیا اعجازِ ساقی ہی کہ مسجد چہوڑ کے ‌ ‌ میفروشی کی لیے زاہد دکان لینے لگا
وقتِ آخر ہی دکہا جا آکی صورت بیوفا ‌ ‌ ابتو الٹی سانس تیرا نیمجان لینے لگا
ہی عجب دنیا یہ ہی مہمانسرای پرفریب ‌ ‌ جو چلا ملکِ عدم سے مہمان لینے لگا

۶۴ ‌ جمع دیوان بہی نہین ابتک تا پہر بعدِ مرگ
کوئی کیون تسلیم نام سے نشان لینے لگا ‌ ۱۸

دل مذاقِ درد سے جب آشنا ہو جای گا ‌ ‌ شکر بہی منہ سے جو نکلی گا گلا ہو جای گا
عندلیب اتنا بہارِ چند روزہ پر نہ پہول ‌ ‌ چار دن مین رنگ بہی گل کا ہوا ہو جای گا
آرزو مین جبین گے ناکامی سے ناکامی کو ہم ‌ ‌ انتہا کو جوشِ حسرت مدعا ہو جای گا
گر یہی ہی رونقِ شوقِ قتلِ عاشق ایکدن ‌ ‌ رفتہ رفتہ تیرا کوچہ کربلا ہو جای گا

آرزو مند رفو ہی وجہ زخم تن نہیں
جامۂ ہستی پرانا ہی نیا ہو جای گا

ایک بوسی کی نہیں کچھ اصل دی گالی مجھے
تم سخی کہلاؤ گی میرا بھلا ہو جای گا

گرمی ہی انتہای سخت جانی دیکھنا
قطرۂ زہراب ہی آب بقا ہو جای گا

جسطرح ہوتا در تاثیر حسرت جای گے
نردبان آسمان دست دعا ہو جای گا

وای غفلت ابتدا مین وصل کو سمجھی تھی ہم
بیشتر جاہین کی ایسا بارہا ہو جای گا

قتل کرنا مجھکو تیغ تیز سی اچھا نہیں
غیر کو بہی اس ستم کا حوصلا ہو جای گا

ہون وہ سرگشتہ کہ مجھکو خضر کی حاجت نہین
گردباد دشت غربت رہنما ہو جای گا

ہو گی برہم بزم سی جب مین چلا کہنی لگے
اوہ جی اک تم نہ آؤ گی تو کیا ہو جای گا

قتل کر تیغ تبسم سی دیت کا غم نکھا
جلوۂ لبہای رنگین خونبہا ہو جای گا

جذبۂ دل بہی عطا کر درد بخشا ہی اگر
ورنہ ای تقدیر نالہ نارسا ہو جای گا

ہان زبان تیغ سی نہی دو دہان زخم ہین
شکر احسان ستم کچھ تو ادا ہو جای گا

ہون وہ مضطر بعد مردن امتحان کیواسطے
پہلوی مرقد مین پہلی زلزلا ہو جای گا

دل میرا اوس بیوفا کو سخت نادانی ہوئی
کیا خبر تھی اسقدر نا آشنا ہو جای گا

٦٥ — شکوہای زلف برہم اسقدر تسلیم کیون
مین نہ کہتا تہا گرفتار بلا ہو جای گا — ٢٢

کاوشون سی حال اپنا نوع دیگر ہو گیا
جسم لاغر بنکی رشتہ تار بستر ہو گیا

قابل پرواز صید جان مضطر ہو گیا
قاتل بیرحم کا تیر سپر ہو گیا

آبرو گر چاہتا ہی کنج خلوت کر قبول
قطرۂ نیسان صدف مین آ کی گوہر ہو گیا

چھوڑ کر تنہا گئی جسدم وہ آہی آتی ہی
دو پہر چلنا مجھی فرقت مین دوبہر ہو گیا

سخت دل کو نور کر دیتی ہین ارباب ضیا
مہر کی فیض نظر سی لعل پتھر ہو گیا

مٹتی مٹتی دشمن جان کی ہی خونریزی وہی
نیمچہ قاتل کا ٹوٹا بھی تو خنجر ہو گیا

اہل دنیا سی ملا جب آینہ عبرت ہوئی
صاف ظاہر ہو گیا باطن مکدر ہو گیا

یار خودبین نی جہان مین کی قیامت آشکار
عکس رو سی آینہ خورشید محشر ہو گیا

صدقی تیری تاثیر الفت تو نی کیا سمجھا دیا
آج قتل غیر پر راضی وہ کیونکر ہو گیا

مر گیا ہی دم بھر نہ پہلو سی کیا مین نی جدا
آپ کا پیکان مجھی دل کی برابر ہو گیا

ہجر مین حیرت برستی ہی در و دیوار سی
بی تری گھر آینہ خانی سی بدتر ہو گیا

ہر گھڑی زیر فلک حاصل ہی بربادی مجھی
ذرۂ ریگ روان طالع کا اختر ہو گیا

دھوپ ہو یا چاندنی دونون سی کہتا ہی نہان
قبر کا دامن مجھی دامان مادر ہو گیا

کاتب لوح جبین سی انتہائی ذوق مین
لکھتی لکھتی مصرع ابرو مکرر ہو گیا

باعث راحت ہوئی بیتابی فرقت مجھی
اسقدر تڑپا کہ دل پہلو سی باہر ہو گیا

کسنی جھانکا آج وقت صبح ہو کر بی نقاب
روزن در مطلع خورشید خاور ہو گیا

سمجھی تھی مر کر اتباری ہی چھوٹ جائینگی ہم
قسمتوں سی بچ کی زیر خاک پتھر ہو گیا

جسکو تو چاہی ہی ہم لطف سی خالی ہی مت
نور دست حضرت موسی مین اخگر ہو گیا

سنگی یوسف سی ہی چاہ زنخدان کی صفت
پانی پانی حلقہ گرداب کوثر ہو گیا

اک جہان پڑھتا ہی کلمہ اوس بت کی بیش کا
خط صحیفہ ہو گیا عارض پیمبر ہو گیا

سمجھی تھی دل کی حقیقت کو فقط دو حرف ہم
لکھنی بیٹھی جسگھڑی خط ایک دفتر ہو گیا

یہ تمنا ہی کہ مر کر جو جنت سی ہون
شکر ہی تسلیم خاک پای حیدر ہو گیا

٦٦

١١

میں کہاں کشمکش عشق سے ٹل جاؤں گا
کیا تری تنگ قبا ہوں کہ نکل جاؤں گا

وہ سبک روح ہوں کہ زندان سے کبھی تنگ آ کے
صفت نالۂ زنجیر نکل جاؤں گا

ہای کب تک میں گھبراؤں گا ای مستِ جنون
اب تو دامن بھی نہیں ہے جو بہل جاؤں گا

مجھسے لیتا ہے عبث عہدِ وفا کی قسمیں
میں نہیں کیا تیری نظر ہوں جو بدل جاؤں گا

آتشِ داغِ جگر بھڑکی گی فصلِ گل میں
وہ شجر ہوں کہ بہار آتی ہی جل جاؤں گا

آہی جائیگا وہ نہیں کسیدن کھکی حرم
ہوں قریبِ دلِ دشمن کبھی چل جاؤں گا

مجھسے کیا راز تری ہونگی عیاں مستی میں
کچھ خمِ بادہ نہیں ہوں جو ابل جاؤں گا

شجرِ شمع ہوں ہر اشک ثمر ہے میرا
جب جلاؤ گی مجھے آپ سے پھل جاؤں گا

چارہ گر ہاتھ اوٹھا چارہ گری سے میری
چشمِ بیمار نہیں ہوں جو سنبھل جاؤں گا

آج تک کل ہی کل اپنی بسر ہوگی
میں بھی اک نکتۂ نازک ہوں بدل جاؤں گا

شورِ یا تم ہوں کہ ہوں خاک گرای تسلیم
جسطرح ہوگا میان کوچے میں کل جاؤں گا

۶۷ ۱۲

کر دلِ کافر مرا کعبے میں دلبر مانگتا
ایک بت اللہ سے پھر عجیب مانگتا

محفلِ ساقی سے ارادے سے رکھ رہے رہتے ہی
چلتے چلتے اور میں دو چار ساغر مانگتا

روکنا تیغِ نگاہِ ناز کا آسان تھا
میں تو کیا ہوں خضر بھی پانی نہ اوسکا مانگتا

خار ہوتا بلبلوں کو آسمانی لکو داغ
خاک میں کیا ملکی میں پھولوں کی چادر مانگتا

ننگِ ہمت تھا جہان میں چار دن کے واسطے
کیا فلک سے جاہ و منصب تخت و افسر مانگتا

تو خفا تھا کہ شیدہ آرزو میں بدگمان
ان نصیبوں سے دعای وصل کیونکر مانگتا

میری ہمت نے کہا پہلو کو خالی بعد مرگ
ان بتوں سے کیا دلِ صد چاک پھر مانگتا

خاک مین گردون ملاتا صورت طفل سرشک
مین اگر بہولی سے بہی دامان بادہ مانگتا

ایک بوسہ بہی نہ دیتی غرور حسن ہے
ان بتون سے ای خلیل اکیا خاک پتہر مانگتا

عہد طفلی سے عدو میرا یہ چرخ پیر ہے
خون دل دیتا اگر مین شیر مادر مانگتا

وہ بلا بالا ہی تو کر دیکہتا وقت خرام
فتنۂ قد سے امان آشوب محشر مانگتا

آپکا کہلائی تسلیم جگر تشنہ غلام
غیر سے کیا جام ای ساقی کوثر مانگتا

۶۵ ۱۵

اولٹی ہوتی جو دعا مین تیرہ قسمت مانگتا
داغ دیتا آسمان گر شمع تربت مانگتا

ہون مین مضطر سنکی نالہ صور سے اللہ سے
منہ چہپا لینے کو دامان قیامت مانگتا

کچہہ تو رہتا اتحاد جور قاتل بعد مرگ
کاش آب تیغ سے غسل میت مانگتا

ہون وہ ایذا آشنا پاتا اگر دل مین جگہہ
اور بہی اسد سے اک داغ حسرت مانگتا

ہمت دیوانگی ہنستی وگرنہ مرکے مین
خاک اڑانی کو بیابان قیامت مانگتا

رکہہ لیا شرم گنہگاری نی پردہ شکر ہے
اہل محشر سنکے ہنستی گر مین جنت مانگتا

آگیا کچہہ پاس ورنہ حشر مین اے دوست تو
داد کہانی کو تری دشمن کی صورت مانگتا

صورت تصویر مین تا ہون شکل آئینہ جہان
کیا طلسمے گہر مین ہوکر غیر حیرت مانگتا

اسقدر محروم قسمت تہا کہ ہو جاتا لہو
شیر دایہ سے جو ہنگام رضاعت مانگتا

بڑہنی دیتا کب مجہی ویران نصیبی کا اثر
گور کہود لی آسمان سے گر عمارت مانگتا

پیشتر کہنی سے تو منکر ہوا اب کیا کہون
غیر جو کچہہ مانگتا ہے بیمروت مانگتا

گر نہ محروم اثر ہوتی دعا میری تو مین
تازہ تہانی کی لیی کچہہ اور طاقت مانگتا

کچہہ سمجہکر صورت نقش قدم افتادہ ہون
خاک مین گردون ملا دیتا جو رفعت مانگتا

ہوتا وہ عاشق گر خدا دیتا تو مین دنیا سے
پیار کرنی کی لیی اک حورِ جنت مانگتا

۶۹

تہا حبابِ بحر ای تسلیم جورِ چرخ سے
کیا مین اس طوفان مین دم لینی کی رخصت مانگتا

یادِ چشمِ بتِ عیار نے سونے ندیا
عمر بہر فتنۂ بیدار نے سونے ندیا

چشمِ روزن نے جو دیکہا اوسے شب بہر مجکو
غیرتِ عشقِ فسونکاری نے سونے ندیا

رات بہر خفتہ نصیبی سے ہی اشکِ روان
گردشِ کوکبِ سیّارہ نے سونے ندیا

روزِ محشر کی دعائین تہِ مدفن مانگین
مرکی بہی وعدۂ دیدار نے سونے ندیا

مرگ کی نیند مین بہی آنکہ نہ جہپکی دم بہر
اضطرابِ دلِ بیمار نے سونے ندیا

نیند صیاد کو آئے نہ پہڑکنی سے مری
وحشتِ تازہ گرفتاری نے سونے ندیا

کہین سحر تک غمِ جانان سے خیالی باتین
داستانِ دلِ بیمار نے سونے ندیا

ہجر مین اور بہی بیچین ہوا تسکین سے
ایکدم ناصحِ غمخوار نے سونے ندیا

شکلِ تصویر نہ جہپکی شبِ وصلت مین پلک
صبح تک لذتِ دیدار نے سونے ندیا

کیا مزا اکٹ تہی کہ اوس بت کو سحر تک تسلیم
خلشِ رشتۂ زنار نے سونے ندیا

جان ہی لیکے سرِ تیر جگر سے نکلا
تیر امہمان مجہی لوٹ کی گہر سے نکلا

تنگ آیا ہون وطن سے مین شررکیصورت
پہر نہ آؤن گا نظر جسگہڑی گہر سے نکلا

واہ رے شورِ جنون دیکہنی دوڑا عالم
فتنۂ حشر ہوا ساتہ جدہر سے نکلا

بوسہ للہ دیا اوسنے زبردستی سے
خیر کا کام جو نکلا بہی تو شر سے نکلا

بدگمانی کو نہ کیون ملہمِ غیبی مین کہون
غیر کا خط مری قاصد کی کمر سے نکلا

داغِ امید جوانی دمِ پیری چمکا
لو سرِ شام گریبانِ سحر سے نکلا

داغ لاکھون دلِ فرقت میں گئی اے تسلیم
کوئی ارمان نہ اوس شکلِ تبسم سے نکلا

ہوا کم کسی تدبیر سے چکر میرا
جب تھکی پائے جنون پھرنے لگا سر میرا

جیسی کی دل میں تمنا ہی ایجاب معلوم
تھے آتی اسی ہو نہ ایسا ہی مقدر میرا

کیون نہ پامال کہی پستیِ طالع مجکو
ذرۂ خاکِ گذرگاہ ہے اختر میرا

شوکتِ شورِ جنون نے وہ ندامت بخشی
چھپ رہا دیکھ کی مُنہ فتنۂ محشر میرا

کیون سُناتا وہ ستمگر مجھی باتین تسلیم
میری کہنی میں جو ہوتا دلِ مضطر میرا

قیس کیا فرہاد بھی محوِ دل افگاری رہا
سکۂ داغِ جنون ہر وقت مین جاری رہا

حوصلہ کوئی نہ دل تنگ تنفلسی ہی آسکا
پارسائی کا سبب احسانِ ناداری رہا

لاکھ واعظ نے کہا توبہ نکرنی تھی نکی
مرگیا لیکن وہی پاسِ گنہگاری رہا

اوسکی کوچے میں پڑا ہون صورتِ نقشِ قدم
خاک مین ملکر بھی ذوقِ ناز برداری رہا

رو کی بھی تھم سا گئی آنسو کو ہم مثلِ حباب
دیدۂ تر کو ہمیشہ عذرِ ناداری رہا

اٹھ اک آفت لگا لایا کیا تسلیم
مین دلِ ناداں کی ہاتھون عمر بھر آری رہا

بھولی ہی بھی نہ جانبِ اغیار دیکھنا
شرطِ وفا یہی ہی خبردار دیکھنا

تاثیرِ جذبِ شوقِ زلیخا ہی گر تجھے
یوسف کو ایک دن سرِ بازار دیکھنا

مانندِ شمع بیٹھ کے طی کی رہِ عدم
یارو یہ معجزہ ہی کہ رفتار دیکھنا

اللہ اس قدر نہ پھڑکنا کہ جل بجھون
میری طرف تو گرمی بازار دیکھنا

کہتی ہی روح دل سی دم نزع ہوشیار
ہم تو عدم کو جاتے ہین گھر بار دیکھنا

یون ہین سحر کرون نہ اگر رخ کی یاد مین
صورت نہ پھر دکھی تو شب تار دیکھنا

اللہ ری اضطراب تمنای دید یار
فرصت مین اک نگاہ کی سو بار دیکھنا

میری خطا نہین ہی خدایا جو کچھ کہون
پھر دیکھتا ہی زاہد مکار دیکھنا

موسی کی طرح کیا ارنی شوق مین کہون
لازم ہے پہلے طاقت دیدار دیکھنا

کافر ہین عشق زلف محمد کی روز حشر
جنت مین ہونگی ہم سے سیہ کار دیکھنا

تسلیم روی یار کو حسرت کی آنکھ سے
اچھا نہین ہے شوق مین ہر بار دیکھنا

عدم کو دوش عزیزان پہ تا مزار آیا
خدا کی شان پیادہ گیا سوار آیا

تمہاری دید کو کوی رقیب مین شبکو
ہزار بار گیا مین ہزار بار آیا

بہ رنگ کشتۂ سیماب جبین مر کی بلا
قرار ہے مجھے آیا تو کیا قرار آیا

وصال و ہجر سی غافل ہان دم بھر دل
جو اضطراب تمنا گیا قرار آیا

سنا رہی ہی بہ تنگ کی یہ گرانجانی
کہان کی خنجر بیداد ہم گلے کا ہار آیا

قفس مین داغ جتا ہی گل سی ہونگی
نہ دو نوید مجھے موسم بہار آیا

ہم اس چمن مین ہین اہل شاخ خشک سے
ہری ہوئی نہ کسی روز برگ و بار آیا

جلایا دوست نے مجکو یہ سرد مہری سے
کہ دشمنون کو مری جاڑے ہی بخار آیا

بتون سے پاکی وفا اب یقین ہوا تسلیم
ہماری کہنی سی تم کو نہ اعتبار آیا

اوج فرما حسن ہے وہی غیرت گل ہو گیا — آسمان پر مرغ زرین بال بلبل ہو گیا

لا چکی تھی تیغ بہر قتل لیکن وا ہی بخت — کہدیا کچھ ناز نے پھر کچھ تامل ہو گیا

مرگئی ہم نوجوانی مین اسیر دام زلف — شام سی اپنا چراغ زندگی گل ہو گیا

بی تری گلگشت گلشن نظر آیا مجھے ماتمکدہ — دود واہ بیکسان ہر برگ سنبل ہو گیا

جیتی جی بیتابی دل سی یہ کب امید تھی — ای اجل صدقی تری کچھ تو تحمل ہو گیا

دیکھکر اوس نونہال حسن کے شادابیان — رنگ روی گل چمن مین پیش بلبل ہو گیا

لوٹتا ہی بیٹھکر مسجد مین زاہد خلق کو — دست دزدان حرم پا ہی توکل ہو گیا

بیعت پیر مغان مین آگئی تسلیم آج
سنکی قلقل توبہ صد سلسلہ کا قل ہو گیا

گلہ کیا عشق مین تکلیف یا آرام ہوتا تھا — ہوا جو کچھ مری قسمت مین ای گلفام ہوتا تھا

ہوا ہی بوسۂ لبہای میگون تھی اگر ای گل — تو موج بادہ ہوتا تھا کبھی یا جام ہوتا تھا

شکایت کیا مجھی بیرحمی صیاد ظالم سی — مری تقدیر مین اکدن اسیر دام ہوتا تھا

کوئی تو چین پاتا آگہی ہم بہر ملک فانی سی — تجھی ای ظلمت مدفن شب آرام ہوتا تھا

نگین نقش کی صورت نہ کیونکر غیر سی ملتے — کہ اونکی روسیاہی مین ہمارا نام ہوتا تھا

جنون مین کیون نہ قسمت دے ہی سی کعبی کو لیجاتے — کہ ٹکڑے ٹکڑے اپنا جامۂ احرام ہوتا تھا

گلہ کیا وہ نہ آئی گل کی عدی پر اگر ٹالا — انھین ناکامیون مین آج اپنا کام ہوتا تھا

جو تھی منظور خاطر عندلیب روح مضطر کی — رگ گل تجھکو چندی ہای رگ اندام ہوتا تھا

وہ پشت مہر و مہ بالین پہ آیا نزع مین شاید — چراغ صبح کو میری چراغ شام ہوتا تھا

وہ کچھ ملک عدم سی پھر نہ آنا بات ہے جاتی — شریک مست جا شق تمہین ہمگام ہوتا تھا

مری پہلو سے وہ کیونکر نجاتی یا بس غیروں کے | کسی جا عید ہوتی تھی کہیں کہرام ہوتا تھا

ملا کر خاک مین تسلیم کو تا حق پشیمان ہی
یہی اے چرخ میرا ایک دن انجام ہوتا تھا

مرگی بھی باقی ہی جکر میری مشتِ خاک کا
مین وہ رندِ بادہ پیما تھا کہ میری قبر پر
چھو گیا ہی کس چمن آرا کی پیراہن ہی آج
وقتِ طفلی روتی ہین سوائی پیری کو ہم
بوئی گل ہمن رکہتی ہی بی رنگی مجکو یہان
ظلم سی تو بنکر برباد ہون ای آسمان
نیستی ہستی ہی فرصت وہ نو عالم مین تہے

ہر بگولی مین ہی عالم گنبدِ افلاک کا
شامیانی کی عوض سایہ ہی نخلِ تاک کا
دی رہا ہی بوئی گل دامن ہماری خاک کا
شام سی ماتم ہی یان صبح گریبان چاک کا
میری عریانی اوٹھائی ناز کیا پوشاک کا
خاک مین ملنا ابھی باقی ہی میری خاک کا
حشر تک بگڑا بنا پتلا ہماری خاک کا

برق جب چمکی ہی تسلیم سمجھی دل مین ہم
اک شرر یہ بھی ہی اپنی آہِ آتشناک کا

جو ٹوٹی آبلۂ دل تو چشم تر کرنا
وہ کہتے ہین یہان افسانۂ الم نکہو
ہماری لاش کو تنہا نچھوڑنا شب مرگ
مین گہورتا ہون جسے بدگمان نہین ہوتا
عجب ہی کیون اثرِ نالۂ حزین ہی مرے

ہمین ہی گریۂ بیچار سے خبر کرنا
تم اپنے گھر گلۂ بخت عمر بھر کرنا
سرہانے بیٹھکے ای بیکسی سحر کرنا
مرا ہی صورتِ آئینہ ہی نظر کرنا
تمہارے یاد سے سیکھا دلون مین گھر کرنا

خدا کیواسطے تڑپو نہ اِس قدر تسلیم
ابھی ہی شامِ جدائی تمہین سحر کرنا

دشمنِ جان وحشت مین ہر ناتوان ہو جای گا ذرہ ریگِ پریدہ آسمان ہو جای گا

تیر کہا کر ہم کرین گی شکر قاتل کا ادا زخم تن ہو گا دہان پیکان زبان ہو جای گا

لطف مین بیداد نی دشنوا جیسا کر دیا ہای کیا ہو گا جو تو نا مہربان ہو جای گا

اسقدر گہبرا نہ ای دل آ ئی دی خط یار کا جو لکہا ہو گا مقدر کا عیان ہو جای گا

کثرتِ گریہ بہا لیجای گی اکدن ہمین بستر اپنا چادرِ آبِ روان ہو جای گا

وایِ قسمت برق بہی گرتی ہی ناحق ظلم کم نہیں ہم یہ سمجہی تہی کہ روشن کچہہ مکان ہو جای گا

خط نکل آئی گا اکدن روی آتشناک پر شعلہ بہی میری ولانی کو دہوان ہو جای گا

شوق کا ایسا ہی ہی پیکان کو دلِ بسمل نچہوڑ بدگمانی کہہ رہی ہی رازدان ہو جای گا

کچہہ سمجہکر دل دیا تہا بیوفا کو وای بخت کیا خبر تہی یون نصیبِ دشمنان ہو جای گا

دیکہہ پہلی کاروانی جسطرح ہین آج خاک ایکدن تو بہی غبارِ کاروان ہو جای گا

نه — رہنی دو تسلیم چندی بتکدی مین کیا
شیخ بہی اک بندۂ پیرِ مغان ہو جای گا — ه

بوسے لیکر نیلا روی ارغوانی کر دیا آج ہمنے گل چراغِ لن ترانے کر دیا

کل پہری کا سامنا ہی آج بہی صیاد نے بند اسیرانِ قفس کا دانہ پانی کر دیا

بہہ خرابانی کو واعظ پاسِ تقویٰ کہان مدتین گذرین کہ نذرِ نوجوانی کر دیا

کیا کرون کیونکر حسینون پر نہ مین مرتا رہون موت کو میری خدا نی زندگانی کر دیا

اسقدر تسلیم لکہا شوریدگی کا حال
یک قلم نامے کو دیوانِ فغانی کر دیا

ہی ہمی کثرت و وحدت کی ای یار جدا جس طرح بانگِ درا ساتہ نہ زنہار جدا

مر گئی ہی زیر لحد چشم تمنا ہے کھلے
ہو گئی مجھسے مری حسرت دیدار جدا

ہای کس کسکو مناؤن نہیں گر کتا کوئی
ہٹ پہ نالہ ہی جدا آہ شرربار جدا

وہ جگر سوز عنادل ہی یہ سوز جہان
آتش گل ہی جدا آتش رخسار جدا

مجکو بیدل نہیں منظور جہان مین رہنا
بیٹھہ پہلو سی مری اوبت عیار جدا

ایک تو سوز جگر سی مجھی جینا ہی محال
پھونکی دیتی ہی تری گرمی بازار جدا

۱۲	ضعف نی صورت تصویر بنایا تسلیم لب سی لب ہو نہیں سکتی دم گفتار جدا	۱۰

ہر سحر خلوت مین میری اک نیا ماتم ہوا
شمع کشتہ کا مجھے اپنی برابر غم ہوا

غم کی نیرنگی نہی ہیار کچھہ عجب عالم ہوا
بنگیا فریاد جو کچھنے کی قابل دم ہوا

گریۂ پیہم سی خالی مین نہ کوئی دم ہوا
خون رویا جس گھڑی اشکون کا آنا کم ہوا

تہا وہ محزون عمر بھر محروم عشرت ہی رہا
یاد جب آیا تو ناکامی کا اپنی غم ہوا

کسنے چھیڑا اونکی زلفونکو جو بیدل آج کے
سلسلہ تار نفس کا خود بخود برہم ہوا

ہمنی طی کی راہ استقبال پیری کی بل
سرو سا قد مثل شاخ بید مجنون خم ہوا

درد مندان ازل کا غیب سے دیکھا علاج
پنبۂ زخم گل تر غنچہ و شبنم ہوا

چشم تر مین کیا کرون بیمائگی قسمت میری ہے
نوح کا طوفان ملا رونی کو یہی کم ہوا

حور کا چہرہ سراپا مین پری کی شوخیان
مجکو حیرت ہی کہ تو کیونکر بنی آدم ہوا

۱۲	مے کی پیتی ہی وہ عالم کی حقیقت کھل گئی ایک ساغر مین دل تسلیم جام جم ہوا	۱۹

گلہ کیا دل مین آخر کچھہ نہ کچھہ ای دل بہرہ ہوتا
اگر حسرت نہ ہوتی کوئی اعجاز آرزو

ہوا بی پردہ رازِ عشق تیری جستجو کرنی ہی
نہ گھر میں بیٹھتا چپکے نہ رسوا کو بکو ہوتا

دکھاتی گر محبت ہجر میں تاثیرِ نیرنگے
ہر آنسو آتی تا سرِ مژگان لہو ہوتا

غلط ہی جذبِ الفت کا فسانہ ورنہ بی دیدہ
گریزاں ہی جو مجھسی آج بیٹھا روبرو ہوتا

نہ تھا بیوجہ رکنا سوزنِ مژگانِ بلبل کا
ہزاروں زخم نو ہوتی جو زخمِ گل رفو ہوتا

دلوں میں حشر برپا ہی یہ عشقِ غائبانہ سے
نہیں معلوم کیا ہوتا اگر وہ روبرو ہوتا

گنہگاروں کو ای واعظ نکر مایوس جنت سے
یہ سچ ہوتا تو کیوں قرآن میں لاتقنطو ہوتا

گرانا ضعف کا کوچے میں اوسکی ہیں حکمت سے
پھراتی گردشِ تقدیر نامِ جستجو ہوتا

تماشا دیکھتے گر دیدۂ عبرت سے گلشن کا
بجای اشکِ حسرت چشمِ بلبل میں لہو ہوتا

یہ حسن و عشق کی ہی دوست سب نیرنگ ہیں ورنہ
نہ تو ہوتا نہ میں ہوتا نہ میں ہوتا نہ تو ہوتا

سنائی لن ترانی گر بہ پیشِ موسی کیا حاصل
مزہ جب تھا کہ میری طرح تو بھی روبرو ہوتا

مقدر میں لکھی ہی تشنہ جانی ورنہ ای قاتل
کبھی تو میہمانِ آبِ خنجر یہ گلو ہوتا

یہیں بیداد کرتا لی گیا کیوں ساتھ وہ ظالم
جو ہونا تھا دلِ مضطر پہ میری روبرو ہوتا

نہ کیونکر آئی رونا کشتۂ دل کی شوربختی پہ
کبھی تو پھولتا پھلتا جو نخلِ آرزو ہوتا

محبت میں یہ بیرحمی کہ جیتا ہو گیا مشکل
خدا نا کردہ کیا ہوتا جو وہ کافر عدو ہوتا

زبانِ نیشتر کیوں ہو سو کہتی ہیں تشنہ جانی سے
رگِ سودا میں ای فصاد اگر باقی لہو ہوتا

امیدِ لطف سب کیا جھک کی ملتا اہلِ دولت سے
میں کیونکر آبرو کی واسطی بی آبرو ہوتا

کتابوں کی غرض لازم تھا اس سے سماعت میں واعظ
کوئی پہلو میں خم ہوتا نہ خم ہوتا سبو ہوتا

لگا لیتا گلی اوسکو کسی صورت نہانی میں
نہوتا کاش میں تسلیم موجِ آبجو ہوتا

کیا پوچھتے ہو عشق مین کیا فایدا ہوا
آیا ہی خط جواب مین پرزی اوڑا ہوا
کیون سنکی ذکر غیر جبین پر شکن پڑے
دیتا فریب کیا مجھی واعظ بہشت کا
آئی لحد پہ وہ بھی نہین اب ہی ہی امید
شکر جفای یار سی فرصت کہان نصیب
مدت کے بعد سنکی وہ غمگین ہوئی تو ہون
سو سو لگاؤ تھین ہین شب وعدہ یکہنا
پایا عدو بھی خانہ دلدار کا پتا

اک داغ دل ہی وہ بھی تمہارا دیا ہوا
پڑہتا ہون مین نصیب کا اپنی لکہا ہوا
کیا یہ بھی میری بخت نکونکا گلا ہوا
مین رند بادہ کش نہوا پارسا ہوا
اچھا ہوا مریض محبت برا ہوا
جلتا ادا کیا اسی او تنا قضا ہوا
اتنا اثر فغان مین ہوا ہی تو کیا ہوا
سرمہ ہی چشم یار پہ کیا ہی پسا ہوا
قسمت سی غول ہی خضر رہنما ہوا

۸۵
تسلیم کیا کہون بت نا آشنا کا حال
اغیار کا ہوا نہ ستمگر مرا ہوا

سمایا ہی نظر مین اسقدر عالم شب غم کا
او دا ہی چھا رہی ہی شعلہ دل جھلملاتا ہی
لہو حسرت سے رو دیتی ہین جب کر چارہ گر سنکر
کہون کیا پستی طالع اگر بخشی بلندی ہے
بدل سکتی نہین خلقت کسی کی پاک طینت سے

کہ اپنی صبح عشرت پر گمان ہی شام ماتم کا
مری واغون پہ جوبن ہی چراغ شام ماتم کا
مری زخمون کو طعنہ ہو گیا ہی نام مرہم کا
بنایا ظالمون نی سر کو میری تعبہ پرچم کا
کہ اب تک شور ہی پانی حرم مین چاہ زمزم کا

۸۶
کجی کا فر ادای تسلیم کیا کوئی مٹائے گا
نکل سکتا نہین شانی سی کبل گیسوی پر خم کا

خار حسرت دل مین تہا یا کوئی کانٹا ارمان کا
ٹکڑی ٹکڑی ہو گیا دامن اوبھکر آہ کا

سر جھکا لیتی ہین قدسی دیکھکر تعظیم کو — دل مرا گھر ہی کسی محبوب عالیجاہ کا

آبروے اہل زمین کی چرخ سی بچنی محال — دیکھہ سکتا ہی نہین وہ آب پانی چاہ کا

راحت دل ہی بطرح عشق مین تکلیف یار — سبزہ جنت ہی جو کانٹا ہی اپنی راہ کا

دونون عالم فتنہ شوخی سی ہین زیر و زبر — عرصہ محشر لقب ہی اوسکی بازیگاہ کا

[illegible] — مغ بچو آے دو گر تسلیم کے دیر مین
چاہنے والا ہی یہ سب ہے اک بت دلخواہ کا — [illegible]

کیا تجھسی کہون کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا — کچھہ تو سبب ایسا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

انصاف سے کہہ کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا — تو خود نہین سنتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

دشمن نے جو کچھہ بیٹھے کہا ہو تو کہا ہو — اب تو یہی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

تصویر ہون چپ کے مری ہستی کو سمجھہ لے — میرا یہی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

[illegible] کھلی ہین مری [illegible] لیکن — مجھسے یہی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جب [illegible] مطلب کے ادا ہون اوسی سی — منہ پھیر کی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

اغیار مین کیونکر کہون اوس سی لگی دل کی — تنہا کبھی ملتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جو چاہو کہو مین لب تصویر ہون ایجان — میرا یہی شیوا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

بھڑکا ہی غیر و نے خدا لاؤ نہین لاؤ — اتنا مجھی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیا عہد وفا کی رکھون بیرحم سی امید — ابتک یہی کہتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

ایسا کہو جیک جاہی مری غیر کے جھگڑا — یہ بھی کوئی کہنا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

کیون چپ رہون سنکی قیامت کا فسانہ — کیا دل کا بکھیڑا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

جھوٹا ہی عدو عاشق ناکام تمہارا — قرآن اوٹھاتا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

بیکار ہی تسلیم گلہ ترکِ سخن کا
کہنا وہ مرا کیا ہی کہ مین کچھہ نہین کہتا

:

۱۷ — **ردیف بای موحدہ** — ۵۸

دردمندون کی نہین تقدیر مین ہوتا شباب
کوئی طفلِ اشکِ محرومی نہ پہنچا تا شباب

پارسائی ہو چکے آؤ نکالین حسرتین
خاک مین ناحق ملاتی ہو مرا اپنا شباب

کم سنی مین ملکی منہ دیکھی ان پہ لاتی ہین ہمین
دیکھی کیا رنگ لاتا ہی ابھی اونکا شباب

دیکھتی ہین جب کسی غنچہ کی اٹکھیلیان
داغ دی جاتا ہی لو آکر ہمین اپنا شباب

تم تو کیا ہو صورتِ یعقوب سو شمع و چمن
ہمنے دیکھا ہی نہین آنکھون سے یوسف کا شباب

دل مین جب تک ولولی تہی کیا مہینون کے ناصحا
دیکھہ میری نوجوانی یاد کر اپنا شباب

آئی تہی قسمت کو رونی مثلِ شبنم رو چلے
پوچھتی ہو کیا ہماری نوجوانی کیا شباب

کچھہ سمجھکر جمع کین تہین دل مین آتی حسرتین
کیا خبر تہی داغ دی جائیگا یون اپنا شباب

اب تمنا کی تمنا ای دلِ ناکام کیون
ہو گئی رخصت جوانی دے گیا دہوکا شباب

روتی گذری عمر مثلِ شمع کیا ہمکو خبر
کسکو کہتی ہین جوانی جوش کیا کیسا شباب

مل گئی جب خاک مین ثابت ہے اسے خاک تہا
کیا بڑہاپا کیا لڑکپن کیا جوانی کیا شباب

بیخودی ہی جب کہلین آنکھین نظر آیا کچہہ نظر
کیا کوئی تہا نکہتِ بادہ کا جہونکا شباب

وقتِ مشکل خود غرض دیتی نہین ہمدم کا ساتھ
آرزوئین میری گھٹ گئین دل مین کیا تہا شباب

کیسے کیسے جوش کیا کیا امڈ ان اوٹھتی ہی موج
ولولی کر دیتا ہی پیدا عالمِ دریا شباب

بیخودی حسرت تمنا ولولہ وحشت جنون
سو طرح کی آفتین اک جان پر لایا شباب

آج یہ عالم ہی کیا ہوتی ہو گی شوخیِ ناز
جب وہ تسلیم چرخِ پیر کا ہوگا شباب

چھوڑ کر آپ کو کیا خاک ہون عالم مین
ایک تم ہی جو نہین کار تو بیکار ہین سب

شرر آہ و فغان شعلۂ دود و شب دو
شام ہی سے صفت کوکب سیار ہین سب

ان حسینون سے ہی عہد و وفا کی امید
فتنہ پرداز ہین عیار ہین مکار ہین سب

نہ رہا مشغلۂ آہ و فغان بھی تسلیم
آج کس فکر مین مرغان گرفتار ہین سب

٩٢ ١١

اک طرف نالان ہین ہم اک سو فغان عندلیب
آج ہو جائیگا گلچین امتحان عندلیب

سنتی ہوتی گوش گل گر داستان عندلیب
جا ہی سبزہ باغ مین اوگتی زبان عندلیب

کیا طراوت خیز ہی ابکی برس جوش بہار
ہو رہا ہی سبز خار آشیان عندلیب

فرصت مشق فغان کی ان نہایت کم سے ہے
آشنا نالو سے ہو کیونکر زبان عندلیب

خود بخود گل کا گریبان ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا
سن لیا کیا آج کچھ راز نہان عندلیب

قید ہوتی ہی مگر صیاد ویران آشیان
رہنی دی دو چار دن باقی نشان عندلیب

تنگی کنج قفس رنج اسیری داغ گل
اتنی سامان ستم اور ایک جان عندلیب

منہ نکھلوایا سوال آب و دانہ نی کبھی
شکر ہی ہونی نپائی کسر شان عندلیب

باغبان گر یون نہین امید اثر ہی الغضب
آسمان سر پر اوٹھا لیگی فغان عندلیب

باغ سارا سرخ کر دیگی برنگ ارغوان
گر سلامت ہے چشم خونفشان عندلیب

نغمہ سنجی آ گئی فیض نالہ تسلیم سے
ورنہ کیا تھی باغبان پہلی زبان عندلیب

٩٣ ١٠

ہو گئے مست رہین جام آب شراب
پئین ہم رند بیحساب شراب

پی رہی بزم عیش مین ساقی
شیشے چھالی ہین خون ناب شراب

رند ہون چاہیے پسِ مردن — غسلِ میت کو جای آبِ شراب
زاہدا میکدی سے کر پرہیز — زہد کو کرتے ہے خراب شراب
رات دن عکسِ روی روشن سے — ماہ ساغر ہی آفتاب شراب
بند آنکھین ہین جوشِ مستی مین — ہوگیا عالمِ شباب شراب

دہر مین کہانے پینے کو تسلیم
چاہتا ہون فقط کباب شراب

۹۴ ## ردیف بای فارسی ۹

مل گئی خاک مین پامالِ ستم آپ سی آپ — مٹ گئی ہم صفتِ نقشِ قدم آپ سی آپ
آنی والی ہی مقرر کوئی آفت دلپر — آج گہبراتا ہی کچھ سینی مین دم آپ سی آپ
تہی وہ مشتاقِ اسیری کہ اسیری کی لیے — بڑھ گئی جانبِ زنجیر قدم آپ سی آپ
لاکہون صدمی جو اوٹہائی نہین جیتی ہون — بڑھ گئی آپ کی یہ مشقِ ستم آپ سی آپ
مین تو شکوہ بہی نہین صبحِ طرب سی کرتا — منہ چہپا لیتی ہی شامِ شبِ غم آپ سی آپ

کس لیی پوچھتی ہو رازِ محبت تسلیم
بات جو ہوتی ہی کہدیتی ہین ہم آپ سی آپ

۹۵ ## ردیف تای فوقانی ۳

اوٹہگیا باغسی کیا وہ گلِ تر آج کی رات — کفِ افسوس ہی ہر برگِ شجر آج کی رات
میری پہلو مین ہی وہ رشکِ قمر آج کی رات — جا دلِ غیر مین ای داغِ جگر آج کی رات
خبرِ ہجرِ غریبان نی گلا گہونٹا ہے — کیسے خاموش ہین مرغانِ سحر آج کی رات
وصل مین دیدۂ غماز کا ہوتا ہی گمان — بند کیونکر نکرون روزنِ در آج کی رات

ابتو غمخوار ہی بالین پہ نہین قسمت سی
بیکسی کس سے کہون دردِ جگر آج کی رات

مین نے مانا کہ ہوا دن بہی وہ آئی بہی مگر
چارہ گر کسکو ہی امیدِ سحر آج کی رات

کیون عبث مرتی ہی نہ سحر چاک گریبان آئی
لی گئی تھی مری مرنی کی خبر آج کی رات

رو کے سنتا ہون تقاضای اجل کی طعنے
مجکو مرجانی دو اُٹھی ہی دردِ جگر آج کی رات

نیند ہی آتی ہی مجکو نہ اجل آتی ہے
تیرہ بختی سی ادہر ہونا اودہر آج کی رات

سامنی یار کی کیون آنکہ سی ٹپکی آنسو
گرگئی میری نظر سی یہ گہر آج کی رات

آپ آتا ہی نہ تو پاس بلاتا ہی مجھے
بیوفا کیا ہی تجہی مدِ نظر آج کی رات

ہجر مین کس سی نباہی گی وفا کی شرطین
بیکسی ہوگی ادہر تو کہ اودہر آج کی رات

کس طرح وصل مین رہتا ہی نظر سی پنہان
ہم تجہی دیکہتی ہین موی کمر آج کی رات

وعدہ کرتی ہو اگر چار پہر رہنے کا
بہول جاتا نہ کہین کل کی سحر آج کی رات

کچہ اجل سے گلہ روزِ مصیبت کے لون
اتنی فرصت دے مجہی سوزِ جگر آج کی رات

آنی والا ہی کوئی پردہ نشین بالین پر
بیخودی چاہیی تجہی بہی خبر آج کی رات

دن ہی بلبل یہ سرِ شور ہی اللہ کری
قفس تنگ مین ہو تجکو سحر آج کی رات

صبح ہونی دو ملائی گا نہ آنکہین وہ شوخ
اور مہمان ہی عنایت کی نظر آج کی رات

ہان وہی پہر خلش ای غم کہ ذرا دل بہلی
مشغلہ کوئی تو ہوتا بسحر آج کی رات

آہ کیا نالہ و فریاد و فغان کیا تسلیم
ایک مین ہم نہین باقی ہین اشر آج کی رات

۹۶ — ۱۷

خیالِ صبح کا دہڑکا تہا رات
بنے تہی طول مین زلفِ رسا رات

تپِ فرقت سے مثلِ شعلۂ شمع
برابر صبح تک بیٹہا و تہا رات

پری جو شرحِ جوانی سی ... ہوش | تو ... ہیں یا رات
قریب یاس ... اشرت سے | [illegible]
دریغ ای بیوفا کیا جان کرتا | تری ... کرتی تھی قمارات
چھپے دامن میں طفلِ اشک ڈر کر | ... تی ... رات
مقدر طالعِ دشمن کی صورت | ... ہے تو ای بیوفا رات
دہن نقطہ کمر تارِ نظر سے | بنا ہی ہیں ... کیسے مختصرات
خمِ شمشیر سے ہوتا ہی معلوم | بلای جان ہے دشمن کی ہلارات
لیے بوسے ہزاروں نی اجازت | رہا گستاخ کیا کیا حوصلارات
نہ آئے پردۂ مینا سے باہر | عروسِ مئی بنی ستھے پارسا رات
خیالِ بیکسی غمخوار سے دل | ہمیں کس کس کا تھا پاسِ ضارات
عدو سے چھپ کے آیا قبر پر کون | ہوئے ہمسایۂ بالِ ہما رات
بلای جان ہیں سب کس کو کہیے | حیا غمزہ ادا چشمک اشارات
تمنا دیکھتا اوسکے گلے سے | گریباں کی طرح لپٹا رہا رات
سحر کو وصل میں موتوں نی لی آہ | ہوی تم بیوفا نا آشنا رات

دعا ہے وصل میں دن بھر یہ تسلیم
نہ کہلائے جدا اسکے کی خدارات

۹ **ردیف تای ہندی** ۹

یکبار کی نقابِ رخ سی صنم اولٹ | موسی کی طرح جائی گا بیہوش ... اولٹ
کیا سوچتا ہی مرگ کا جھگڑا مٹا ہی دے | خنجر لی آستین کو اوپر ستم اولٹ

ایسی لیے نہیں ہین تجھ سے ہم ناتوان / نالون سے آسمان نہین سکتی ہم الٹ

کافر سیاہ زلف رخ پاک سے ہٹا / دیکھین خدا کی گھر کو حجاب حرم الٹ

میرا فسانہ صفحۂ کونین مین نہین / گردان نہ ہر وسے کی ورق مبہم الٹ

برگشتہ قسمتی سے جو ہمسری تو جی ڈوبون / جاتی سے بقا میں راہِ عدم الٹ

شامِ شبِ فراق سحر ہو گی کس طرح / دل کو مری ابھی سے نہ او آہ غم الٹ

ہو جائی اپنی تاب نظر کا ابھی امتحان / اچھا ابھی سے تو نقاب او صنم الٹ

گردش کمان کی سے ہی وہ افتادہ خاک ہے
تسلیم کو نہ صورت نقش قدم الٹ

۹۸ — ۹ س

آ سنگ اس طرف سے گر نظر لی تجھ پلٹ / مین یہ سمجھون میری افسون سے وفا با پلٹ

با وفا تجھ کو ہنسیں گے رو وتا قسمت کو ہین / عہد و پیمان سے اپنی اب بت بدخو پلٹ

بار آیا ہے دل مضطر رفاقت سے تری / چھوڑ میرا ساتھ جا ملک عدم کی سو پلٹ

ہنستے ہین کچھ نہ ہم تو بس جیتا ہی کہان / بانکپن کا اپنی صدقہ ای بت بد خو پلٹ

دل پہ کیا گذری کہی آپ دیدہ اس قدر / آ کی مژگان تک گئی آنسو پھر آنسو پلٹ

جی اوٹھو گلی مین لگا لی ہی گل تر تو گلے / عمر رفتہ آئی کی پاکر تری خوشبو پلٹ

صبر کر اتنا کہ فرصت پا کی یون سے ادھر / آئی ایدل لیکی ساقی ساغر مملو پلٹ

پھر ادب کر دل کعبہ ہی بتخانہ نہیں / اوٹھی پاؤن تو یہان سے جائی سرگیسو پلٹ

چارۂ تعقیب ای تسلیم سمین ہو چکا
اپنی تو نا نو بدل مضمون کی یا پہلو پلٹ

۹۹ — س۹

ردیف ثای مثلثہ

خاک مین جب مل گئی یہ جلوۂ تزئین عبث
گل عبث چادر عبث شمعِ سر بالین عبث

مجھ مین کیا باقی رہا جینی کی ہو جس سی امید
چارہ گر درمان سی اب ہاتھ اوٹھا تسکین عبث

رنج و راحت عشقِ لیلیٰ مین وہ دونون تھی ایک
کھینچتی ہین قیس کی تصویر کو غمگین عبث

دیتی ہی تعلیمِ ماتم دیکھہ تو کس رنگ سی
تلخیِ فرہاد کو سمجھی ہوا ہی شیرین عبث

بلبل و صیاد کی جھگڑی مین دخلِ غیر کیا
بیٹھے بیٹھے بول اوٹھتا ہی تو ای گلچین عبث

فرق لائی ہی مثالی مین تری صورت سی
آئنی سی بدگمانی ہی بتِ خود بین عبث

گلشنِ عالم مین عمرِ ہستی مری بیکار ہی
جس طرح سی تیری محفل مین گلِ قالین عبث

نزع مین بھی ہر سرِ مو ہی بیانِ فکرِ دوست
کیون احبا پڑھتی ہین بیٹھی ہی تلقین عبث

تمت

میری شعرون مین کہان تسلیم جای اعتراض
دیکھتا ہی نقطہ نقطہ دیدۂ بدبین عبث

۹

بھول کر آئی ہین وہ آج اِدہر کیا باعث
پوچھتی ہین مرا اک اک سی کہ کیا باعث

چارہ گر کوئی دوا کی نہ مداوا نہ علاج
نہ ہو بہبود آج بھی کم دردِ جگر کیا باعث

مر گیا شب کو ترا بیسر و سامان سی نہ
ٹکڑی ٹکڑی ہی گریبانِ سحر کیا باعث

بدگمان ہی مین بھی کچھ جو نہین سی ظالم
جھینپی جاتی ہی تری آج نظر کیا باعث

زلفین کھولی ہوئی رات بہر کرتی ہو
تمکو مطلق نہ رہا پاسِ کمر کیا باعث

کیا مین غربت سی وطن کو نہ پھرون گا زندہ
لپٹی جاتی ہی مجھی گردِ سفر کیا باعث

کچھ نہ پوچھو صفتِ نقشِ قدم بیٹھہ کی ہم
خاک اوڑاتی ہین سرِ راہگذر کیا باعث

ہای کوئی تو خبر لو کہ مرا دل ٹھہرے
ناصح آیا نہین وہ بھی اِدہر کیا باعث

پوچھتی ہی ہو تسلیم پریشانی کا مزاج
آج تک اپنی نہین تمکو خبر کیا باعث

۱۰۱

ردیف جیم تازی

۹۰

ہوش کیسا ضبط کیا جاتا رہا اگلا مزاج
چارہ گر آ کر خبر لی پھر مرا بگڑا مزاج

ہر رگ آزردہ وہ خفا قاتل کشیدہ تیغِ تیز
دیکھتی ہین وقتِ آخر آہ کس کس کا مزاج

زلف لائی پیچ مین یا چشم دی تیری فریب
عاشقِ جانباز ہون کہتا ہون مین سیدھا مزاج

وہ سبک روحِ جہان ہون آپ سی ہنستی نہین
بوی گلِ ہون گل کا بھی پہچانا نہین جاتا مزاج

گرد گداتی ہی بحد پایت بھی کرتا نہین
خاک سی کرتا ہی کیا کیا خاک کا پتلا مزاج

ہون یہ حیران کیون جلاتا ہی غمِ حسنِ صبیح
سرد ہی کافور کا لکھا ہوا دیکھا مزاج

ایک ساعت مین بدلتا ہی ہزارون رنگ یہ
ہی زمانہ بھی کسی محبوب کا گویا مزاج

سنتے ہی حرفِ سوالِ بوسہ بگڑا ہی اس قدر
واہ وا اے جانِ جان بس آپکا دیکھا مزاج

بیزری ہی زرد رو ہوتا ہی انسان دہر مین
پوچھتا ہی کون اے تسلیم مفلس کا مزاج

۱۰۲

۱۰۳

وصل کی شب او لئی شکوی تو زبان پر لا نہ آج
او بت کافر خدا کو مان منہ کھلوا نہ آج

خون مین لاتا ہی شب تکلیف مین سامانِ عیش
ساقیا دکھلا مجھی شکلِ می و مینا نہ آج

ای دلِ کم حوصلہ کیون چھیڑتی ہی آہ و یا
ناز بھی کیا بارِ احسان تہا کہ جو اوٹھا نہ آج

جی بہل آتا ہی سو لیتی ہی دم بہر بین
ناصحِ مشفق مجھی للہ تو سمجھا نہ آج

مر کی بلبل کو ملی ہر قیدِ ظالم سی نجات
اب گلچین کا خطر صیاد کا دہڑکا نہ آج

کھل گئین آنکھین سرشکِ گرم کی تاثیر
عالمِ رویا مین بھی جی کھول کر سویا نہ آج

جس طرح ہوگا شبِ فرقت بسر کر لینگی ہم
وہ تو کب آتی ہین تو بھلا اے اجل آ نا آج

کھل گئی ہیا گئی دل کی شگافِ زخم سی
قطرۂ خون سمجھی تھی سو وہ بھی کچھ نکلا نہ آج

نالۂ زنجیر سی آگاہ کرنا ہی او نہین
کچھہ تو پردہ تہا جو اوس بت نے کیا پردا نہ آج

بیخبر سمجھا مجھی یا لَن ترانے کم ہو سئے
اسقدر ای ناتوانی پاون تو پہیلا نہ آج

قیسکا وزرسائی تہا سو ہمنی ای جنون
جانکر فالِ بون طوقِ گلو پہنا نہ آج

جو کیا سب یاد ہی تحریر کی حاجت نہین
نامۂ اعمال ہی کر تے کیجئے رسوا نہ آج

ہی یہ نفرت مجکو اپنے سے جو ہوتی ہو بہو
رنگ و میرا مری تصویر سی ملتا نہ آج

۱۳۳ | طرح مین ہی اک غزل تسلیم لکہنا چاہئی
خامۂ جادو بیان کو روکنا اصلا نہ آج | ۳۶

چاہیی مینای می کو سجدۂ شکرانہ آج
سر کی بل آتا ہی زاہد جانبِ میخانہ آج

کیا ہوا ایسی پلا دی ساقیِ مستانہ آج
عقل ستی ہین آشنا غفلت سے ہون بیگانہ آج

اپنی جوبن پہ ہنسا ہی آپ شمع خانہ آج
جنبشِ شعلہ ہی پر پروازِ پر پروانہ آج

خواب کیسا رات بہر رویا کیا سُن سُنکی یار
قصۂ مرگِ عدو سمجھا مرا افسانہ آج

رخصت ای واعظ مبارک قیدِ شرب آبکو
رکہتی ہی توبہ ہماری لغزشِ مستانہ آج

چہیڑتا ہی کس لیی ساقی خدا کی واسطی
چُوسنی دی ہمکو جی بہرکی لبِ پیمانہ آج

گورکن ہین منتظر بیکار رکہا ہی کفن
اب نکرای مرگ ہمسی نازِ معشوقانہ آج

دی جگہہ دل مین لحد نی اقربا رخصت ہوئی
اپنا بیگانہ ہوا اپنا ہوا بیگانہ آج

بیٹہتا ہی سر کو شعلہ روتی ہی شمع لگن
رونقِ بزمِ طرب ہی ماتمِ پروانہ آج

کل نگاہ منتظر ڈوبی ہوئی تہی جام مین
پہرتی ہی آنکہوں مین میری گردشِ پیمانہ آج

اسقدر چمکی ہی نخلِ آسمان سی مفلسے
شعلۂ فریادِ ناکامی ہی شمعِ خانہ آج

مرگئی ہی شاید بہڑک اوٹہی ہماری داغِ غل
سینۂ مدفن نظر آتا ہی آتشخانہ آج

دشت میں کس شکل لیلیٰ نی قدم رنجہ کیا
گھر ہلائی دیتی ہی دلچسپی ویرانہ آج

کیا کہوں ہی ظلمت شام جدائی کا فروغ
آفتاب صبح محشر ہی چراغ خانہ آج

جسکو دیکھا ایک نظر وو دو پھر آیا نہ ہوش
گردش چشم پری تھی گردش پیمانہ آج

پردۂ مینا سی کھینچا ہی تکلف شوق نی
دخت رز سی آنکھ ملتی ہی مع یارانہ آج

دیکھکر خنجر بکف مقتل میں اوس سفاک کو
اور کچھ سمجھا رہی ہی ہمت مردانہ آج

کوئی مژدہ لاتی ہم دل کا مقرر سا رہے
طفل اشک آتی ہیں گرمی پڑتی بیتابانہ آج

شانۂ صیاد میں کل ولولہ ملتا ہی کیا
آب و دانہ اشک کا ہی ہمکو آب و دانہ آج

پر بھی کیا کیا نہیں ہیں ہم گری کی یار کو
ہسطرح اولجھا ہی زلف پر شکن سی شانہ آج

آگیا جلسی میں شاید عدو شوخی کا خیال
پای بوس شمع محفل ہی ہر پروانہ آج

حشر تک رہتا ہی ماتم عاشقوں کا ہر میں
دل وہ کہا دیتا ہی کیا کیا قیس کا افسانہ آج

چھوڑ کر نا کام مجکو اوٹھ گیا پہلو سی کون
چشم حسرت بنگیا ہی روزن کاشانہ آج

بی تری آواز قلقل شور ماتم ہی مجھے
بنگیا ہی ایک چشم خونفشاں پیمانہ آج

عین مستی میں کل مخل ہوتا ہی اپنی عیش کا
توڑ دی واعظ کی سر سی شیشہ و پیمانہ آج

گر یہی ہی ہمت شور سلاسل دیکھنا
آسمان سر پہ اوٹھا لیگا ترا دیوانہ آج

زاہد بیدین کی ضد سی چاہتا ہی دل مرا
پھر کروں تعمیر صحن کعبہ میں بتخانہ آج

مرتی مرتی سخت جانی نی دیا اک اور داغ
دست دشمن میں ہی قاتل کا ہوا شانہ آج

نشۂ جام مئی وحدت نی وہ بخشا سرور
گر گیا نظروں سے ہی ساقی ترا میخانہ آج

ہر قدم کی ساتھ ہی شور رہا کیا حشر
پھینکتی ہی کشتی عدم کی پھر بھی ترا دیوانہ آج

بی تامل سر تہ شمشیر قاتل رکھدیا
ہم بھی جانبازی کو سمجھی ہمی طفلانہ آج

گرمی جوش جنون ہی بسکہ ہو آتش قدم
دانۂ یاقوت ہی زنجیر کا ہر دانہ آج

محتسب کا خوف آثار قیامت ہو گیا
بند شل باب توبہ ہی در میخانہ آج

پھر نہ آیا جا کے یار بیوفا مین مر گیا
عمر رفتہ بن گیا میری لیی جانانہ آج

ہون وہ دیوانہ کہ مجکو قید صحرا بھی نہین
خانۂ زنجیر ہی میری لیی ویرانہ آج

مذہب تسلیم دو دن ایک صورت پر نہین
کل مقیم کعبہ تھا ساکن بتخانہ آج

ردیف جیم فارسی

اتنی زحمت نہ اے ستمگر کھینچ
پھینک شمشیر کمند خنجر کھینچ

اور رستے سیکڑون ہین تو دل سے
تیر پہچان کر ستمگر کھینچ

ٹوٹ جائے گا دل جو ٹوٹا یہ
چارہ گر خار پا سمجھکر کھینچ

چین لوح جبین پہ یار نہ ڈال
ورق مہر پر نہ مسطر کھینچ

شرط بیتابی جگر سے ہے
رات بھر نالے کھینچ دن بھر کھینچ

اوسکو پروا نہین اگر تسلیم
پھر تو کیون نالے زندگی بھر کھینچ

کھولدو گلشن مین اگر اس شبو کا گل کی بیچ
دو قدم چل کر ملا دو خاک سنبل کی بیچ

فصل گل مین گر اسیر دام ہی افسوس کیا
سیکڑون ایسی ہین گلچین قسمت بلبل کی بیچ

ایسی کہائی محتسب نی سیکڑون مین آج ہول
آرہا دستار کا گرنا مین سی قلقل کی بیچ

ماری سے بہر نے ہونگے کلیون مین تنگ خار غیر
چل گیا جس روز اپنا ساتھی اس گل کی بیچ

وہ کہان تحسین ہے وہ کہان تسلیم ذوق
خاک ہم بیٹھین کلام شاعر آئل کی بیچ

۱۲ ۱۰۶

بیوفا باتیں بنا جاتا ہی کیا کیا جھوٹ سچ
وصل کی امید پہ سنتا ہوں سب کا جھوٹ سچ

تجھ پہ یہ نہیں مر رہا جاتا ہوں مر جانی کو ہیں
دیکھ لینا ہے یہ ثابت آج میرا جھوٹ سچ

کچھ تو ہو تسکین دل ظالم وعدہ اقرار وصل
ایکدن تو اپنی منہ سے کہی اچھا جھوٹ سچ

پاکی موقع اب تو کچھ باتیں بھی کر لیتی مزہ
رہ گیا ہی میری اُنکی یونہیں وہ جھوٹ سچ

ہمنشین سنتی نہ سنتی وہ بلا ہی دو گھڑی
کہہ تو لیتی اونسی کچھ دل کی تمنا جھوٹ سچ

بیٹھکر دیر و حرم میں برہمن بھی شیخ بھی
عمر بھر ہمنی سُنی بیکار کیا کیا جھوٹ سچ

کوئی کیا سمجھی حسینان جہان کی گفتگو
سچ سراپا جھوٹ ہوتا ہی سراپا جھوٹ سچ

دشت غربت میں سوا ہمزاد کی اپنا ہی کون
کچھ ابھی تک دی رہا ہی ساتھ سایا جھوٹ سچ

کوئی کیا جانی جو میری اُنکی باہم ہیں راز
کہنی و کہتی ہیں جو کچھ اہل دنیا جھوٹ سچ

عمر بھر باتیں سُنیں ہر شب بت عیار کی
پر زبان شمع کو آیا نہ کہنا جھوٹ سچ

انتظار مرگ ہی بالین پر آکر گاہ گاہ
نسخی لکھہ جاتی ہیں خط سے اطبا جھوٹ سچ

۱۰۷ — رات دن جز اعتراض عجز فرمایئی
کیا ملا تسلیم تمکو کہکی اتنا جھوٹ سچ — ۵

کوسنی کہنی کو کوسی سر بسر ہیچ
دہن تو ہی ہی کچھ لیکن کمر ہیچ

بہار افزا طلسمی کارخانہ
عجب عالم ہی یہ دنیا مگر ہیچ

ہجوم خلقت کون و مکان کو
سمجھتی ہی تری تیغ دو سر ہیچ

حصول دو جہان سمجھی ہیں انکو
مقدر آگی نکلی یہ بھی گر ہیچ

۱۰۸ — حقیقت میں خدا ہی جانی تسلیم
بظاہر تو سراپا ہی بشر ہیچ — ۱۲

صورتِ نقشِ قدم کر دی نشان اچھی طرح
خاک مین ہمکو ملا ای آسمان اچھی طرح

چشم سہتی دہن آیا بخطر ہر لختِ دل
منزلِ مقصد کو پونہچا کاروان اچھی طرح

پہول کیسا ہمنی پتا بھی کوئی توڑا نہین
دیکھ لی اپنا چمن ای باغبان اچھی طرح

نازِ توبہ اوٹھہ نہین سکتا خدا کی واسطی
کوئی ساغر او رہی پیرِ مغان اچھی طرح

عینِ فصلِ گل مین آنکہین بند کین صیادنی
دیکھنی پائی نہ سیرِ بوستان اچھی طرح

ہو رہی گا کل جو کچھہ ہوگا نصیبون کا لکھا
آج تو سن لو مری تم داستان اچھی طرح

دیکھکر کہتی ہین مجکو نجد مین مجنون کی روح
تم کہان تہی آج تک ای مہربان اچھی طرح

لی تلون بوسہ لبِ رنگین کا خوابِ ناز مین
منہ و دیکھی ہی چہپالی بدگمان اچھی طرح

فصلِ گل مین جست آجانا ہمین صیاد کو
کیجیئی دو چار دن مشقِ فغان اچھی طرح

ہو نہ چہوٹوائی گی لذت ہمین بلتِ شعیب کی
چوس لینی دو ہمی اپنی زبان اچھی طرح

کم معنی ہی نہین عشقِ دہن مین کوئی شعر
فہم مین آتا نہین اپنا بیان اچھی طرح

کیون نہو ہمتا بیان سنکر دلِ احباب کو
پائی ہی تسلیم نی اچھی زبان اچھی طرح

۲۲ ۱۰۹

پاون پڑتا ہون ترے دامان کی طرح
گلی لپٹا لو گریبان کی طرح

کیا کہون صبحِ وطن مین تجھسے
ہای ری شامِ غریبان کی طرح

خانہ برباد تو ہو سنے دی جنون
خاک اوڑاؤن گا بیابان کی طرح

غمِ اغیار بھی آیا ہمراہ
گور مین داغِ عزیزان کی طرح

گلشنِ دہر مین پھرتی ہی صبا
آپ کی بی سر و سامان کی طرح

ہمہ تن سوزِ جگر سے اپنے | داغ ہوں سرو چراغاں کی طرح
ربط باہم ہے نہ فرق آئی جنوں | چاک دامن ہو گریباں کی طرح
پوچھتے کیا ہو مرے بستے کو | کچھ نہیں آپ کی پیماں کی طرح
بی جراحت بہی تڑپتا ہی جگر | ہاے پیکاں ہوئی پیکاں کی طرح
ناامیدی سے مجھے تو ہے اک دن | داغ دے جائیگی مہماں کی طرح
جاکے پھر یار نہیں آنے کا | عمر بھر عمرِ گریزاں کے طرح
ایک عالم ہے مرے رونے کا | رات بھر شمعِ شبستاں کے طرح
قطرۂ اشک مرا گردوں کو | آنکھیں دکھلاتا ہی طوفاں کی طرح
مجکو بھی چرخ ہنساتا ہے مگر | نام کو صبحِ گلستاں کی طرح
شبِ فرقت میں اداسی بہی مری | ناز اوٹھواتے ہی مہماں کی طرح
نہ اثر ہے مرا ہنسنا رونا | غنچہ و شبنمِ بستاں کی طرح
چمکے تقدیر جو شبکو تو سحر | مل گئے خاک میں افشاں کی طرح
گذرے کیا دل پہ پشیماں ہی جو آج | پھری حسرت میری ارماں کی طرح
جاتے ہیں سوی عدم دنیا سے | ہو گرفتارِ پشیماں کی طرح
روزِ وعدہ کی گھڑی بہی اے دل | نہیں کٹتے شبِ ہجراں کی طرح
دلربا ہے مری شوریدہ سرے | آپ کی زلفِ پریشاں کی طرح

۱۱ | فکرِ تسلیم ہے دشوار پسند
خاطرِ ناظمِ شرواں کی طرح | ۱۵

بھول جاتا ہیں بہی اوسکو شکلِ باطل کیطرح | کاش دل ہوتا مرا بھی کسی دل کی طرح

فیضِ بیتابی ہی میری کیا عجب ہے جنون
جادۂ صحرا بھی تڑپی نبضِ بسمل کی طرح

حلِ مشکل وہ کبھی ہوتی ہی کیونکر وقتِ ذبح
تیغ نی بھی ہی منہ پھیرا ہی قاتل کی طرح

دل دکھایا دردِ ہمدردی نی کیا کیا رات کو
دیکھکر رویا کبھی ہم شمعِ محفل کی طرح

نزع کا عالم ہی جلد آؤ جو آنا ہو تمہین
اور رہون دم بھر کا مہمان وقتِ مشکل کیطرح

قیس کو صحرا بھی دیتا ہی فریبِ دوستی
ہر بگولا جھومتا آتا ہی محمل کی طرح

گل ملی آغوشِ غنچہ آج ہی کنجِ قفس
آئی شب صبح ہی گل نکلی عنادل کی طرح

جس طرف جاتی نگاہین ہی بجاتے جاؤ ناصرو
عشق میں ہی سینۂ بحرِ محبت سی ساحل کیطرح

دوستی تجھ سے یا ہو عدو دونون جلاتی ہین ہمین
نقشِ ہستی ہی ہمارا نقشِ باطل کیطرح

مرگ کی ظلمت دکھاتی ہی کا فروغِ زندگی
گل چراغِ زیست ہوگا شمعِ محفل کیطرح

آسمان بی مہر ہی اہلِ جہان ہین بی نیاز
داغِ دل کسکو دکھائین ماہِ کامل کیطرح

دی تھکا راہِ طلب مین طاقت نے ہمارے
رہ گئی محروم منزل میلِ منزل کیطرح

وحشتِ غربت سے بھی مجھی زندانِ غم سے کم نہین
خارِ صحرا پاؤن پڑتی ہین سلاسل کیطرح

کچھ تو دو جہانِ جہان آنکھ سب عالم ہی سہی
حشر پھیلائی مٹی ہمین کب سی سائل کیطرح

ناصحِ مشفق تو نادان ہی جو کہتا ہے سنو
بحث کیون کرتی ہو تم تسلیم جاہل کیطرح

۱۱۱ ردیف خائی معجمہ ۴

خزان مین کشتۂ بیداد اسکا چمن ہی سرخ
ہوا ہی خون تمہارا بیابان مین ہی تا رخ

شہیدِ ناز سے بھی ہین مرغ نگیان ای چرخ
کہ چادرِ لحد ہی سبز ہی کفن ہی سرخ

ہجومِ شوق مین گلگیر سے نہ پوچھ سا ہے
زبانِ شعلۂ ہر شمعِ انجمن ہے سرخ

یہ کسنی تنگ لیا ہی کنارِ حسرت مین — کہ نازکی سی تنِ نشاطِ یاسمن ہی سرخ

ہمیشہ پاکف ہین نگین مزاجِ احسان ہی — کہ ہیجو بخودِ گلِ خندان کا پیرہن ہی سرخ

سکھائی کسنی نی آرایشِ عروسی کیا — دولہن کیطرح سراپای کوہکن ہی سرخ

فراقِ یار مین شیشہ بھی تھوکتا ہی لہو — کسی یقین ہی کہ رنگِ مئی کہن ہی سرخ

اوڑا ہی خونِ کفِ پا کا رنگ غربت سی — ہزارون کوس سی غبارِ رہِ وطن ہی سرخ

عروسِ مہر کا جلوہ فریب ہی تسلیم
فقط لباس ہی پہنی یہ پیرزن ہی سرخ

۱۲۵۱ — مث

رہتا ہی تپِ عشق سی ہر عضوِ بدن سرخ — مین ہون صفتِ شعلۂ آتش ہمہ تن سرخ

کس رنگ سی مین آبلہ پا دشت کو آیا — کوسون ہی سرِ خارِ بیابانِ وطن سرخ

کیا بات ہی جو بات کی قابل نہین لیکن — غنچہ بھی تو کہتا ہی تمھارا سا دہن سرخ

سوزِ جگری کی ہی اسیری مین یہ تاثیر — مثلِ رگِ شعلہ ہی رگِ تارِ رسن سرخ

ہم مرکے ہوئی قاتلِ بیرحم سی یکرنگ — اوسکی ہی قبا سرخ ہمارا ہی کفن سرخ

کیا ماتمِ بلبل کی ہی گلزار مین شادی — پوشاک جو پہنی ہین عروسانِ چمن سرخ

شنجرف سی کس شوخ نی نامہ لکھا تسلیم
کاغذ ہی برنگِ شفقِ چرخِ کہن سرخ

۱۲۵۱ — مث

بسکہ تھا ہوش ربا یارِ پریزاد کا رخ — دیکھکر چھوٹ گیا مانی و بہزاد کا رخ

کٹتی ہین سیرِ قفس ہم وہ جا مین گھڑیان — دیکھتی رہتی ہین بیٹھی ہوئی صیاد کا رخ

دلکو تڑپاتی ہی امیدِ شہادت قاتل — کب ادھر ہو گا تری ناوکِ بیداد کا رخ

حیرتِ مرگ نی آئینہ بنایا دمِ قتل — دیکھتی پائی تہِ تیغ نہ جلاد کا رخ

ایک سی ہین مری محبوب کے دونون آنکھین
کیا رہا کاتب قدرت سی سر صاد کا رخ

کل تو تھی بیخودیِ رو مین بالای فلک
دیکھنا آج کدھر ہی مری فریاد کا رخ

مصرعِ طرح نہین فکر کی قابل تسلیم
بکتے جاتی ہو عبث یارِ پریزاد کا رخ

ردیف دال مہملہ

١١٤ — ١٨

بر لائی فلک کیا دلِ ناکام کی امید
اور رہ بھی شب وصلِ دلارام کی امید

پیری مین عبث وصلِ دلارام کی امید
بیکار ہی خورشیدِ لبِ بام کی امید

کیون جا کے زا دٹھائین ستمِ زخمِ جگر کے
رکھتی نہین مانندِ نگین نام کی امید

وہ مستِ خراباتِ ازل ہون کہ یہان بھی
میخانون مین پھرتی ہی لیی جام کی امید

وہ آئین نہ آئین یہان وعدہ ہی برابر
ای صبحِ ازل کسکو ہی اب شام کی امید

رو روکی جو ملتی تھی گلی پاس سے شب کو
ہوگی وہ تری عاشقِ ناکام کی امید

رونا بھی اون چیزون پہ آتا ہی کہ جنکی
تقدیر مین ہونا تھا مری نام کی امید

ایسا نہو بلبل چمنِ دہر مین اکدن
پھر خار کو بھی ہی تجھی گلدام کی امید

ای مرگ ادھر آکہ ابھی خاک مین ملجای
سہاری ستمِ چرخِ جفا کام کی امید

وہ خاک بھی سنتا نہین پیری مین [illegible]
ناحق بھی خفا ہی دلِ ناکام کی امید

کرتا ہون تصور مین ہمہ یار سی باتین
قاصد کی نہ پروا ہی نہ پیغام کی امید

زیبا نہین پیری مین ہوای گلِ نوخیز
بیجا ہی خزان مین ثمرِ خام کی امید

کیا غم ہی گر اس طرح مین اچھی نہین اشعار
تسلیم کسے سے نہین انعام کی امید

ہنسوں کو بہاتی ہین موتی کبک کو اخگر پسند
یہ مثل سچ ہی جہان مین طبیعت ہر پسند

بوی گل ہو عفن مجکو رکہہ قیدِ تعلق سی معاف
غیر آبادی نہین باغِ جہان مین گہر پسند

سر قبولِ داغ ہے منظورِ خارِ دشت پا
تو رگِ سست جنون کر کاوشِ نشتر پسند

خاک مین ملنی نپایا تن کی صلوت شکر ہی
حلقۂ فتراک کو آیا ہمارا سر پسند

بی سبب ہی غیر سی کم حوصلہ کہنا مجہی
یہ تری عادت نہین مجکو بتِ خود سر پسند

دیکہکر ہر صبح پہر جاتی ہی شبنم سوی چرخ
اس چمن کی گلزمین آتی نہین تل بہر پسند

سچ تو یون ہی ہمین جا بی ناامیدی ہی نہین
آپکو میرا دلِ پر داغ ہو کیونکر پسند

دیکہکر ہنس دیتی ہین صدقی ہوا پنی بخت کے
اونکو ہی تیر اترٹ پنا او دلِ مضطر پسند

ایکدن سنگِ درِ کعبہ سی پہوڑون گا سر اسی
گر نہین آتا تری چوکہٹ کہ میرا سر پسند

چشمِ تر ہو جہ آنسو جذب کر لیتی نہین
کیا کری آوارگی اولاد کی مادر پسند

چہوڑ پہلو کو مری جا تجکو راحت ہو جہان
یہ نہین ہتیا بیان تیری دلِ مضطر پسند

بی تکلف خاکسارون کی بسر ہوتی ہی عمر
دیکہکے ہی نقشِ پا کو بالش و بستر پسند

کیا کرینگی قتل مجکو گر طبیعت ہی یہی
آج تک آتا نہین اونکو کوئی خنجر پسند

اہلِ نعمت کو ندکہیا زینتِ ظاہر سی عشق
چرخ کو با اینہمہ ہی نیلگون چادر پسند

کسقدر ردِّ خلائق ہون کہ بعدِ مرگ بہی
میری مشتِ خاک کو کرتی نہین صرصر پسند

کچہہ خدا کی شان ہی ورنہ ہون تو کیا ہون
یہ دلِ کم حوصلہ کم بخت ہو دلبر پسند

دیکہ حسرت کی الفت کہ میری قبر کو
آج تک ہی سبزۂ نوخیز کی چادر پسند

ہم گنہگارون کو بس ہی عذرِ بخشش کے لئی
ایک ہی سجدہ جو ہو جائی وہ محشر پسند

شکر تسلیم آتا آئی اگر نانِ جوین
یہ وہ نعمت ہی جسی کرتی تہی پیغمبر پسند

نالے دن بھر ہیں رات بھر فریاد
ہمہ تن بن گیا جگر فریاد

کس قدر ضعف تھا کہ ہچکی سے
لب تک آئے نہ عمر بھر فریاد

ہو چکے صبح شام نالے
نارسا آہ بے اثر فریاد

بے نصیبوں کی کون سنتا ہے
کیجیے کس امید پر فریاد

حشر برپا ہوا زمانے میں
نکلے سر پیٹتی جدھر فریاد

نکل آتے ہیں سنگی گھر سے وہ
کچھ تو لائی ہی راہ پر فریاد

وصل کی آرزو ہی فرقت تھی
میں زمین پر ہوں عرش پر فریاد

وقت آخر ہے موت آتی ہے
اب نہ جا مجھکو چھوڑ کر فریاد

عشق پر ہے نہیں بہلتا جی
پھر رہی ہے ادھر ادھر فریاد

پھر ملے مجھسے آکے یا نہ ملے
دیکھ لوں تجھکو اک نظر فریاد

حشر کو بھی نہ لایا خط کا جواب
تیرے غفلت میں نامہ بر فریاد

صفت شیشہ ٹکڑی ہو نہ کہیں
دل نازک پہ رحم کر فریاد

دیکھنا عشق کی دو رنگی کو
شور خندہ ادھر ادھر فریاد

اُف نکرنے تھی سوز غم میں نہ کے
لوٹی کیا کیا ہے آگ پر فریاد

۱۱۷

دم پیری تو نے کیجیے تسلیم
نالہ کوتاہ مختصر فریاد

۸

اٹھو کہتا ہی نہ گھبراؤں گا میں جی بھر کی بعد
دم نہ لیگا اے دل بیتاب دم بھر کی بعد

اُف نئی وقت جوش مستی آہ ہی کیف شباب
چوستی ہیں ہم لب ساقی لب ساغر کی بعد

ہم بھی مشتاق مرون ہیں کہ قاتل کی
شمع کی مانند سر پیدا کریں گی سر کی بعد

روریا ہون میں اسی افسوس میں مثلِ حباب
خانہ ویرانی کہان جاتی ہی مری گھر کی بعد

خواہین نکلی جو افشان رخ بھی کہین کے خضر
مہر کا ہوتا ہی جلوہ جلوۂ اختر کی بعد

اسقدر تو سخت جانی لطفِ احسان چاہئے
نازبردارِ گلو ہو تیغ بھی خنجر کی بعد

حاصلِ آتش مزاجی غیر بربادی نہین
مشت خاکستر ہی رہتا شعلۂ اخگر کی بعد

بعد مردن اعتراضِ مدعی تسلیم کیا
کیا خلل اپرا دہی قرآن کو پیغمبر کی بعد

۱۱۸ ردیف دال ہندی ث

دو دن جہان مین کی بہت بدگمان گھمنڈ
آخر کہان شباب جوانی کہان گھمنڈ

نکلی چمک چمک کی منہ مہر مٹ گئی
اپنی کا ہی نہ دیکھہ سکا آسمان گھمنڈ

بیکس سحر بین کھیلی کہتی ہین دست و پا
چھوڑ آئی اضطراب اجل بین کہان گھمنڈ

سنتی نہین ٹھہر کی مری ایک بات بے
اللہ اس قدر تجھی عمر رواں گھمنڈ

وعدہ خلاف یار نی آخر کیا بہل
کیا کیا اثر پہ تھی تہین آہ و فغان گھمنڈ

نازان کمالِ خاص پہ ناحق عوام ہین
یوسف کی حسن پہ تھی کر کی روان گھمنڈ

مانندِ خامہ صفحۂ ہستی پہ جھک کی چل
تسلیم کچھ نہین جو کری نکتہ دان گھمنڈ

۱۱۹ ردیف ذال معجمہ ث

اب تو ہی میری گلی کا بتِ پرفن تعویذ
غم نہین لکھہ کی جلایا کری دشمن تعویذ

مر کی آسیب کا ڈر ہی نہ بلا کا دہڑکا
اب تو بیکار ہے ہونا مرِ مدفن تعویذ

پھوٹ نکلی جو وہ پٹی سی کہ شب سر سے
دی گیا لطفِ چراغِ تہِ دامن تعویذ

باغ کو جاتی ہو ڈرہی نظرِ نرگس سے
پہنو ای رشکِ چمن غیرتِ گلشن تعویذ

نرم الدن ہی نہ دل وس جبتک فرکا ہوا
لاکھون رکھی تہِ خاکسترِ گلخن تعویذ

دیکھکر چہرہ شمع سروہ مہر کو کرتا ہی نثار
دی رہا ہی تری جہپکی کا وہ جوبن تعویذ

۱۲۰

جیتی جی سب مین اثر ہی دمِ مردن تسلیم
نہ عمل کام کچھ آتا ہی نہ جوشن تعویذ

ے

ہای ملانی یہ کیسا لکھا اولٹا تعویذ
غیر سے اور وہ کہل کہیلی جو باندہا تعویذ

بہیجون کیا خط کہ ضد بغض عداوت کی لئی
خون سے میری کبوتر کی لکھے گا تعویذ

دمِ رخصت وہ نشانی کی لئی کہتی ہین
تم لو تعویذ مرا دو مجھے اپنا تعویذ

دل ہٹ کتا ہی کوئی تفرقہ پڑتا ہی ضرور
غیر کی ہاتھہ سے پہر یار نی پہنا تعویذ

آئی وہ دوڑی ہوئی دیکھتی سنکر بیتاب
ہو گیا دل کے لئی دل کا تڑپنا تعویذ

بی اثر ہی تو نکھولین پس مردن احباب
کہ مری ساتہ ملی خاک مین میرا تعویذ

۱۲۱

دلِ بیمار کی صحت کی لئی ای تسلیم
نہ مری یار کا نامہ نہ کسیکا تعویذ

ہ

دیکھکر حشر مین طومارِ عمل کا کاغذ
مین یہ سمجھا کہ مری یار نی بہیجا کاغذ

حالِ دل لکھتی ہوئی روئین کچھ ایسا آنسو
بہ گیا ہاتھ سی مثلِ کفِ دریا کاغذ

جبتلک خط نہین آتا نہین آتا خط ہی
سادگی جان دو آئیگا نہ سادا کاغذ

خطِ جانان جو رکہا داغ پہ سوزش نہ رہی
بن گیا مرہم کافور کا پہاہا کاغذ

برہمی کی جو حقیقت لکھی اوسکو تسلیم
سطرین بل کہا گئین تاو مین آیا کاغذ

۱۲۲ | ردیفِ رای مہملہ | سه

چاندنی رہتی ہی شب بھر زیرِ پا بالای سر
ہای مین نی ایک چادر زیرِ پا بالای سر

خار ہای دشتِ غربت داغِ سودای جنون
کچھ نہ کچھ رکھتا ہون اکثر زیرِ پا بالای سر

بھاگ کر جاؤن کہان پست و بلندِ دہر سی
ہین زمین و چرخ گھر گھر زیرِ پا بالای سر

کون ہی بالینِ تربت آج سرگرمِ خرام
وجد مین ہی شورِ محشر زیرِ پا بالای سر

بی تکلف کیا بسر ہوتی ہی کنجِ گور مین
خاک بستر خاک چادر زیرِ پا بالای سر

اوڑھ کر آبِ روان کا گر دوپٹا تم چلو
موج زن ہو اک سمندر زیرِ پا بالای سر

کچھ اوٹھا کر شوخیون سی وہ ستاری ہی تم ملین
کہتی ہین لو دیکھو اختر زیرِ پا بالای سر

جادۂ و موجِ ہوا ہی تیغ و نون دشت مین
کر رہی ہین کارِ خنجر زیرِ پا بالای سر

جز خراشِ خار یا خاکِ مذلت قیس کو
اور کیا دیتا مقدر زیرِ پا بالای سر

جیتی جی سب شان تھی مر کر بجای تخت و تاج
خاک رکھتا ہی سکندر زیرِ پا بالای سر

سایہ ہون کیا اوج سیر کیا مری افتادگی
ایک عالم ہی برابر زیرِ پا بالای سر

مر رہی ہین پامالِ مشتاقِ نظارہ ہین یہ
دیکھتا چل او ستمگر زیرِ پا بالای سر

جسم و جان دونون سی و آسمان کی ہین ملی
ایک مین بھی کہتا ہون گوہر زیرِ پا بالای سر

ہو نہیں سکتا کبھی خاصانِ حق کو کچھ حجاب
ایک تھا پیشِ پیمبر زیرِ پا بالای سر

۱۴۳ | دعویِ تشنہ سہی ای تسلیم لکھی یہ غزل
ورنہ جہل سب سی سراسر زیرِ پا بالای سر | سه

رو دی وحشت مین ہم وحشت کی سامان دیکھ کر
جی بھر آیا خندۂ چاکِ گریبان دیکھ کر

یاد آیا مر کی تصویرِ خیالی تھا جہان
کھل گئین آنکھین مری خوابِ پریشان دیکھ کر

بسکہ مشتاقِ شہادت ہوں میاں قتلگاہ
جوش کہاتا ہی لہو شمشیرِ عریان دیکھکر

حوصلہ گستاخ دل بیتاب پر ارمان جگر
گور پہ میری قدم رکھنا مری جان دیکھکر

چار دیوارِ عناصر کی خرابی کیا کہوں
اولٹی پاؤں پہر گئی عمرِ گریزان دیکھکر

ہہتی ہی تیغ نہیں میری سینی میں او ظالم دو سار
کچھ تو ہوگی دل کو تسکین تیر کا پیکان دیکھکر

صدقی اپنی بیکسی کی اب تو کوئی یار میں
بار ہا مجکو بلا لیتا ہی بیابان دیکھکر

کہتا ہوں میں آنکھیں سلائی پر کفن
دیکھوں کیا شکل فرشتہ حسنِ جانان دیکھکر

ہوگئی ثابت دورنگی گلشنِ ایجاد کی
گل کو خندان دیکھکر شبنم کو گریان دیکھکر

شکوہ صیاد کیا لکھا تھا یہ تقدیر میں
ہم قفس اک روز دیکھیں گے گلستان دیکھکر

حضرت آیا صبر تحاشانِ بادہ میں کہان
حجت ای واعظ کیا کر ہمسی قرآن دیکھکر

ڈر ہی دل کی ساتھ تیرِ آہِ رزد بھی جل نجائے
پہونکتا سینہ دسا ای داغِ پنہان دیکھکر

مسندِ انہیں بہرا تہا لطفِ ایذا دو سے
زخم خون رونی لگی خالی نمکدان دیکھکر

خشک گل افسردہ سبزہ شمع چپ بالین اداس
جی بہر آیا عالمِ گورِ غریبان دیکھکر

۱۲۳
یار آیا چھٹے دن پہر رہی تسلیم آج
صبح عمر او ٹہی تہی کسکا روئی خندان دیکھکر
۱۹

رہی کنارِ تمنا میں وہ سدا کیونکر
ہجومِ شوق ہوں یار کی قبا کیونکر

یہ ضعف ہے کہ نہیں ضعف تک اوٹہا سکتا
زبان پر آئی مری حرفِ مدعا کیونکر

اونہیں تو عار تھی خون میں لون ہی حیرت ہے
پہونچ گئی کفِ گلرنگ تک حنا کیونکر

نہ موت آتی ہی ظالم نہ جان جاتی ہی
بیٹھا ہوں دلِ تری سنگ دوفا کیونکر

ملا رہا ہی مجھی خاک میں کسی کا سکوت
بلند ہو لبِ فریاد کی صدا کیونکر

یہی سہی کہ میں روتا ہوں آپ سے لیکن
تو اس قدر دل پابوس پر جفا کیونکر

نہ آرزوے عدو ہوں نہ اپنی محو و می
جگہ کروں دل کافر میں اے خدا کیونکر

عبث ہے تہمتِ احسان بتِ ستمگر پر
نہیں وہ پا جو مجھے داغ دل لیا کیونکر

حیا سے لب کو اجازت نہ تھی تبسم کے
عجب ہے وصل میں وہ شوخ کھل گیا کیونکر

مری اجل سببِ ماتمِ عدو تو نہیں
ابھی سے خاتمہ بالخیر ہو گیا کیونکر

یہ ضعف ہے کہ رگِ تارِ بستر غم ہوں
گر آئی بھی تو مجھے پائے گی قضا کیونکر

جنون کی پردہ دری سے اسے بھی نفرت ہے
نکل سکی مری زنجیر سے صدا کیونکر

دم ستم ہے سہے اے فلک عجب ہے مجھے
کہ بھول کر تجھے پھر یاد آگیا کیونکر

وہ کہتے ہیں گلہ ضعف سن کی صورت دیکھ
اگر یہ سچ ہے تو پھر رنگ اڑ گیا کیونکر

عجب ہے کھینچے مصور نے کس طرح تصویر
کہ شوخیوں سے تو اک رنگ پر رہا کیونکر

بتوں کی ناز و ادا جنہیں تھا کوہ گران
سبک ہے اب وہ نہیں سنگ مجھے بھلا کیونکر

مٹائی سے نہیں مٹتی ہیں پیچ قسمت کے
شکن کو شانہ کرے زلف سے جدا کیونکر

جو خط کو لی ہی گیا نامہ بر پڑے ہیں عدو
مٹائے گا مری تقدیر کا لکھا کیونکر

ہنوز دیر کی جانب نہیں پھری تسلیم
عجب ہے کعبے میں حضرت کا جی لگا کیونکر

۱۱۵ — ۲۲

تیغ ابرو کو بنا لیتے ہیں ایمان کیونکر
دیکھ مر جاتے ہیں ہم بے سر و سامان کیونکر

داغ ناکامی تقدیر سے تنگ آئے تھے
دیکھتے پھر کبھی عمر گریزان کیونکر

میں تو خوگر ہوں تماشائے رخ گلگون کا
مجکو بھلائے بہار چمنستان کیونکر

عجب آتا ہے مجھے تنگیِ دل پر کیا کیا
کہ رہے ہیں اسے اسکے ارمان کیونکر

صبح تک آؤ گی مانا مگر اي جانِ جہان
جیتی ہی گی مجھی شامِ شبِ ہجران کیونکر

آج کیا آپ ہی جاتے ہوئی دنیا دیکھے
اس طرف شوق لی آیا تمھین ایجان کیونکر

دلِ وحشی کو تسلی تری گیسو کیا دین
وجہِ تسکین ہو پریشان کو پریشان کیونکر

تم تو سفاک نہین تھی مگر اس جان ہا سو
روز دو چار بنی گنجِ شہیدان کیونکر

وہ ادا کیا ہی کہ بہجاتی ہین کافر دینہ آ
ہان ادہر دیکھین تو او دشمنِ ایمان کیونکر

مجکو حیرت ہی کہ بیدادِ فلک سی ابتک
رہ گئی گلِ چمنِ دہر مین خندان کیونکر

لاکہہ نی پر ہین تو آزاد تو کر دی صیاد
دیکھہ اوڑ جاتی ہین دیوارِ گلستان کیونکر

وصل مین شرمِ وفا خاک نکلنی دیتی
چھوڑ جاتی مجھی تنہا مری ارمان کیونکر

ضعف سی دستِ جنونکو مری جنبش دشوار
آئی یا ہوش ہی دامن کو گریبان کیونکر

مر گیا دن سی پشیمانِ تمنا صد شکر
طعنی سنتا تری شامِ شبِ ہجران کیونکر

بخلِ گردون سی عجب ہی کہ مری سینی مین
رہ گئی قاتلِ بیرحم کی پیکان کیونکر

ساتہ غربت مین رہی آکی وطن مین اہلِ دل
مین کفِ پا سی چبھون خارِ مغیلان کیونکر

مین تو مر جاؤن مگر خوفِ عدو ہی جو ہی
آپ آئین گی سرِ گورِ غریبان کیونکر

کہتی ہین پاس بٹھا کر مجھی رونی کی لیی
اوٹھتی ہین دیدۂ پر آب سی طوفان کیونکر

لو نکلتا ہون مین زنجیر کی بنکر فریاد
روک رکہتا ہی بہلا دیکھون تو دربان کیونکر

لاکہہ چاہا شبِ فرقت مین نہ آئی کیا تھا
آج ای مرگ ملی فرصتِ احسان کیونکر

دل ہی پہلو مین نہین رکھتی برنگِ تصویر
داغ دی گی ہمین ناکامیِ ارمان کیونکر

توڑ کر پای طلب بیٹھی ہین گھر مین تسلیم
اب پھرائی گی ہمین گردشِ دوران کیونکر

۱۱۶ ۱۱۸

یہی سوتا ہی دل مین دل سمجھکر
مٹایا مجھکو بیجا تن سمجھکر

نقاب اولٹی ہی اوس خورشید رو نی
اودھر جانا ہے کامل سمجھکر

وہ مطلب تہا مجھی کلکِ قضا نی
نہ لکھا پھر کبھی مشکل سمجھکر

یہ تلچھٹ اور رہم قدرت خدا کی
ذرا او ساقیِ محفل سمجھکر

ہر اک ذرہ ہی چشمِ قیس لیلی
اوٹھانا پردۂ محمل سمجھکر

سزاوارِ ادب ہی کوئے قاتل
اوڑانا خاک او بسمل سمجھکر

تڑپتے دیکھتا ہون جب کوئی شی
اوٹھا لیتا ہون اپنا دل سمجھکر

ہنسنے گی زخم اوسے چہے ہان خبردار
لگانا ہاتھ او قاتل سمجھکر

کسی سے تہے یادِ محشر بیخودی مین
ہم آئے تہی تری محفل سمجھکر

کوئی ٹوٹا ہوا شیشہ جو دیکھا
بہت رویا مین اپنا دل سمجھکر

مین واماندہ نہین ہون مانعِ طول
مگر او دور سے منزل سمجھکر

وہین وہ رازِ قدرت ہے کہ چپ ہون
کبھی آسان کبھی مشکل سمجھکر

مین اس وضعِ گدایانہ کی صدقی
بلا لیتی ہین وہ سائل سمجھکر

بہلا تو اور اونکی مہربانی
کیا کر آرزو ای دل سمجھکر

حسینانِ جہان کرتی ہین توقیر
تمہارا عاشقِ بیدل سمجھکر

نکالا یار نی صحبت سی اپنی
مجھے بیگانۂ محفل سمجھکر

دکہاتی ہی تمنا دل کو کیا کیا
تمہارا وعدہ باطل سمجھکر

۱۱۴ — کہان تک کروٹین بدلیگا تسلیم
قضا کو آپ سی غافل سمجھکر — ۱۴

دی گئی کیفیتین مستی مین توبا ٹوٹ کی
خوب سا میکدی مین ابر مینا ٹوٹ کر

چوستی مستی مین کہا کیا ہم لبِ میگون یار
کاش بنستا دل ہمارا جامِ صہبا ٹوٹ کر

وصل کی شب پاؤن جب چھوتا ہون مین کہتی ہی وہ
خشک ہو جائی ترا دستِ تمنا ٹوٹ کر

سلسلہ بنتی بگڑنی کا لگا ہی دم کی ساتہ
دیکھی اب کیا بنی تیرا سہارا ٹوٹ کر

اوج کیا پائی جسی قسمت ملائی خاک مین
غیر ممکن ہے کہ پہر تارا ہو تارا ٹوٹ کر

تفرقہ تقدیر کا رکہتا نہین سامانِ وصل
شاخِ تر سی کب ملا ہی خشک پتا ٹوٹ کی

یہ خلش ہر دم دلِ مجروح بی باعث نہین
رہ گیا ہوگا کوئی پیکان کسی جا ٹوٹ کی

دیکھنا اعجازِ ساقی آ ملا رندون مین آج
صوفیون سی زاہدِ پابندِ تقوی ٹوٹ کی

نیستی ہستی کا جہگڑا حشر تک مٹتا نہین
مین گیا دریا حبابِ آبِ دریا ٹوٹ کر

کیا ادا کی شرطِ ہمراہی رفیقِ دشت نی
رہ گئی تلوون مین نوکِ خارِ صحرا ٹوٹ کر

کم ہی ہونی پر عدو ہی دل کہانی کو بہت
معرکی مین تیر پہنچا ہی نیزا ٹوٹ کر

جب کمر کی مین صفت لکہنی لگا پہر قلم
گر پڑی آگی مری کچہہ بالِ عنقا ٹوٹ کی

راہ دکہلاتا ہی کسکی وقتِ خستہ انتظار
آنکہہ مین ٹہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کی

۱۱۸

پھر ہو گی ٹہیس ای تسلیم اکدن آہ کی
آنکہہ سے بہ جای گا دل کا پہپہولا ٹوٹ کی

۹

ایک ہنگامہ ہی برپا روز و شب جانباز پر
خاک ڈالی ہی وفا خونِ شہیدِ ناز پر

چھیڑنی سی بیتابی کی کرتا ہون فغان
دم نکلتا ہی مرا مانندِ نی دمساز پر

الفتِ چشمِ سخنگو بت بنائی گی مجھے
سرمہ پھیر کی گی خموشی آہ کی آواز پر

کہلکی ہمراز افسانہ گوسی ہای رسوا کر دیا
خون میری تیز بلنی کا مری ہمراز پر

گدگدائی کیون کفِ پا آپکی وقتِ خرام
چشمِ عاشق کیا بچھی تھی فرشِ پا انداز پر

بلبلِ تصویر ہون صیاد کیون ہی بدگمان
کب مجھی قسمت نی بخشی قابلِ پرواز پر

باغ کا جوبن جو کھاتی ہی حنا وقتِ خرام
پھول جھڑتی ہین قدم سی فرشِ پا انداز پر

دو طرف حجتِ تمنا ہوگا ثابت حشر مین
کچھ مری بختِ سیہ پر کچھ تمہاری ناز پر

۱۱۹

کر دیا تسلیم سی اس مہوش کو بدگمان
پھٹ پڑی اکدن آلہی آسمان غماز پر

۱۲۰

جلی کیونکر نہ جی میرا جلِ ناکام و مضطر پر
کہ رکھتا ہی امیدِ وصل اپنی اس مقدر پر

اثر آتش مزاجی کا پسِ مردن بھی باقی ہے
ہر افسانہ لکھنا چاہی بالِ سمندر پر

سرشکِ آتشین کب چشمِ تر سی تا مژہ آئی
کیا ہی سوزشِ دل نی چراغان حوضِ کوثر پر

فنا مشتاق ہون ایسا کہ مجکو عہدِ طفلی مین
کفن کا بستر دہوکا ہوا دامانِ مادر پر

رولاتی ہی فلک کو بیکسی اپنی اتون کو
ہجومِ قطرۂ شبنم نہین پھولونکی چادر پر

تصور کر نہین سکتا کہ کیا ہون ضعف سے کاہش
خیالِ ناتوانی ہی گران ہی جسمِ لاغر پر

تمہاری بے مہری پر لہو روئیگا خنجر ہے
کہ خونِ گرم اپنا جم رہا ہی چشمِ جوہر پر

کیا اظہارِ بیتابی مرا کس بے زبانی سی
کبوتر دیر تک لوٹا زمینِ کوی دلبر پر

جنون مین بڑھ گئی ہمت مجھ وحشی کی خلقت سے
لٹاتا ہون متاعِ آبلہ ہر خار کی سر پر

کہان بیم و رجا مین ہے نگاہِ شوق کو فرصت
کبھی ہی چشمِ دربان پر کبھی ہے روزنِ در پر

پیامِ مرگِ عاشق ہا وہ سامانِ قیامت تھا
ہزارون مر گئی سناہ تری اللہ اکبر پر

ہمیشہ زخمِ دل تیغِ جفا ہی چاک کھتا ہون
دو پیکر کا یقین کیونکر نہو طالع کی اختر پر

وہ مجنون ہون کہ فیضِ گرمئ جان سی مری آخر
ہزارون پڑ گئی چھالی بیابان تیز نشتر پر

وہی تنگ ہے آداب اسیری کہ مضطر ہوں
نکل سکتی نہیں چاک قفس سے میری باہر پر

لکھوں کیا سوزش دل کی مضامین حروف آتا ہی
گرا دی گا یہ شعلہ برق بازوی کبوتر پر

یہاں تک سے جھکا ہی انتہائی بیت مستی میں
گمان ہی خط پیشانی کا مجکو خط ساغر پر

۱۲۰

بلا سی گر نہ سمجھی پایۂ فکر رسا جاہل
مدار اسکہ بھی ہی تسلیم طبع اہل جوہر پر

۱۷

حشر تک مارے ہی پھری بوی گل تر ہو کر
آپ میں آئی نہ ہم آپ سی باہر ہو کر

لطف ساقی سبب قتل ہوا فرقت میں
او تری ہی حلق سی آب دم خنجر ہو کر

عہد طفلی کی مزی لطف قضا سی پائی
قبر نی مجکو لیا دامن مادر ہو کر

پھر رہی دلکو ہوا مشغلۂ بیتابی
کون گذرا مری پہلو کی برابر ہو کر

لی تری خاک سے ہو لالۂ گلشن کیونکر
داغ دیتا ہی مجھی صورت اخگر ہو کر

کشش حسن سے کھچتا ہی تن زار مرا
بنگیا تار نظر ضعف سی لاغر ہو کر

قتل کرتا ہی شب وصل میں کروٹ لینا
مجسی بیجان نہ پھر و آج مقدر ہو کر

حیف کی جا ہی کہ ہوتی تھی تری ہر شب
درد پہلو میں ہماری ہی دلبر ہو کر

چشم میگون کی نظاری سی اک تھی غش
پھر گئیں نشہ میں آنکھیں تری ساغر ہو کر

شوکت فرق عدو آبلہ پائی سی بڑھی ہی
جلوہ گر ہیں سر ہر خار پہ افسر ہو کر

دیکھنا روز جزا دامن قاتل ہمدم
رنگ لائی گا مری خون کا محضر ہو کر

مر گئی دم تک ادب قاتل سی سر خم با
بھر پابوس جھکا تن سی جدا سر ہو کر

مل گئی خاک میں تو بھی نہ کدورت نکلے
ہمسی بدلا ہی زمانہ تری تیور ہو کر

آب انگور ہیں کیا تیغ مجھی تھی قاتل
خون تک زخم سی نکلا می احمر ہو کر

کربلا دی کی جہی خاک مین تیری رفتار	اوٹہون گا حشر کی دن فتنۂ محشر ہوکر
زاہدا دیکہہ ذرا پیر مغان کی اعجاز	خندہ زن شیشہ ہی کیا کیا تری لبریز ہوکر

گریہی جوشش گریہ ہی تو بیشک تسلیم
سیل اشک آج ہی گا مری سر پہ ہوکر

۱۲۱ ردیف ہای ہندی ۹

عشق کس کا کیسی چاہت افترا بہتان چھوڑ	دم یہ ناصح بن کہی جا خدارا جان چھوڑ
بت پرستی ورہین اہ خدا کا خوف کر	کافرون کی کہنی سنتی ہی تو ایمان چھوڑ
پہینک اسباب جہان آزاد ہوکر بیٹھہ رہ	چھوڑنی ہی بیشتر سامان کی سامان چھوڑ
چاہتا ہی گر حیات خضر مرجانی کی بعد	سیفروشون کی نہ جیتی جی کبہی دوکان چھوڑ
مرگیا عاشق ترا اک ہفتہ تو او خود پسند	کنگہی چوٹی سرمہ مسی عطر پٹی منہ سے پان چھوڑ
جو فقیری مین ہی بادشاہی مین کہان	بیٹھہ چل کر دشت مین قصر رفیع الشان چھوڑ
ایکدن جوبن ہی کی پہ جائی گا ایدل آنکہہ سی	دیکہہ مین کہتا ہون اوس نرگس کا دہیان چھوڑ
کچھہ تو خالی دل کو رکہہ ناکامیو ہنسی ہی فلک	حوصلہ کوئی تو نکلی کوئی تو ارمان چھوڑ

سخت مشکل ہین شعر بہی تسلیم جاہی نا خلف
یادگار زندگی تو دہر مین دیوان چھوڑ

۱۲۲ — ۵

پہینک تسبیح کو ای شیخ نہ زنار کو توڑ	ہو سکی تجہسی تو اپنی بت پندار کو توڑ
سخت جانی ہی نہین کٹہنی کا گلا او قاتل	کہنی سنتی ہی رقیبون کی نہ تلوار کو توڑ
محتسب خیر سی ماہ رمضان کٹہنی دی	اور رس و زنہ پیمانہ میخوار کو توڑ
رحم کر زحمت مہمان قفس پہ صیاد	ضد سی ناحق نہ پر مرغ گرفتار کو توڑ

مانگتا ہی لبِ شیرین کا جو بوسہ دیتی ہی
وقتِ آخر نہ ستمگر دلِ بیمار کو توڑ

جب مین سعی دازدہ ٹکراتا ہون سر کہتی ہین
جا مری گہر نہی خشتِ در و دیوار کو توڑ

دونون آماج ہین اِس ناوکِ قاتل تیرے
توڑ تو سینے کو چاہی دلِ افگار کو توڑ

پھر نہ توڑیگا خرابات کے خُم اے تسلیم
ایکدن خمِ سرِ زاہدِ مکار کو توڑ

۱۲۳ ردیف زای معجمہ ۳۰

پیر ہون پر ہی جوانیِ عشق عزلخوانی ہنوز
داد دیتی ہی مجھی میری سخن دانی ہنوز

پردۂ وحشت کفن سے بھی نہ ممکن ہو سکا
دے رہی ہی مجھکو طعنی چاک دامانی ہنوز

چھوڑ کر مقتل کہان جاتا ہی قاتل دیکھ تو
کہہ رہا ہی کچھ سکوتِ چشمِ قربانی ہنوز

دیکھکر کس گلکو نکلی ہی چمن مین تیرِ آہ
صورتِ نرگس ہی باقی ہی حیرانی ہنوز

ہوگئی ہین ان دنون پست پری بوایدِ فرش کی
دے رہی ہی ساتھ میرا خانہ ویرانی ہنوز

کیا کہون نیچی نہ سر نگون کہ جن تیشۂ فرہاد بھی
طعنہ بیداد دیتی ہی پشیمانی ہنوز

جب کہا مرتی ہین بولے اور بھی کچھ کم کہو
اختصارِ مدعا کرتا ہی طولانی ہنوز

صدقی آشوبِ جفا کی قتلِ عالم ہو چکا
تشنۂ خون ہی تری تیغِ صفاہانی ہنوز

وقتِ پیری بھی نہین سیلابِ مین کمی
کشتیِ عمرِ رواں ہی اپنی طوفانی ہنوز

مرکی بھی ہوتی ہین پاطلب مین جاہیِ سرشک
وای قسمت کر رہی ہین ہم لہو پانی ہنوز

کیا کہون کیا سجدہای بت سے بر آئی مراد
کچھ نہین حاصل مجھی جز داغِ پیشانی ہنوز

بوی گل ہون گل کی ہی لوثِ نظر سے پاک ہون
پردہ پوشی کرتی ہی میری سبک بانی ہنوز

گو ہوئی اقرار لیکن شاد کیا ہون حسن مین
بات مطلب کی کوئی اونسے نہین مانی ہنوز

حاجتِ شمعِ لحد مجھ تیرہ قسمت کو نہین
شعلہ افشان ہی چراغِ داغِ پنہانی ہنوز

آج تک محرومیِ قسمت سے ہین ہم من داغ داغ
مانعِ مطلب ہے اونگلی یا کہ دامانی ہنوز

نہ تو ہوا ہی کریگا مجھسی بحثِ نالہ کیا
اُف سی بھی واقف نہین قیسِ بیابانی ہنوز

ن سبب لیتی نہین عہدِ وفا کی تم قسم
بدگمان ہو کیہ شہیدِ ناز سی جانی ہنوز

واہ ری تاثیرِ وحشت پھینک کر بھاگا قلم
کھینچنے پایا تھا نقشہ مرا مانی نے ہنوز

خاک بھی ہو کر خیالِ زلف سے ہم ہی وہی
جمع رکھتا ہون مین اسبابِ پریشانی ہنوز

اوسکی بزمِ خاص تک تسلیم پہونچون کسطرح
مجکو تو آتا نہین آدابِ دربانی ہنوز

۱۲۴ ۲۲

لو بدگمان ہی یار کا تیرِ نظر ہنوز
سینے مین ڈھونڈتا ہی ہماری جگر ہنوز

اللہ ری شوخیِ دیدِ گلستان کہ بعدِ ذبح
جاتی ہین اوڑ کی سوی چمن بال و پر ہنوز

گو خشک ہو گیا ہی مگر خون سی مری
جوہر ہی ہو قالبِ سوفار پر ہنوز

کیون کھینچتا ہی مجھسے وہ دل کی لگی ہوئی
پیکان ترا ہے تشنۂ خونِ جگر ہنوز

سر پھوڑنے کا بعدِ فنا بھی خیال ہے
دو چار خشت رکھتی ہین ہم زیرِ سر ہنوز

ظلمت لحد کی دیکھکے آتا ہی یہ خیال
شاید نہین ہوئی شبِ فرقت سحر ہنوز

بعدِ فنا بھی کم نہوا انتظارِ یار
آنکھین لگی ہوئی ہین مری سوی در ہنوز

محشر بھی ہو چکا ہی ولیکن تہِ مزار
مین کہہ رہا ہون بیخبری کا ہی خبر ہنوز

گو مثلِ بر بہوت ہنسی ہم مگر تجھے
رونی کی آرزو ہی ابھی چشمِ تر ہنوز

اللہ ری ضعف چھٹکی قفس سے قفس کی پاس
بیٹھی ہوئی ہی بلبلِ بی بال و پر ہنوز

مر کر بھی حسرتون کی ہی سینہ ہجوم گاہ
برپا ہی ایک حشر مری جان پر ہنوز

چلتی ہین کم سنی مین اداکت سے کہان کی بل
زلفِ دراز آئی نہین تا کمر ہنوز

صدقی ہون اپنی مرگ کی کیا کیا خیال ہین
سیتا ہی بخیہ گر مری زخمِ جگر ہنوز

قسمت کہان سی لائی ہی چلتا ہون اب کہان
آتی خبر نہین مجھی منزلِ شکم ہنوز

ہر چند وہ نہ آئین گے لیکن انہی سے ہم
بیٹھی ہین فرشِ راہ کیی چشمِ تر ہنوز

ہنگامِ مرگ بھی نہین کہتا پیامِ یار
ترسا رہا ہی مجھکو مرا نامہ بر ہنوز

مہمان تمہارے کون کہ عکسِ جمال سی
جوبن ہی ہمنشین در و دیوار پر ہنوز

پونچھا نہین ہی رونی کا حال اونکی تاب
باقی ہی آبِ اشک کو ہونا گہر ہنوز

وہ ہین بغل مین بخت کی ناکامیون سی حیف
سمجھی ہوئی ہین عشق کو ہم بی اثر ہنوز

شرطِ وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
لپٹا ہوا ہی سینی سی داغِ جگر ہنوز

دل اونکی وقتِ مرگ بھی لیتا نہین خبر
بھولا ہوا ہی مجھکو مرا ہمسفر ہنوز

۱۲۵
وعدہ خلافِ یار سی وصلت کہان نصیب
تسلیم اوسکے ہی وہی شام و سحر ہنوز
شش

کیا کیا زمین سی ہین گلہ آسمان کو ہنوز
زیرِ کفن بھی ہاتھ ہی ہی شستہ مین کمان ہنوز

دل کی لگی ہوئی نہ بجھی بعدِ مرگ بھی
اوٹھتا ہی گاہ گاہ لحد سی دھوان ہنوز

چلتا ہی سیرِ گور کو دامن اوٹھا کی یار
حسرت زدون کی خاک سی ہی گمان ہنوز

ہر چند مثلِ نے ہون جگر سوختہ مگر
باقی ہی دل مین حسرتِ آہ و فغان ہنوز

پہنچا عدم کو قافلہ نقشِ قدم کی طرح
ہم مل رہی ہین خاک مین بیٹھی یہان ہنوز

گو مل گیا ہون خاک مین لیکن سمجھ کی خاک
رکھتا ہی مجھسی دور قدم آسمان ہنوز

۱۲۶
تسلیم گھور لیتے ہین کوئی حسین ہو
گو پیر ہین مگر ہی طبیعت جوان ہنوز
۱۲

ردیف سین مہملہ

ہٹ کے دست جنون اب کیا ہی پیرہن کے پاس
دھجیاں ہو کر گریبان آ چکا دامن کی پاس

خود بخود گردن کبھی جاتی ہی کچھ کھلتا نہین
سحر ہی افسون ہے کیا ہی خنجر آہن کے پاس

خاک تو پہنچی کی اوڑ کر دامن گل تک کبھی
بلبل بیکس کو گلچین دفن کر گلشن کی پاس

آتش سودا جنون کی شعلہ افشانی نہ پوچھ
آتی آتی طوق کشتہ ہو گیا گردن کی پاس

مر کی بھی خالی نہ ہوگا پہلوے تربت مرا
بیکسی رویا کری گی بیٹھکر مدفن کے پاس

رشک آتا ہی کہ ہمخلوت ہون موسی آپ سی
اور ہم دیدار کو ترسین کھڑی ایمن کے پاس

روز ملتی ہین ہمی مالیدہ لب سے کم نہین
دیکھ لین تمکو بٹھا کر ایکدن سوسن کے پاس

دید کی فرصت نگاہ شوق کو ملتی نہین
جھانکتا ہی کون شوخ برق شعلہ زن کے پاس

حسن کے گرمی سی پانی پانی ہو کر بہ گیا
آئینہ آیا جب اوسکی عارض روشن کے پاس

بیغرض کی دوستی نبھتی ہی ناداری مین بس
رشتہ لیتا ہی نہین ہر چند کچھ سوزن کے پاس

عالم بالا بھی پردون سی نہین بیچ نظر
جاگتا ہی ماہ تابان رات بھر خرمن کے پاس

دوستون کا قحط ہی تسکین دل کی واسطے
بیٹھتے اٹھتے ہین جا کر دو گھڑی دشمن کے پاس

حسن روز افزون پہ پردہ پردہ کر سکتا نہین
نور چھن آتا ہی جب آتے ہو تم چلمن کے پاس

کیا پتا تسلیم اپنا گر رہے سر مارتا
دہوپ مین جسکو ملین گی رات کے گلخن کے پاس

۱۲۷ ۱۱

حشر مین رکھتا ہی جی حور و قصر دنیا کی ہوس
مر کی بھی باقی ہی ابد تک تجھکو دنیا کی ہوس

زندگی بھر ساتھ تھی مرتی ہی رخصت ہوئی
ولولی حسرت تمنا جوش سودا کے ہوس

بیدریغی بی بھی وقت اجل کی کیا کہون
لیگئے وارث متاع و مال و دنیا کی ہوس

کس میں ہیبت سے بیٹھا ہی کسکی چھپا اور تجھے
حشر میں جاتی ہی کی پھر ہوئی وقت جانکی ہوس

جسقدر بیٹھتا ہی پای جستجو بیٹھتا ہی تیز
کم نہیں چھوٹی کبھی صورت سے دنیا کی ہوس

خوش ہیں میں تصویر کی مانند یون ہی نا امید
ان کی صحبت پر ندی یا بے تمنا کی ہوس

آپ ہی کہتی ہیں عمر بھر کسکو ہم
محنت کشتۂ شنیدہ آرزو شا کی ہوس

آبلی پاؤن کی ٹوٹی دل میں چبھ گئی
داغ دیتی نکلی گویا خار صحرا کی ہوس

کیا حقیقت ایک سوزن کی مگر اسپر بہی آہ
لی گئی ساتھ اپنی گردون پر مسیحا کی ہوس

جب سے سن پایا ہی تو قید مکان سے پاک ہے
اب نہ کعبی کی تمنا ہی نہ گرجا کی ہوس

۱۲۸

جس طرف پہیلا پہری تسلیم مجنون سی ہم
زندگی بھر کل کا پتلا وای تنہا کی ہوس

۹

ناگوارا نی دی سٹ جائی ستم پرور کی پیاس
میری ذمہ پہر رہی قاتل اگر خنجر کی پیاس

کیون نہ مائل اسقدر ساقی جھکا مینا ہی مے
تر زبان میں ہون تجھی کچھ دم لب ساغر کی پیاس

گر ہی نخل فلک سے ہو چکی سیراب گل
تا مگر اک قطرۂ شبنم ہی دن بھر کی پیاس

تیر کہاتی ہیں گھٹی مقتل میں قاتل کی حضور
آب پیکان سی بجھاتی ہیں دل مضطر کی پیاس

باصفا ظاہر کی فیض باطنی سے پاک ہیں
کیا بجھا سکتا ہی کوئی آب سے گوہر کی پیاس

ہوتی ہر ظالم شریک حال موذی دہر میں
دیکھ شبنم سی بجھاتا ہی فلک اخگر کی پیاس

ہم ہیں مشتاق شہادت یا علی وہ بھی دیکھیے
کسکی خون سے آج بجھتی ہی تری خنجر کی پیاس

جو مزا مرنی میں ہی لطف جینی میں کہاں
آب حیوان سے بہی بجھی ناکام سکندر کی پیاس

۱۲۹

کہاتی ہیں یاد کرنا چاہیے تسلیم تو
بھوک پیغمبر کی آل ساقی کوثر کی پیاس

۱۱

ردیف شین معجمہ

جیتی رہتی ہی سبزے کی تری خط مین کی پرورش
آسمان کی مہربانی تہی زمین کی پرورش

سایۂ دامانِ مادر بنگیا قسمت سے داغ
ورنہ مشکل تہی دلِ اندوہگین کی پرورش

لاکہہ پیدا ہی مگر دم سے زمین کرتا جدا
دل ہی ہی منظور تیرہ دلنشین کے پرورش

سب سے پہلے عشق نے آکر خبر لی یار نے
مجکو بہولیگی نہ وقتِ واپسین کے پرورش

مین کبہی قائل نہین کسکی ہی گر دل مین جگہہ
یہ فقط ہی تیری چشمِ سرمگین کے پرورش

اوسکی زلفونکو بناکر ہاتہ جیتی ہی اوٹہا
زہرِ افعی جانِ مارِ عنبرین کی پرورش

ایک عالم پر نگیونکر دونون جہان کیتی فروز
مہر و مہ نے پائی ہی تیری جبین کی پرورش

کیا کہون کیون اسقدر ملتی ہین مضمون بلند
کچھ مری تقدیر کچھ ہے روح الامین کے پرورش

زخم اوچہی دیکہکر برسون لہو رووَنگا مین
ایک آفت ہوگی وحشتِ نازنین کی پرورش

داغ ہی پہلوی دل مین کنارِ داغ مین
ہمنشین کرتا ہی کیا کیا ہمنشین سے پرورش

گر کہین ہے نقص دیوان کو تو ای تسلیم جان
عیب جو کی قدردانی نکتہ چین کے پرورش

۱۳۰ ۱۴

بت ہو تمین کہنی کو ہی مجکو سخن کے خواہش
ورنہ حاجت نغمہ زبان کی نہ سخن کی خواہش

چہپ کی صیاد سی گلشن کو بچا ای بلبل
دیکہہ پہر دام مین لائی نہ چمن کے خواہش

شکلِ تصویرِ خیالی ہون جہان مین بیرنگ
نہ لحد کی مجہی پروا نہ کفن کی خواہش

چارہ گر تو نہ مداوا مین کبہی کر آگے
جو لکہا بخت کا جو چرخِ کہن کی خواہش

پرتوِ عارضِ جانانہ سی روشن ہی مکان
کیا کرون وصل کی شب شمع لگن کے خواہش

شکر ہی مٹی ہم وقتِ جفا سی پہلے
مل گئی خاک مین ہے چرخِ کہن کے خواہش

بوی گل مجھکو بنایا ہی مقدر نی مری
پیرہن کی نہ تمنا نہ بدن کی خواہش

صفت گرد ہون یکسان ہی مجھی رنج و نشاط
نہ کبھی شکوہ غربت نہ وطن کی خواہش

کیا پڑی ہی جو اوٹھاؤن مین ستم گردون کی
نوجوانی مین [illegible] خواہش

عمر ہو چکی تھی اگر کنج قفس مین آخر
آتی کیون ہی مری [illegible] مین خواہش

دل مرا قدرہ صد پارہ کا اک ٹکڑا ہی
اسمین کیا خوش ہی [illegible] کی خواہش

آگ بن جائینگے کیا خاک لکھین ہم تسلیم
خط مین اونکو جگر سوختہ تن کی خواہش

ردیف صاد مہملہ

۱۳۱ — ۱۵

دیکھی خنجر سای آج کسکی دل کی حرص
[illegible] ہی حرص قاتل [illegible] بسمل کی حرص

پر ہی [illegible] سی [illegible] کی گنجایش نہین
کیا کری پیدا حباب آب ساحل کی حرص

شمع اگر شام سی جلتی ہی کیا کیا صبح تک
کسقدر رکھتی ہی [illegible] کی حرص

دم [illegible] مین [illegible] نہ مانند حباب
بی نشان [illegible] دعوی باطل کی حرص

[…]مل کی منہ اہل طمع کا بند پہر ہوتا نہین
دیکھ لو پہر کر دہان کاسہ سائل کی حرص

[…]ت [illegible] طلب مین شل [illegible] پا ہون روان
خواب کی خواہش نہ آرام سر منزل کی حرص

[…]کی ساعت لعف بہم سی نہین ہوتا جدا
آفت [illegible] شوق [illegible] کی حرص

[…]و شب پہرتا ہی کاسہ لی کی مہر و ماہ کا
کسقدر ہی اوج پر [illegible] چرخ تیرہ دل کی حرص

[…]دیکھی [illegible] لیلی قیس [illegible] سی دید کو
خاک مین ملجای گی یہی پردہ محمل کی حرص

[…]لب جان بخش کا بوسہ [illegible] کی عمر بہر
ساتھ ہی جای گی اس مطلب مشکل کی حرص

[…] کیون نہ [illegible] دامن دنیا کو یاس
کیا کری طبع [illegible] زبان [illegible] ساحل کی حرص

آمد و شد دیر و کعبہ کی دلِ گمراہ چھوڑ
باز رکھی کی حد سے خارج و داخل کی حرص

ہو گیا روشن یہ مجھ کو بھی چراغِ صبح سے
مرتی دم کیا کیا چمکتی ہی دلِ غافل کی حرص

نی تیر و راحتِ منزل نہین ہوتی نصیب
داغِ دل بخاتی ہی انجام کو کاہل کی حرص

تو ڈگر پای طلب تسلیم بیٹھون کس طرح
روز و شب بھگا رہی ہی دلکو میری دل کی حرص

١٣٣ ردیف ضاد معجمہ ٢٣

کچھ مجھے راحت نظر آتی ہی تجھ پنہان کی عوض
کاش دل ہی نکل آتا تری پیکان کی عوض

اوڑ چلا خطِ سیہ عارضِ تابان کی عوض
مور چی تخت ہوا پر ہین سلیمان کی عوض

سوختہ بخت وہ ہون تاکو دیجی پانی کی دعا
آگ برسائی فلک ابر سی باران کی عوض

مفلسی مین بھی سیہ خانہ مرا روشن ہی
داغ جلتا ہی چراغِ شبِ ہجران کی عوض

عاشقِ زلف ہون خطِ سبز ہون لیکن تعت ریز
خار روتی ہی مجھی سنبل و ریحان کی عوض

کبھی بوسہ نہ دیا سینہ کی دلِ عاشق کو
کوئی احسان نکیا آپنی احسان کی عوض

پوچھتی کیا ہو مرا مذہب و دین ای واعظ
دل مین ہی بتِ بیرحم ہی ایمان کی عوض

خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈالدی ہی چرخ
بحرِ قلزم مین ہو گو ولی ڈوبہین طوفان کی عوض

چارہ گر کشمکشِ سعی و دوا اوا کب تک
دی ہی بھی نی زہر کسی نی مجھی درمان کی عوض

رشتۂ گم یہ پسِ مرگ بھی رہی گی جاری
شمع روئیگی تری کشتۂ ہجران کی عوض

کیا کہین بیخودیِ جوشِ جنون کا عالم
سیتی ہین دامنِ گل اپنی گریبان کی عوض

مدعا مرگ ہی گر تہا فلکِ شیرین کام
زہر دینا تہا مجھی تلخیِ دوران کی عوض

فصلِ گل مین تو اوڑاتی ہین ہنسی سب اسنی
صدمی کچھ بہی ہی بلبلِ بستان کی عوض

آرزو ہی مری وحشی ہی جنون نی اسکو / دل مرا خاک اوڑانی کو بیابان کی عوض

پنجۂ ہستی کی ضمانت میں رہا یا زندان / گور میں قید ہیں ہم عمر گریزان کی عوض

ہم وہ عاشق ہیں کہ اپنی ہین قسمت ہی / آنکھ شمشاد پہ ڈالیں قد جانان کی عوض

سنکی افسانۂ مجنون نکر آنکھیں بند / دیکھ لو حال مرا خواب پریشان کی عوض

تھوڑی انعام کی لی ہیں بہت کر بخشش / دی گہر مثل صدف قطرۂ نیسان کی عوض

شاد ہیں قتل سین کچھ پرسش نہ کر قاتل / منہدی ہاتھوں میں نہ مل خون شہیدان کی عوض

نئی طرح کی جوشش ہی بہت جنون / ٹکڑی ٹکڑی ہی جگر چاک گریبان کی عوض

بگڑی مشاطہ پی جب بال بنائی اوسکی / خود پریشان ہوئی زلف پریشان کی عوض

رنگ نرگس کی طرح ہوش عنادل کی اڑی / باغ میں گل کی ہنسو تم گل خندان کی عوض

۱۸

اب کہان ولولۂ جوش نشاط ای تسلیم / رہ گئی پردۂ گریبان لب خندان کی عوض

آپ میں گم ہوں کسی کی جستجو سی کیا غرض / جب دہن تیرا ہی پھر گفتگو سی کیا غرض

دیکھ کر بخل فلک کو حوصلہ جاتا رہا / آرزو کہتی ہی مجکو آرزو سی کیا غرض

بحر ہستی میں حباب آسا نظر رکھتی ہیں سیر / ہتھکڑی ہی کام کیا طوق گلو سی کیا غرض

کیوں ملیں ہم خاک میں تعظیم منعم کے لئے / اہل زر کی اعتبار آبرو سی کیا غرض

ذکر کعبہ ہو کہ وصف بت پرستوں کو سلام / رند مشرب ہیں ہمیں اس گفتگو سی کیا غرض

تشنگی قاتل کی طلب حشر میں بولا زخم دل / میں تو راضی ہوں تمہیں میری عدو سی کیا غرض

عندلیب گلشن جنت ہیں مجکو ای صبا / تو ہی بتلا ان گلوں کی رنگ و بو سی کیا غرض

ہی کسی محبوب دوران کا یہ نو یادگار / ورنہ تھی گردون کو طوق بی گلو سی کیا غرض

پُر تکلف شامیانہ گور پر بیکار ہے
مل گئی جب خاک مین پھر آبروسی کیا غرض

نشترِ فصاد ہا حق جسمِ بیجان کو نہ چھیڑ
قالبِ تصویر ہون مجکو لہوسی کیا غرض

تہمت آلودگی سی پاک طینت پاک ہین
چادرِ آبِ روان کو شست و شوسی کیا غرض

عالمِ خندہ ہو یا گریہ ہو چُپ رہتی ہین زخم
ہنسنے رونی کی فقط ہین گفتگو سی کیا غرض

عشقِ رخ بس ہے خط و خال و دہان و لب کو چھوڑ
ایک سو رکھہ دل کو فکرِ چار سو سی کیا غرض

بڑھ کی تر دامن سی محشر مین ہوا بی آبرو
زاہد انکلی نمازِ بی وضو سی کیا غرض

حاضر و غائب ہی تصویر ہی پیشِ نظر
صورتِ آئینہ مجکو روبرو سی کیا غرض

مثلِ شیرین سوگ رکھو عاشقِ جانباز کا
تمکو میری خندۂ مرگِ عدو سے کیا غرض

سرخوشِ جوشِ حقیقت ہین مجھی اس سے تم مین
ساقیا تیری می و جام و سبو سی کیا غرض

مین تو ہون تسلیمؔ شاگردِ نسیمِ دہلوی
مجکو طرزِ شاعرانِ لکھنؤ سی کیا غرض

۱۲ — ردیف طای مطبقہ — ۱۳۴

آئی و ورودی صاف تہا وس لقا کی خط
بہیجی گا صبح و شام ہزارون لکھا کی خط

کیا جانیی وفا نی اوسی کیا سکہا دیا
رو یا کیا قلق مین عدو بھی پڑہا کے خط

اظہارِ دشمنی سی کہلی دوستی کی راز
رسوا ہوئی وہ اور بھی پڑہی ہی وڑا کی خط

اوس شعلہ رو کو سوزِ جگر کہیل ہو گیا
قاصد کی شکل دیکہہ یا ہی جلا کے خط

کہلا کیا نہ دل ہی دل کا لکھا ماجرا مگر
بیرحم نے پڑہا نہ کبہی دل لگا کی خط

وقتِ شباب سبزۂ رخِ ضعیف تن شکن
آتی ہین آدمی کی لیی دو قضا کی خط

جو جو لکھا ہی یار نی سب ان کا نقش ہے
طغرایِ کعبہ ہین صنمِ پارسا کی خط

اسد ری نازکی کفِ دستِ نگار مین
پاتا ہون آج تک کہ برگِ حنا کی خط

دونون جہان مین رسل و رسائل کی رسم ہے
محبوب انبیا ہین صحیفے خدا کے خط

وہ شعلہ رو پڑہے گا لکھا کیا نصیب کا
کردی کی خاک حسن کے گرمی جلا کی خط

تعویذ سی حرارتِ قلبی نہ جای گے
مجکو پلاؤ وہ ہوکی مری دلربا کی خط

۱۳۵ — تسلیم چھہ یان نہین پیغامِ مرگ ہین
لکھی ہوی ہین خاص دستِ قضا کی خط — ۵

قاصد کرادی کوچے مین اوسکی کمر سی خط
گذری گا آتی جاتی کبھی تو نظر سی خط

شاید وہ پاکی ہوی وفا ہے بیان ہے
لکھتے ہین اس امید پہ خونِ جگر سی خط

گمشتگی نصیب کے لکھتا غضب ہوا
آخر کو کرپڑا الگ نامہ بر سی خط

موقوف یکقلم ہین بہم نامہ و پیام
کوئی گیا ادہر سی نہ آیا اودہر سی خط

اللہ ری نازکے وہ منظارہ جمال
پڑتی ہین وی صاف پئے نظر سی خط

میرا تو عرضِ حال ہی مشکل پسند ہی
لکھتا ہون خامہ مژہ چشمِ تر سی خط

کچھہ آگیا جو پاس وفا نامہ لی لیا
لیکن نہ پڑہ سکی وہ رقیبون کی ڈر سی خط

۱۳۶ — تسلیم وقتِ شام بھی فرصت نہین نصیب
کس مہوش کو لکھتی ہو بیٹھی سحر سی خط — ۹

تسکین اضطراب مین وی نامہ بر غلط
شرطِ وفا نبا ہین گی وہ عمر بھر غلط

بجای جس سی بلبلِ مضطر کی جان پر
ایسی اوڑا نسیم نہ آکر خبر غلط

شوقِ وصال جوشِ تمنا ہجومِ غم
لکھنی کو اوسنے کیا نہین لکھا مگر غلط

اللہ ری بیخودی قلم تحریرِ داغِ عشق
اوس شعلہ رو کو لکھہ گئی سوزِ جگر غلط

کرتا ہی کیا مسودہ منشئ روزگار
ہوتا ہی روز صفحۂ شام و سحر غلط

ثابت کرون علم نجم کوئی غیب دان نہین
اوسکی کمر کو مین کہون تار نظر غلط

فریاد سنکے آئیگا صیاد کو نہ رحم
سمجھے ہوئی ہی بلبل بی بال و پر غلط

ہر شب ہے وعدہ قتل کا ہر روز کچھ نہین
عہد ستم ہی او فلک حیلہ گر غلط

۱۳۷ — تسلیم نازکی سے یہ فن اسقدر ہی خبط
نکلا ادہر زبان سے مصرع اودہر غلط — ۹

ناصح بلاسی اوسنکے ہین قول و قسم غلط
کچھ دم تو سادگی سی مرا ہوگا غم غلط

کیا بار پہول لی کی لحد پر تم آؤگی
کہاؤ نہ مرتے دم مری سر کی قسم غلط

کیا رشک ہی جو یار کو مین بہیجتا ہون خط
لکھتا ہی ضد سی خامۂ مشکین رقم غلط

جب پوچھتا ہون غیر سی پہر آپ مل گئے
گہبرا کی کہتی ہین تری سر کی قسم غلط

کیا کہہ گیا تھا شام کو ظالم جو صبح تک
سمجھے نہ انتظار مین وعدی کو ہم غلط

کیا شکوہ تجھسے وعدۂ باطل کا بیوفا
لکہا مری نصیب کا ہی یکقلم غلط

معشوق ہی کہ تیغ گلی جسکی مل گئے
اکدم مین ہو گیا غم ہست و عدم غلط

دل بہی وہ آینہ ہی اگر پائے یہ جلا
روشن ہو بات بات سی تہا جام جم غلط

اوسکی ہر ایک بات کو تسلیم جانتا
حیلہ فریب مکر دغا فقرہ دم غلط

۱۳۸ — ردیف ظای معجمہ — ۱۵

کیون خرابات مین لاف ہمہ دانی واعظ
کون سنتا ہی تری ہرزہ بیانی واعظ

دفتر وعظ کی نقطی بہی نہون گی اتنی
جلتی ہین دل مین مری داغ نہانی واعظ

سچ ہے جنت و دوزخ کا فسانہ لیکن
کس طرح مان لوں میں تیری زبانی واعظ

بے وضو پای خم بادہ کو چھو لیتا ہی
خاک آتی ہی تجھی مرتبہ دانے واعظ

نرم ہی دل سخن گرم سے اب تک تیرا
دیکھ لی ہمنی تری شعلہ بیانی واعظ

نیک و بد خوب سمجھتا ہوں کسی دن کیا کہی
سننی دیتا نہیں آشوبِ جوانی واعظ

رندی و زہد یائی ہیں ہیں دونوں یکتا
مثل میرا ہی نہ تیرا کوئی ثانی واعظ

یہ خرابات ہی جا خیر سے اپنی گھر کو
منہ کی کھلوائی نہ پھر تیز زبانے واعظ

آج سمجھا گئی کیا تجکو عبادت تیری
نہ رہا مشغلۂ اشک فشانے واعظ

اسقدر ہی جو دمِ نزع ہوس دنیا کی
ساتھ لیجائی گا کیا عالمِ فانے واعظ

رند ہوں وی مجھی جامِ می اطہر کی خبر
تجکو کوثر کا مبارک رہی پانی واعظ

زرد ہو جاتا ہی سنکر رخِ گلگون میرا
تیری تقریر ہے یا بادِ خزانی واعظ

نقشۂ فردوس کا باتوں میں کھا دیتا ہے
یہ زبان ہی تری یا خامۂ مانی واعظ

چلتی پھرتی نہیں بیوجہ یہ رونا میرا
ساتھ پھرتا ہوں لیی غم کی نشانی واعظ

۱۳۹	کیا اثر کی خامۂ تسلیم دمِ فکرِ سخن طبع میں آج ہی دریا کی روانے واعظ	۹

سب غلط کھنی کو ہی قال و مقالِ واعظ
پوچھو یارانِ خرابات سے حالِ واعظ

سبکو کہتا ہی بُرا آپ بھلا بنتا ہے
کس طرف ہے مری اللہ خیالِ واعظ

جمع کرتا ہے سدا مکر سے مالِ دنیا
دیکھیے کیا ہو دمِ حشر مآلِ واعظ

حرمتِ بادہ میں رند و نکر و فکرِ جواب
ٹال و آری بلی کہہ کے سوالِ واعظ

لی اوڑا ریش کی جلوی کو خضابی جوبن
رو سیاہی سے ہٹا اور جمالِ واعظ

عجزِ توبہ شکنی قوتِ بیباکی ہی — مجکو آسان ہی جو کچھ ہی محالِ واعظ

جز گنہگار نہ پوچھے گئے تقویٰ والی — سب دھرا رہ گیا محشر مین کمالِ واعظ

جانی دو شیشہ و خم توڑنی رندونکی حضور — آج میخانی مین دیکھین گی مجالِ واعظ

ادبِ حسن پرستی جو یہی ہی تسلیم
ہو چکا حشر مین حورون ہی وصالِ واعظ

۱۴۰ — ۱۳

آگ ملک اوٹھتی ہی سن سنکی بیانِ واعظ — کوئی شعلہ ہی دہن مین کہ زبانِ واعظ

مجھ سی نکتہ سرا آپ سراپا غافل — صفتِ خامہ ہی بیشرم زبانِ واعظ

بحث کرنی ہی نہ تھی پیرِ مغان سی آخر — مل گئی خاک مین سب شوکت و شانِ واعظ

چھیڑنی جاتی ہین شیشی لیی آغوش مین رند — میکدہ آج بنا دین گی مکانِ واعظ

اعتبار اسکو قسم کا نہ یقین توبہ کا — کیا کرون ہای علاجِ خفقانِ واعظ

بیچتا ہی طمعِ زر پہ خدا کے باتین — آجکل مسجدین گویا ہین دکانِ واعظ

دو ہی دن مین صفتِ حرفِ غلط عالم مین — نام کو بھی نہ رہا نام و نشانِ واعظ

اپنی فرماتی ہین سنتی نہین رندونکی کبھی — دہنِ شیشۂ بادہ ہی دہانِ واعظ

جی بہلتا ہی الٰہی ورقِ ہستی پر — جبتلک ہین تن بسلامت ہی جانِ واعظ

جیتی جی مجھسی چھٹی جام و صراحی توبہ — غلطی پر ہین خیالات و گمانِ واعظ

خلد مین ہی یہ مقیمِ حرمِ یار ہون مین — میری عالم مین نہین فرق جہانِ واعظ

چھیڑنی کو یہ ہم رند و بدل سے ہی ورنہ — یار واعظ ہی مرا ہین دل و جانِ واعظ

بگڑی کس بات سی جو دیر کو چھوڑا تسلیم
آج کیون بیٹھی ہو مسجد مین بہانِ واعظ

۱۴۱ — ردیفِ عین مہملہ — ۱۲

اوٹھ گیا کیا کہ کی تو ای غیرتِ تنویرِ شمع
شمع وہ ہنگیر شب ہے شب گریبانگیر شمع

باغ مین ہوا گرم رنگِ محفل رات کو
شاخِ شمع سبز ہو گل شعلۂ تنویرِ شمع

لاکہہ شعلہ سر کو پٹکی رخصتِ جنبش کہان
اشک کا دانہ ہوا ہی دانۂ زنجیرِ شمع

عشق کی نیرنگیان دیکہو کہ جسمِ نزار مین
سوزِ غم سی بنگیا ہر استخوان تصویرِ شمع

ہجر مین وہ جلتی ہین جو مہلت مین جلتا کاش کر
شمع کو دیتی مری قسمت مجہی تقدیرِ شمع

سر چڑہانا غیر کا ہی اپنی مٹنی کی دلیل
لی بجہا آخر کو شعلہ قامتِ دلگیرِ شمع

لاکہہ رویا رات بہر پگہلا نہ وہ آتش مزاج
ہو گیا ہر اشک میرا اشکِ بی تاثیرِ شمع

بی سبب ہونکا نہین جو انکو سوزِ عشق نے
اسمین کچہہ تقصیرِ پروانہ ہی کچہہ تقصیرِ شمع

دیکہکر پروانی کیون جوڑی تصدق کی لیے
کیا کوئی خطِ شعاعِ شعلہ تہا تحریرِ شمع

شورِ بیتابی مین بہی پاسِ خموشی ہی وہ ہے
کیا کوئی سمجہی ادای نالۂ شبگیرِ شمع

دن کو ہجر و ہم نظارہ رات بہر سوز و گداز
بختِ پروانہ ملا مجکو دلِ دلگیرِ شمع

گر یہی ہی تیرے حسنِ روز افزون کا فروغ
خاک مین مل جائی گی اک رات کی تنویرِ شمع

اوسکی بزمِ خاص مین رہتی ہی شب بہر جلوہ گر
اور کیا ہوتی جہان مین عزت و توقیرِ شمع

گرم فقری سنکی وہ کہتی ہین ای تسلیم آج
آگئی تیری کیا زبانِ شعلہ کیا تقریرِ شمع

۱۴۲ — ۱۴

کس طرح وقتِ سحر بالین سی اوٹھکر جائی شمع
خفتہ بختی کی اثر سی سو گیا ہی پائی شمع

ہجر مین دیکہی اگر میری سیہ خانہ کی شکل
تہرتہری پیدا ہو قدِ شعلہ تن جائی شمع

بلبلونکا جائی پروانہ ہی تربت پر ہجوم
رنگ لائی بعدِ مردن گلفشانیہای شمع

وای محرومی رہونمین ہیکفن اور بعد مرگ
لاش پروانہ حریر شعلہ مین کفنای شمع

رات بہرکا میہمان ہی دیکہنا وقت سحر
خاک مین ملجای گا حُسن قد بالای شمع

کم ہو کیونکر تیرہ بختی بیکسون کے بعد مرگ
کیا پڑی ہی کس لیی کوئی لحد پر لای شمع

اسقدر پاس حیا ہی کہتی ہین میری حضور
دامن فانوس مین مُنہ کو چہپا کر آی شمع

حیف ہی تم غمزدون کے سوگ مین ہنستی پہرو
اور جب آئی لحد پر اشک ٹپکا جای شمع

مضمر ہی فانوس مین جبتک ہے ورنہ بیحجاب
اور ہی سوز دل پروانہ کو بہڑکای شمع

اسقدر ای سوز غم امیدوار لطف ہون
آج آکر شام تک مجکو نہ زندہ پای شمع

گور ہی سُونی پڑی بیرونقی بالین ہے اوداس
دیکھیی تیری طرح کبتک ہین تن سای شمع

ہون وہ دیوانہ جو شبکو جوش مین آکر پہرون
آگی آگی غول صحرای جنون کہلای شمع

سامنی اُسکی رخ روشن کی مشکل ہی فروغ
لاکہہ شب بہر شعلۂ رخسار کو چمکای شمع

۱۴۳ — ایکدن تسلیم پروانی سی پوچہا چاہیی
کس توقع پر تجہی ہے اسقدر سودای شمع — ۹

ردیف غین معجمہ

دور ساقی مین ملی مجہ رند کا کیونکر دماغ
بیشتر سرمست مین رہتا ہون اکثر تر دماغ

ابتو کیا گر ساقی دوران نی سُنلی حشر مین
دیکہنا مجہ رند کا واعظ لب کوثر دماغ

ایک کی سنتا نہین وہ بُت غرور حسن مین
خاک کی پتلی کا ہی عرش معلی پر دماغ

سامنی مقتل مین جو آیا گلی ہی مل گیا
ایک سی رکہتا نہین قاتل ترا خنجر دماغ

مدتون سی نکہی ہی وہ زلف سی ساوصل مین
ہمسے کیا کرتی ہی ای باد صبا بکر دماغ

ابتو آہ زیر لب ہی اُسکی ہوتا ہی خفا
اسقدر پامال غم سی ہی بت خود سر دماغ

گوشِ گل سنتی نہین فریادِ بی تاثیر سے
کیون پریشان کرتی ہی اے بلبلِ مضطر دماغ

پوچھتے ہو کیا سرِ شوریدۂ مجنون کا حال
کھاتی کھاتی سنگِ طفلان ہو گیا پتھر دماغ

۱۴۴

خاک اے تسلیم ہو قدرِ سخنور دہر مین
سب امیر اس وقت کی گوزشتر ہین خر دماغ

۶

جلتی ہین سینے مین لاکھون داغ کی ہر شب چراغ
ہون تہی مین مفلس مگر روشن ہی گھر مین شب چراغ

اصل کا ممکن نہین ہی کام نکلی نقل سے
کیا زبانِ شعلہ سی کچھ کہہ سکی مطلب چراغ

دیر ہو یا کعبہ اسکو دل جلانی سی غرض
صورتِ داغِ دلِ عاشق ہے بی مذہب چراغ

اُف رے ظلمت صحبتِ شعلی کا تن کانپا کیا
ڈر گیا میری سیہ خانی مین آیا جب چراغ

تیرہ بختی جبتلک ہے خاک ہو فن کو فروغ
سامنی کالی کی جل سکتا ہی یا رب کب چراغ

۱۴۵

لکھنؤ ظلمتکدہ کیونکر نہ اے تسلیم ہو
سیکڑون گھر مین نہین اونکو جلتا اب چراغ

۹

مین جلا کر کیا کرون فرقت کی شب گھر مین چراغ
ہر شرارِ آہِ غم ہے دیدۂ تر مین چراغ

داغِ دل روشن کبھی روشن کبھی داغِ جگر
اک نیا ہر روز جلتا ہی مری گھر مین چراغ

آہ کی جھونکی مٹا دین گی فروغِ زندگی
غیر ممکن ہے کہ ٹھہری بادِ صرصر مین چراغ

زندگی تک جلوۂ اہلِ دول ہی دہر مین
پھر نہ دیکھا ہمنے جلتے قصرِ قیصر مین چراغ

رات کو مہتاب دن کو مہر کیا اندھیر ہے
رات دن جلتا ہی قصرِ چرخِ اخضر مین چراغ

عشق ہی اک جوہری ایسا جو بر آئی مراد
عمر بھر روشن کرین اے خضر گوہر مین چراغ

صاف باطن غیر سی کسبِ ضیا کرتی نہین
کوئی شب جلتا نہین آئینی کی گھر مین چراغ

روئے آتشناک پر شبکو جو گیسو آ گئے
جل اٹھا ہر حلقۂ زلفِ معنبر مین چراغ

چل نجف کو ہند سی تسلیم روشن کر دماغ
داغ دل سی روضۂ پرنور حیدر مین چراغ

۱۴۶

ردیف فا

۱۴۶

گلفشان سینی مین ہین داغ کہن دونون طرف
ہم وہ بلبل ہین کہ کہتی ہین چمن دونون طرف

وصل کی شب شرم سی آیا نہ لب تک راز دل
اک حیا باہم رہی قفل دہن دونون طرف

کان تک اونکی مری فریاد کیونکر جا سکے
روز و شب حائل ہی زلف پرشکن دونون طرف

آرزومند شہادت دل بہی ہی مثل جگر
دہیان کہنا قاتل ناوک فگن دونون طرف

بعد مردن سر کہلا ہی پاؤن ہین نکلی ہوئی
کم ہوا تقدیر سی طول کفن دونون طرف

میری اونکی دیکہیی کیا فیصلہ ہوتا ہی آج
گفتگو کرتے ہین اہل انجمن دونون طرف

وصل کیسا بہر تسکین کہہ دیا کرتا ہی کچہہ
قاصد افسون بیان شیرین سخن دونون طرف

تہلکے سی مسجد و بتخانہ بہی خالی نہین
لوٹتی ہین آہ شیخ و برہمن دونون طرف

مرگی بہی بہڑکا ہوا ہی شعلۂ داغ جگر
جل رہی ہی گور پر شمع لگن دونون طرف

پہونک رہا ہی ہمنشین یہان لب پہ ہی اونکی آہ گرم
ایک سوز عشق ہی آتش فگن دونون طرف

کیا تعجب پرتو رخسار آتش رنگ سی
کان کا موتی بنی لعل یمن دونون طرف

پہوٹ نکلا رنگ جسم نازنین پوشاک سی
ایک سا رکہتا ہی عالم پیرہن دونون طرف

اک نظر رہتی ہی گل پر اک نظر صیاد پر
دیکہتی ہی عندلیب نعرہ زن دونون طرف

سنگ لی ہی تسلیم کوہ و دشت مین تیرا پتا
خاک اوڑاتی پہرتی ہین اہل وطن دونون طرف

۱۴۷ ۱۴۸

کیا کرون دیکہی ہین نامۂ عصیان کیطرف
آج ہی میری نظر آپکی احسان کیطرف

سبکی سب بحث ہوئی تیکھے جانان کیطرف
کوئی تو بولو مری شوق ابشیمان کیطرف

آج ای بلبل بیکس ہے تری جان کی خیر
آنکھہ صیاد کی پڑتی ہی گلستان کیطرف

دیکھتا ہی کسی اوٹھاو ٹھکی غبار یحدی
کون ہی گرم سفر کور غریبان کیطرف

مرگیا آج گرفتار مصیبت کوئی
دیر سی شور ہی برباد زندان کیطرف

شب وعدہ کے نگر آج تو ضد ملنی مین
دیکھہ بیرحم مری حسرت ارمان کیطرف

صدقی ای دست جنون تیری کہ اتنا تو ہوا
ہنس دیے دیکھہ کی وہ چاک گریبان کیطرف

بیکسی کیا کرون تنہا ہی یہ کہ مین سنتا ہون
موت ہی آج مری شب ہجران کیطرف

گرد کلفت ہی سلامت ہی یہ نہین دلمین
آنکھہ اوٹھا کر کبھی دیکھون بیابان کیطرف

پوچھو اپنی رخ شفاف سے کیا سحر کیا
دیکھتی کیا ہو مری دیدہ حیران کیطرف

کفر تقدیر مین لکھا ہی کرون کیا واعظ
دل کھنچا جاتا ہی وس دشمن ایمان کیطرف

اور کیا ہی اثری ہوگئے زیادہ رسوا
زخم ہنستے ہین تری تیکھی دندان کیطرف

ہای ری شرم اسیری کہ قفس مین بلبل
روئی منہ پھیر کی اکدن نہ گلستان کیطرف

کسکو سودا ہے دریار سی اوٹھکر تسلیم
جائی آدم کی طرح روضۂ رضوان کیطرف

١٤٨ ردیف قاف ١٧

ہون وہ دیوانہ جو سہا کون تو ٹکر گردن کی طوق
حلقۂ موج ہوا لیٹی گلی ہی ہنکی طوق

دیکھی کیا رنگ لاتی ہین تری گردن کی طوق
بیڑیان کس کسکو پہناتی ہین بچپن کی طوق

رشک سی کیونکر نہ مین کاٹون گلا اپنا کہ تو
پہنو میری سامنی ترما تہسی دشمن کی طوق

بن گئی تاب حسن ہالہ بنگیا مہتاب کا
جسکی ہی آیا قریب اوسکی رخ روشن کی طوق

ہوں وہ دیوانہ دمِ طفلی جنوں کی جوش میں
بیچ کر طوقِ طلا پہنا کیا آہن کی طوق

ضعف سے سر ہی بالِ وحشت ورنہ مدتوں
پہنی ہیں ہمنی ابھی گردن میں شوقِ سنگ کی طوق

تھا وہ مجنوں قیس تہا یا کوہکن بھی شگون
سب نی پہنی چوم کر پتھر مری مدفن کی طوق

دیکھتا ہوں جب تمنا میں گلی کا ہار سے
لوٹتا ہی کیا مری ہر تر ری جوبن کی طوق

وای قسمت ہم رہیں محروم روزِ عید بھی
اور یوں لپٹی گلی سی اوس رخِ ناطن کی طوق

ہاں کہاں وہ پہنو زیور رسمِ ماتم ہو چکی
کیوں پڑا رہتا کہاں ہی بستگی گیسو کے طوق

سیکڑوں مجنوں ہوئی کاٹی ہزاروں نی گلی
ہو گیا آفت میں لپیٹا مرا بن بہن کی طوق

ہوں مشتاقِ اسیری مر و بنی جاؤں اگر
آتی ہیں میری سامنی گردابِ دریا بن کی طوق

زلف کی حلقی نہیں روشن فروغِ حسن سے
کچھ طلائی ہیں گلی میں افعیِ ہزاری کی طوق

ہوں اسیرِ عشق ترکِ جنگجو میں خاکسار
ای فلک پہنا مجھی نقشِ سمِ توسن کی طوق

گرمی گلا ہوش ہی لیلیٰ اکدن او ترکہ مجنوں
پاؤں تک پہنچی گی گیسوئے آئین گی گرہ بنکی طوق

گر نہیں ای مہروش تیرا اسیرِ عشق ماہ
رات کو پہنا کیا کیوں شبنمِ عنبر من کی طوق

گر نہیں بیمار کی دستِ جنوں ہی تو ضرور
ایکدن آئینگی روتی حال پر دامن کی طوق

قید بھی ہو کر رہی ہیں عاشقِ گیسو کی بل
کیا پہنتا ہی جنوں کی جوش میں تن تنگی کی طوق

سامنی شمشاد کی کاٹی گلی کو رشک سے
دیکھ لی قمری اگر اوس سروِ گلشن کے طوق

گر یہی ہی صورتِ دیوانگی تو ایکدن
دیکھ لینا لیکری شکلِ پیراہن کے طوق

قمریوں کی طرح پابندِ وفا ہیں ہم کبھی
ساتھ لیجائیں گی ہوا لی تری گردن کی طوق

سچ کہی ای تسلیم ارشادِ نصیرِ دہلوی
فہم میں آتی ہیں ایسی کب کسی کو دل کے طوق

تھی ہی آغازِ الفت مرگ ہی انجامِ عشق
توبہ توبہ کرنی لی بہولی سی غافل نامِ عشق

بلبلِ گل خون سی دل کی آزادی محال
خط ہی سبزہ خال دانہ زلف ہم دامِ عشق

مرگی ہم ہی عشن ہین پر خاک لا کہون دل کی داغ
شمع کی پروانہ ہمین کہتی ہماری شامِ عشق

چاہتا ہون عشق عمر کیو اسطی لیل و نہار
صبحِ حسنِ دوی روشن شامِ تیرہ فامِ عشق

کب سی ہین امیدوار جوشِ کیفِ بیخودی
اس طرف بھی ساقیِ بیہوش کوئی جامِ عشق

حسنِ جانان ہی مخاطب کل اپنی طرف
کہتی ہی کچھ زلفِ برہم کانیش پیغامِ عشق

خاک سی اپنی نہین دل اٹھتی بگولی وار سب
کچھ ابھی باقی ہی شاید گردشِ ایامِ عشق

اب ہی خوش ہوتا ہی دل سن سنکی تیر بیصدا
ہای کہدیتا ہی کیا آکر خیالِ خامِ عشق

کچھ خلش دیتا ہی تسلیم دل میں چاہیے
ورنہ کہین کام سی کیون کام ہم ناکامِ عشق

ردیف کاف

۱۵۱

ربطِ تپش شمع دلِ مہتاب کہان تک
اے شمع کہو صحبتِ سیماب کہان تک

اشکون کی شبِ ہجر مین آخر کوئی حد بھی
آغوش مین لی چادرِ مہتاب کہان تک

ای مرگ ادہر آ کہین آنکھین ہون تہ بند
دیکھون ستمِ دیدۂ بیخواب کہان تک

حسرت ہی کہ طوفان مری سر سی گذر جائی
چکر مین رہون صورتِ گرداب کہان تک

انصاف کرو جس نے الستا کِ ازل کو
بہلائی بہلا صحبتِ احباب کہان تک

کیونکر نہ مری دل کس طرح ہو تری چلمن
روکی نگہِ عاشقِ بیتاب کہان تک

فرقت میں تری او درِ دریائے تمنا
تڑپون صفتِ ماہیِ بی آب کہان تک

کب سی ہی کشاکش مین اجل کی مری گردن
تڑپائی گا او خنجرِ بی آب کہان تک

کیا بیٹھی ہو تسلیم چلو ملکِ عدم کو
وابستگیِ عالمِ اسباب کہان تک

۱۵۲ — ۱۱

لحد مین سے ہے نہین زخم کہن خشک
رہین کیونکر شہیدون کی کفن خشک

خزان ہی دور تو ناحق ابہی سے
نہوا ای عندلیب نعرہ زن خشک

یہی گریہ ہی تو محشر کی دن سے
نہو کی آستین پیرہن خشک

گرا کیا کوئی اشک گرم بلبل
کہ فصل گل مین ہی وی چمن خشک

گہڑی بہر بیٹھکر قسمت کو رولین
زمین تہوڑی سی ہی چرخ کہن خشک

مری قسمت مین ہیکہی کیا لگی آگ
ہوا مینہ کیون ترا ای برہمن خشک

ڈہلا جوبن بہار حسن چل دی
خبر لو ہو چلا سیب ذقن خشک

یہ رونق گہر سی نکلے ہم کہ اب تک
نہین خاک گذرگاہ وطن خشک

قدم لیتا ہے رو رو کر صنم کے
خداوندا ہو دست برہمن خشک

دم پیری ہری ہین داغ دل کے
خزان مین بہی نہین سیر چمن خشک

یہی ہی گر بہار تو جو اسے
نہو گا حشر تک سیب ذقن خشک

لگی دل کی کہین کیا خاک تسلیم
ہوئی جاتی ہین لب وقت سخن خشک

ردیف کاف فارسی

۱۵۳ — ۱۱

سوز غم سی اسقدر بہڑکی سراپا تن مین آگ
پہاڑ کر پہینکا گریبان لگ اوٹہی اس مین آگ

اوٹہی ہی کس شعلہ رو نی آج خلوت مین نقاب
پرتو رخسار سی روشن ہی روزن مین آگ

اف رسی برچہی چلو میدان ہم موسی کی ساتہ
سیر کرکہو یون لگا کر وادی ایمن مین آگ

سوختہ قسمت ہی ہون گر زخم دل ہو تار فو
خون کی گرمی لگاتی رشتہ سوزن مین آگ

شعلے اوٹہتی ہین نگاہون سی دم دیدار یار
بنگیا حسن برشتہ عارض روشن مین آگ

شعلہ رو کوئی ادا خالی شرارت سی نہین
حسن کے گرمی نی بہری ہی تنی جوبن مین آگ

ہو چکی اب آشیانِ بلبلِ مضطر کی خیر
لالہ و گل سے لگی ہے ہر طرف گلشن میں آگ

گو سے شعلہ کبھی اوٹھا کبھی اوٹھا وہ دھوان
لاش تھی منہ ڈھانپے تربت میں کہ یا دفن تھی آگ

پاس رسوائی کی تہمت آکر نہ جہانگو ناز سے
آ لگی گی وہ آتشناک سے چلمن میں آگ

میں جلاؤں کس لیے تسلیم اک مدت ہوئی
جل رہا کینہ مرا بنکر دلِ دشمن میں آگ

١٥٤ ١٣

اہلِ نسر کو ہو مبارک شمعِ تربت بعدِ مرگ
ہم جلائیں گے چراغِ داغِ حسرت بعدِ مرگ

ہو چکا اچھا مرضِ عشق کی تسکین کو
قبر میں دینا مبارکباد صحت بعدِ مرگ

حشر کا دھڑکا نہ جینے میں نہ مرنے میں خیال
سو رہے ہیں چین سے کیا اہلِ تربت بعدِ مرگ

گھر سے دروازے تک بھی نہ آئی دیکھی تابوت کو
منہ چھپا کر ہم چلے جنکی بدولت بعدِ مرگ

پیرہن کیسے طرح کردینگی کفن بھی چاک چاک
رکھنی والی ہیں کہیں یہ دستِ وحشت بعدِ مرگ

ایک تھے اپنی چھاتی پیٹنا ہر حال میں
جیتے جی کو وہ الم تھا سنگِ تربت بعدِ مرگ

پھر بھی جھگڑا لگا یا آ کی شورِ حشر نے
سمجھے تھے جینے سے چھٹ جائے گی وحشت بعدِ مرگ

چھوڑ میت کو احبا غسل دیکر چل بسیں
کیوں جتاتا ہے محبت بے مروت بعدِ مرگ

ہنستے روتے کٹ گئی عمرِ دو روزہ شکر ہے
دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے قیامت بعدِ مرگ

ظلمتِ قبر بھی اپنی جان کو آفت ہوئی
یاد آ جاتی ہے ہمکو شامِ فرقت بعدِ مرگ

اس لیے شمعِ تہِ مدفن مری آنکھیں ہیں بند
پھر نہ دیکھوں حشر تک جلنے کی صورت بعدِ مرگ

ناچتے ہیں اہلِ غفلت قبر کیسی کس لیے
کیا رہا جز خاکِ زیرِ خاکِ تربت بعدِ مرگ

زندگی بھر ہم رہے ہر حال میں جنکی شریک
جو نہیں سکتی وہی تسلیم میت بعدِ مرگ

اوج پر ہی چشمِ تر کا جوشِ طوفان آجکل
اک کفِ سیلاب ہی گنبدِ گردان آجکل

رنج و راحت کے دو رنگی رہتی ہی پیشِ نظر
خون رلاتا ہی ہر اک دم زخمِ خندان آجکل

عیش کا طالب ہی دل ہم ہین ہوا خواہِ بلا
دیکھیی کسکو کری قسمت پشیمان آجکل

گرم ہی ہی خار خارِ حسرتِ غم کا ہجوم
آبلی دل کی مری ہین اور مہمان آجکل

جابجا ہین خون کی چھینٹین گل و غنچہ مجھے
کم نہین مقتل سی نی تیری گلستان آجکل

گل کھلائی آبلہ پائی نی کیا کیا ای جنون
اور ہی جوبن پہ ہی ہر ایک بیابان آجکل

ناتوانی اسقدر جوشِ جنون مین بڑھ گئی
ہو رہا ہی ہاتھ پیوندِ گریبان آجکل

رو رہا ہون یادِ دندان مین گہر جای سرشک
دولتِ گریہ سی ہی لبریز دامان آجکل

ہنسنے مین پاتا ہون جسدم لبِ قاتل کا رنگ
چوم لیتا ہون دہانِ زخمِ خندان آجکل

اسقدر ہی بارِ خاموشی اسیرِ عشق کے
بولتی ہین خانۂ زندان کی کڑیان آجکل

فرقتِ ابرِ کرم مین قطرہ افشانی نہین
پڑ رہی ہین سینۂ عاشق پہ چھریان آجکل

بات کرنی مین عیان ہوتا ہی دم سوزِ عشق
خوب رسوا کر رہا ہی داغِ پنہان آجکل

مرتی ہین اوسکی کٹاری پر ہزارون دلجلا
کوڑیون کی مول ہی خونِ شہیدان آجکل

یاد آتی ہین مجھی پیری مین وہ اگلی صحبتین
دیکھتا ہون صبحکو خوابِ پریشان آجکل

اس دلِ افسردہ کو رکھتی ہی بربادی نہال
بادِ صرصر سی یہان کھلتی ہین کلیان آجکل

خود سراپا کثرتِ داغِ جنون سی باغ ہون
کیا کرون گا لیکے مین فردوس و رضوان آجکل

شمع کی بدلی ہی جلوہ برق کا برسات مین
اوج پر ہی طالعِ گورِ غریبان آجکل

کیون نہو چوتھی فلک پر آپکا ای جانِ داغ
ہو رہی ہی حسن سی مہرِ درخشان آجکل

کون پوچھے ہے حنا تجکو جفا کی مشق ہے
آسمان کو بھی نکوئی سر پہ لائے گا بلا

یاد آتی ہیں ہلتا ہی شوخ ہے سہیلیاں آجکل
دیکھتا ہوں خواب میں ... پریشاں آجکل

۱۵۶

ہو چکی احباب کی خاطر عبث فکرِ سخن
اہل فن کا کون ہے تسلیم پیمان آجکل

۱۹

یہ دن سن ہیں مہندی لگانے کی قابل
مری جان ہو اب تک لانے کی قابل

بنایا ہے نقشِ قدم ضعفِ دل نے
نہیں ہم کہیں آنے جانے کے قابل

تری لف سعادت کو پاتی ہیں کافر
بنانے کے قابل ہٹانے کے قابل

بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
کہ اب ہم نہیں ناز اوٹھانے کے قابل

کریں سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
نہیں ہے تری آستانے کے قابل

چراغِ کلیسا ہیں یا شمعِ کعبہ
بہر حال ہم ہیں جلانے کے قابل

قفس میں ہیں اک مرغِ تصویر گویا
کہ ہرگز نہیں آب و دانے کے قابل

ہیں کیونکر نہوں داغِ حسرت کی صدقے
کہ اب تک ہے چھاتی لگانے کے قابل

یہ طفلے یہ پردہ کو ہے وجہ ہو گے
بظاہر نہیں منہ چھپانے کے قابل

لحد میں ہو قبلہ کیا خاک دیکھیں
کہ ہم خود نہیں منہ دکھانے کے قابل

بناتا فلک کاش پیمانۂ مے
کہ ہوتے تری منہ لگانے کے قابل

قفس کی محبت کا یارب برا ہو
نہ کہا ہمیں آشیانے کے قابل

سرِ قبر دو گز کے چادر تو ہوتے
نہتی گر فلک شامیانے کے قابل

جو عذرِ حیا تھا تو کیا چپکے شب کو
نہتی خواب میں بھی تم آنے کے قابل

لحد میں ہلاتی ہیں کیوں شانہ احباب
نہیں ابکی سوئے جگانے کے قابل

پشیمن واعظو ہی نہ برسات مین بھی
تم آئی بڑی اک زمانے کے قابل

اگر خاک بھی ہین تو ہین خاکِ سرمہ
ابھی ہین نظر مین سمانے کی قابل

۱۵۶ مقدر کی یہ بات ہی ورنہ تسلیم
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل ث

مرکز بھی خار خارِ الم ہون برای گل
کانٹی کا ڈھیر ہی سرِ تربت بجای گل

رکھتی ہین سر بلندِ جہان عاریت سے عار
پہنی نہ خار نی کبھی لیکر قبای گل

رنگین ادا کی عشق مین آزادگی محال
بلبل کو لائی کنجِ قفس مین ہوای گل

بیگانۂ چمن نہ سمجھنا تمھاری طرح
ہم تھے کبھی ہمصفیر کبھی آشنای گل

غش آگیا ہی سایۂ صیاد ہی ابھی
بلبل کو ای نسیمِ چمن دی ہوای گل

گلچین چمن کا نام قریبِ قفس نہ لے
بلبل تڑپ اٹھی نہ کہین سنکی ہای گل

۱۵۷ تسلیم اپنی دولتِ فن اپنے واسطے
ایسی ہی جسطرح سی زرِ گل برای گل ث

کسکی بیجیہو داتی ہین پھر عیادت آجکل
ہوش مین لائی ہی انکو میری غفلت آجکل

کیا کہین ہم حالِ دل انکی قفا پاتی نہین
وہ نگاہِ مہربانی وہ عنایت آجکل

دیکھکر احباب حیران ہین بشکلِ آینہ
آپ کی صورت بنی ہی میری صورت آجکل

غیر کی کہنی سی انتو بات بھی سنتی نہین
ایسی برگشتہ ہو جیسی میری قسمت آجکل

خاکساروں سی بشکلِ شیشۂ ساعت عبث
دلمین رکھتی ہو مری جان تم کدورت آجکل

شکر کرتا ہون عوض شکوی کی بمجملِ چرخ سے
غم بھی کہانیکو سمجھتا ہون مین نعمت آجکل

ہم ہین اپنی حال مین تسلیم کیسی شاعری
جی نہین لگتا پریشان ہی طبیعت آجکل

ردیف میم

۱۳

دیتی اگر نہ دل مین جگہہ درد و غم کو ہم
وہ آئی ہی تو غیر سی دل بدگمان ہوا
ایمان نہ چھوڑین گی کبھی زاہد کی واسطی
سیمین تنون کو بھی نہین چرخِ فلک سی چین
فرصت کہ ای ہجومِ تمنا کہ خط لکھین
آتا ہی یاد ہجر مین اسکا خرامِ ناز
ہرچند کچھہ نہین مگر اسپر بہکی ہیو فا
جنت ہی تیری وعدۂ دیدار سی عزیز
اب کیا گلہ کہ مرنی کی فرصت نہین نصیب
رکھتی ہین تر سدا عرقِ انفعال سے
ڈرتی کہ رازِ عشق کہین داستان نہو
ابتک دہانِ زخم سی کہہ کہکی مرحبا
نی زخمِ دل محال ہین معنی طرازیان

۱۴

کیا منہ دکھاتی حشر مین تیری ستم کو ہم
بیٹھی ہوئی مٹاتی ہین نقشِ قدم کو ہم
کعبہ کہین گی قبلہ نہ بیت الصنم کو ہم
پاتی ہین داغ داغ ہمیشہ ورم کو ہم
بیٹھی ہین دیر سی لیی کاغذ قلم کو ہم
روتی ہین دیکھہ دیکھکی نقشِ قدم کو ہم
سب کچھہ سمجھتی ہین تری جور و ستم کو ہم
ورنہ لگائین آگ نہ باغِ ارم کو ہم
کیون غنیمت نہ سمجھی فراغِ عدم کو ہم
دہوتی ہین بیٹھی لوحِ جبین رقم کو ہم
خط لکھکی کاٹتی ہین زبانِ قلم کو ہم
دم دی رہی ہین یار کی تیغِ دو دم کو ہم
خالی شگافتہ سی ہین پاتی قلم کو ہم

تسلیم گر سنو کبھی پھیری فلک
محشر تلک کہین ستمِ ہمدم کو ہم

۱۵

شعلہ بنتی ہین کہ ہم اشکونکی طغیانی سی ہم
بوی گل تہی چہپکے نکلی گلشنِ فانی سی ہم
آپ سی کاٹا گلا تو بھی نہ نکلا شوقِ مرگ

۱۶

رو رو تہوڑی آگ پیدا کرتی ہین پانی سی ہم
کیا دکہاتی منہ کسیکو شرمِ عریانی سی ہم
ہم سی نادم ہی گرانجانی سی ہم

١٦٢

همین جو دیکهتا سنتا هی هی تماشا هم روتا هی
جهان مین آپ گویا اپنی غم کی داستان هین هم

۵

هر شب هین هیجان ستم آسمان سی هم
رکهتی هین سر په تیغ سدا کهکشان سی هم

باغ جهان مین طائر رنگ پریده هین
بیغم هین تهمت قفس و آشیان سی هم

جز مشت خاک کچھ نه هاته آئی بعد مرگ
مانند گرد باد چلی اس جهان سی هم

پرواز اولین مین اسیری هوئی نصیب
گویا قفس مین تهی جدا اور آشیان سی هم

تسلیم کنج گور نه کیونکر عزیز هو
نعم البدل یه رکهتی هین عمر روان سی هم

١٦٣

ردیف نون

٢١

نهین معلوم کیا گذری گل و بلبل کو سکهتی هین
یه سن سکتی هین کانون سی نه منه سی بول سکتی هین

یهان تک مرگ کی هی اعضا تب غم سی کهتی هین
که پتهر هیری تن کی بی سپند آسا چٹکتی هین

بنی هین چشم مفلس سیکڑی هین کجل ساقی هی
الک بیٹهی هوئی حسرت زده ساغر کو تکتی هین

هوای صبح جانان هین نه پوچهو ماجرا اپنا
برنگ شعلهای شمع محفل سر پٹکتی هین

زمانه آمد فصل جنون کا خاک پائین گی
ابهی سی آبلی خاران غربت کو کهٹکتی هین

بیابان آبله پائی کی جهان خاک هوی گا
که ابتک خون کی قطری خار سی هر دم ٹپکتی هین

جواب پند بیجا دون نه ناغ اتنا کهان مجهکو
مزاج حضرت ناصح مین جو آتا هی بکتی هین

بشکل مهر هین سر گرم راه منزل الفت
نه پڑتی هین کبهی چهالی اپنی پاؤن تهکتی هین

نهین معلوم کسکی خاک سی ذرّی هین ظن میلین
که جلتی پهرتی اپنی گهر مین بجای حسن جهلکتی هین

هوای عشق کامل هی تو سوز حسن پیدا کر
ثمر خورشید کی گرمی سی شاخ تر مین پکتی هین

اونھین ہو لین نہین بیباکیان مست تمنا کے
کہ میری خاک پر آتی ہوئی اب تک جھجکتی ہین

جلن دل کی بڑہا دیتی ہے کیونکر حضرت ناصح
زبان چرب سے گیا آگ پر روغن چھڑکتی ہین

بشکل بخت سو جائین الٰہی پاؤن بھی میرے
کہ جب ہلتی ہے زنجیر جنون باہم کھڑکتی ہین

ہوا خواہ فنا ہین کیا شرر و شمع سے کا شکوہ کیا
کہ اپنی آنکھ مین ہم خود حباب آسا کھٹکتی ہین

نہ کیونکر عاشق و معشوق باغ دہر مین یکرنگ
گلونکو چاک دامن دیکھ بلبل چہکتی ہین

دم غش کیا فریب چشم صیادونکو سوجھا ہے
رخ گل دھو کی پانی دی بلبل پہ چھڑکتی ہین

چمن مین ہم گذرین مگر اب تک تو وحشت ہے
کہ مثل مرغ نو آزاد سایہ سی بھڑکتی ہین

پھری کیوقت رگ رگ مین خیال گل مین جی آتا
کہ مثل عطر قطری خون بلبل کی جھلکتی ہین

کہان امید آزادی فقط زیر قفس اے گل
پھڑکنا عمر بھر لکھا ہے قسمت مین پھڑکتی ہین

نزاکت ہر قدم پر مانع گلگشت گلشن ہے
صبا سی وہ برنگ موج بوی گل سنبھلتی ہین

دم پیری نہین تسلیم تھا اپنی غزلخوانی
بنی ہین جیسا بلبل خزان مین بھی چہکتی ہین

۱۶۴ ۱۴

مرگ ہی ہاتف دنیا سی مفر ہوتی نہین
بی کفن زیر لحد لاش بسر ہوتی نہین

تو ہی بتلا کیا کرون اس بدگمانی کا علاج
مجھکو تو اب تک تسلی نامہ بر ہوتی نہین

ہم بھی ہین امیدوار لذت زخم جگر
مہربانی کچھ ادھر تیر نظر ہوتی نہین

کیا کہین ہم اضطراب عشق سی کیا حال ہے
دو گھڑی بھی ایک صورت پہ بسر ہوتی نہین

سامنی یوسف کی بھی بیجان تجاونی نقاب
مین نمانون گا کہ تاثیر نظر ہوتی نہین

رحم تجکو بھی نہین آتا ہے میری حال پر
ایک دن بھی بیقراری تو ادھر ہوتی نہین

اس نزاکت کی مین صدقی مرنی بھی دیتی نہین
پڑتی ہے تلوار لیکن کارگر ہوتی نہین

خفا کاہے کو ہو کر خیالِ لعبت یہ ہمہ تن ہی
کیا مزہ معشوق ہی مر کر بھی رخصت ہوتی نہیں

کب تلک عشرت کدہ ذوق میں عشرت فرش
کس گھڑی اپنی لحد زیر و زبر ہوتی نہیں

چھوڑ کر کیا عشق میں پردہ نشین کے ایک دم
بات کرتی ہی بسر عمر بھر ہوتی نہیں

صدمۂ اپنی بدولت دل کی کیسی فرماتی ہیں
ایک بھی فرمانا اسکی بی اثر ہوتی نہیں

کس طرح پہلو کی ہی اکسیر عالمتاب کو
جب وہ آتی ہیں تو شمع سحر ہوتی نہیں

نالی کرتا ہوں میں بہرِ ... لیکن ... اپنی ...
غیر سی سنتا ہوں انکو کچھ خبر ہوتی نہیں

شعر کیا بات ہی کرنی سی ہٹ جاتا ہی دل
جس جگہ تسلیم توقیرِ ہنر ہوتی نہیں

منتِ حباب کی بہت اٹھائیں مر کر ہمین
غسلِ میت سی ہی ہی آب ... ہمین

بن گئی گہوارۂ راحت زمینِ قتل گاہ
آ رہی ہیں نیند کی جھونکی تہِ خنجر ہمین

بیخودی میں ہوش باقی کی خلش اچھی نہیں
اور کوئی جام بھر ساقیِ کوثر ہمین

نالۂ دل ہیں تہِ ہیں وہ جگر پھر کس لیے
رکھتی ہی عمرِ دو روزہ آپ سے باہر ہمین

تیری صدقے سخت جانی دیکھنا غفلت نہو
آزماتا ہی کسی بیرحم کا خنجر ہمین

چاک سینہ خستہ تن بیتاب دل افسردہ روح
خوش بہت ہوگی لحد آغوش میں لیکر ہمین

آسمان نے خاک میں آخر ملایا بے کفن
جان ہی لیکر ندی وہ ہاتھ کی چادر ہمین

برہنہ پائی ادا کرتے ہے شرطِ رہبری
ساتھ پھرتا ہی لیی ہر آبلہ سر پر ہمین

اوڑھ لیں مہرِ درخشان سی ملینگے صبح کو
مثلِ شبنم عادتِ پرواز ہی بی پر ہمین

گر یہی کاہش ہی تسلیم مر کر دیکھنا
قبر سے سنوائی گا طعنے تنِ لاغر ہمین

خندہ زن کچھ کچھ ہو وقت ذبح مین ناشاد ہون
آپ گویا اپنی مرنی کی مبارکباد ہون

بلبل تصویر ہون ہر رنگ مین ناشاد ہون
ہون قفس مین یا نصیب دشمنان آزاد ہون

میرا ہنسنا گریہ پر دردسی کچھ کم نہین
زخم خندان ہون بظاہر گو کہی مین شاد ہون

مجکو بہی حیرت ہی کیا تہا اٹھتی تہی کیا بنا
کچھ تو بتلا خود فراموشی ہو مجکو یاد ہون

ای دل مضطر اوٹہاؤن ناز کب تک ضبط کے
اب تو مین امیدوار رخصت فریاد ہون

جاگتا ہون مین قفس مین سوتی ہی قسمت مرے
مدتون سی پاسبان خانۂ صیاد ہون

ہوش اڑتی ہین جو لی نام قفس ای باغبان
مین بہی تیری چمن مین مرغ نو آزاد ہون

کیون پریشان رکہتی ہی قسمت مجہے اس غم مین
ہوش مین بلبل ہون جو کوئی نکہت برباد ہون

ہر مضمون مرا کم نقش شیرین سی نہین
بی ستون کاغذ ہی خط تیشہ مین فرہاد ہون

۱۶۷

حشر ہو تسلیم جبتک جی بہلنی کے لیے
آرزو ہی خاک ہو کر چند دن برباد ہون

۲۲

چلتی پہرتی ہین مگر رنج سفر رکہتی نہین
گہر سی باہر ہم قدم مثل نظر رکہتی نہین

صورت تصویر ہر لوث ہوس سے پاک ہین
حوصلہ جسمین ہے ہم وہ جگر رکہتی نہین

جی خلش کیا نین رہی سودگان خاک کی
روز و شب رکہتے نہین شام و سحر رکہتی نہین

صورت آئینہ حیرت خانۂ عالم مین ورنہ
دیکھ لیتی ہین جو تونکو گو نظر رکہتی نہین

لیچلی ہین ساتھ مرکر اسقدر حسرت کے لوگ
بوجھ کی ماری جنازہ دوش پر رکہتی نہین

غافل و ہشیار ہین عالم مین مثل حرف خط
غیر کو دیتی ہین خبر بن خود خبر رکہتی نہین

نامرادی بیکسی کوئی نہین پرسان حال
آبرو اپنی بہی میری اشک تر رکہتی نہین

دونون آفت ہین جنا ہو یا قبای تنگ ہو
ہم لگی لپٹی کبہی ای فتنہ گر رکہتی نہین

ایکدن سودا کری گا مت لگانا آہ کا
اضطراب اتنا دل خانہ خراب اچھا نہین

درد ہون ہر حال مین تہا ہو مین کا حال ہی
مجکو کیا ای آسمان گر انقلاب اچھا نہین

۱۶۹
رات کو دو دو پہر اور جای کی تسلیم پسند
دیکھنا دان عشق چشم بیخواب اچھا نہین
[illegible]

یون بجھانا شمع کو یکسان اچھا نہین
مردون کا دل جلانا آسمان اچھا نہین

خویش بیگانی ہین دشمن کو یہ ہنگام سفر
چھوڑ جانا تن کو ای عمر روان اچھا نہین

عاشقونکو گالیان دینا سمجھکر بیزبان
دلمین کہنا یہ گمان ای بدگمان اچھا نہین

ہو چکی شام جوانی صبح غفلت تا کجا
اس قدر ای بیخبر خواب گران اچھا نہین

پہول تو بہر یون تصور بلبل مضطر نہ توڑ
دل دکہانا ہر گھڑی ای باغبان اچھا نہین

۱۷۰
روئی گا تسلیم اکدن مثل دل ایمان کو بہی
دیکھہ یہ نظارہ روی بتان اچھا نہین
۱۷۱

حسن دلافروز کا دیوانہ ہون
شمعرو کوئے ہو مین پروانہ ہون

میکشے ہی میری ہستی کی دلیل
اک ادای لغزش مستانہ ہون

مین کسی گل کا نہ کوئی گل مرا
اس چمن مین سبزہ بیگانہ ہون

جب تلک مین ہون ہی شہرت بہی ہے
آپ اپنے عمر کا افسانہ ہون

بوسے کیونکر لون دہان یار کے
موج می ہون یا لب پیمانہ ہون

مرکی بہی چھوٹی نہ ساقی کی قدم
آج تک خاک در میخانہ ہون

ہر جگہہ قسمت جلاتی ہی مجھے
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون

چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا
کشتۂ خاموشئ جانانہ ہون

میرے اوسکی موج و دریا کا ہی ربط — ڈھونڈھتا پھرتا ہون کو ہمخانہ ہون
آشنائے ہی مری قُم کی طرح — سب مین ہون اور سب سے ہین بیگانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزمِ شمع شعر — جلوۂ سوزِ پرِ پروانہ ہون
کیا جلائے گا جہنم حشر مین — خود مین سوزِ دل سے آتشخانہ ہون
خاک مین گردون ملائی کس طرح — خس مین مہتاب کا ویرانہ ہون

۱۴۱ — کچھ نہونے پر بھی ای تسلیم مین
اس قدر کونین مین افسانہ ہون — ئے

نشیب و فرازِ جہان کچھ نہین — زمین کچھ نہین آسمان کچھ نہین
یہ مانا کہ نقشِ جہان کچھ نہین — غنیمت ہے لیکن جہان کچھ نہین
ہمین جو روسہ جوش اغیار کو — دو رنگی یہ پیرِ مغان کچھ نہین
یہی کہتی ہی اہلِ عبرت سے گور — جو سب کچھ وہان تھی یہان کچھ نہین
مقابل مین رنگِ رخِ یار کے — گل و لالہ و ارغوان کچھ نہین
کسے دم نہین درد و غم سے فراغ — یہی ہے تو عمرِ روان کچھ نہین

۱۴۲ — رولاتے ہو ہنس ہنس کی تسلیم کو
یہ انداز ای مہربان کچھ نہین — ۱۲

وہ صورتِ بوہم گلِ صد چاک قبا ہین — ہر وقت ہم آغوش ہین اور وقت جدا ہین
باور نہین آتا پشِ سوزِ درون کا — دیکھو مری دل مین یہ پھپھولی نہین کیا ہین
اچھا نہ سہی شاخِ قمر اور سہی لاکھون — کیا زیرِ فلک آپ ہی خورشید لقا ہین
صیاد کے ہم خوف سے ہین بلبلِ تصویر — یعنی نہ گرفتارِ قفس ہین نہ رہا ہین

چھو سکتی نہیں آبلہ پائی بھی قدم کو | کیا مثلِ شرر گرمِ رہِ راہِ فنا ہین
کیون شکوہ کیا رحم جو بہ جسم کو آیا | وہ خوش ہی تو ہو ہم دلِ مضطر سے خفا ہین
کیا منزلِ مقصود کو پہونچین صفتِ اشک | پیدا ہوئی جس وقت سے ہم آبلہ پا ہین
تدبیر تو کرتا ہون مگر یہ نہین کہلتی | عقدے مرے دل کے بہی ترے بندِ قبا ہین
اک برگِ حنا کیا چمنستانِ جہان مین | ایسے تو ہزارون ترے پامالِ جفا ہین
ق
بلبل ہین تو ہین بلبلِ تصویرِ خموشی | گل ہین تو گلِ شمعِ شبستانِ وفا ہین
محرومیِ تقدیر سے اس باغِ جہان مین | جس رنگ مین ہین یونہین بے برگ و نوا ہین

خالی نہین تسلیم کبھی درد سے دم بھر
کیا ہم بھی کسی ٹوٹے ہوئے دل کی صدا ہین
۱۷۳ — ے

لاکھ مرتے ہین مگر وصل کی صورت تو نہین | مجھسے وہ آملین ایسے مری قسمت تو نہین
اونکے کوچے سے جنازہ نہین اٹھتا کیا ہے | چارہ گر دیکھنا دل مین کوئی حسرت تو نہین
خیر پھر جایئے پھر کیا مرا ہوگا نقصان | آپ سب کچھ سہی لیکن مری قسمت تو نہین
جلوۂ مہر کی کیا بات ہے لیکن اے چرخ | جس سے دل خاک مین ملجائے وہ صورت تو نہین
کیون جلاتا ہے فلک غیر کی خاطر اتنا | ہین پروانۂ چراغِ سرِ تربت تو نہین
اوسکی آتی ہے چلی گور سے مردے اوٹھکر | دیکھنا ہمقدمِ یار قیامت تو نہین

رنگ کے شعر عدو خاک کہینگے تسلیم
علم سب کچھ سہی میری سی طبیعت تو نہین
۱۷۴ — ۱۷

قول کے سچے ہین جو منہ سے کہا کیونکر دین | ایک بوسہ دے چکی ہین دوسرا کیونکر دین
اپنے سے بیگانہ ہون نا آشنا کے واسطے | طعنے تشنے مجکو میرے اقربا کیونکر دین

ہوش کیون اڑتی نہ لاتی بوی گیسو تو اگر
تجکو ہم الزام ای باد صبا کیونکر نہ دین

اوسکا احسان ستمگر ہی وجہ شادی مرگ ہی
ہنسکے میری زخم تن مجکو رولا کیونکر نہ دین

کہہ گیا ہی صبحدم آنی کو وہ خورشید رو
لوگ شب بہر جاگنی کی مجکو دعا کیونکر نہ دین

ساتہ بارش کی ہوا کرتی ہی بجلی بہی ضرور
دیکہکر گریان مجہی وہ مسکرا کیونکر نہ دین

ہاتہ اور ریون ہی اوسکی کف رنگین کے ساتہ
رشک سے ہم جان ای دزد حنا کیونکر نہ دین

ہم حریص ہین سہ وہ لذت فروش کام دل
بیشتر کیونکر تمنائین بار ہا کیونکر نہ دین

سنگ کعبہ جانتی ہین وہ ہر مین اہل شرف
آستان کو تیری بوسہ پارسا کیونکر نہ دین

لکہدیا ہی آگ کی اپنی جوش مین سوز جگر
آگ مین وہ پرچہ کی نامی کو جلا کیونکر نہ دین

کہینچنا اوس شوخ کی تصویر کا ہی کام تہا
داد صنعت تجکو وہ ای دست قضا کیونکر نہ دین

مرگ پر موقوف ہی صحت مریض عشق کے
زہر میری چارہ گر جا وہ دوا کیونکر نہ دین

نوجوانی جوش پر ہی وصل کی شب لوٹ کے
حسرت بیپردگی بند قبا کیونکر نہ دین

سفلتی ہین رسوائی عاشق سے خوش ہوتی ہین وہ
شہرت دیوانگی ہم جابجا کیونکر نہ دین

کیا عجب گر نزع مین وہ درد والم ہین سفر
ساتہ میرا دوستون کی آشنا کیونکر نہ دین

حشر کا دن ہی خدایا نیک و بد اعمال کے
سامنی تیری گواہی دست و پا کیونکر نہ دین

صفحہ ہستی پر ای تسلیم مین بیکار ہون
حرف باطل کی طرح مجکو مٹا کیونکر نہ دین

۱۵۵ ۱۰

قاصد و دلدار و پیغمبر لبا کسکو کہون
کون ہی میرا پیام مدعا کسکو کہون

لی گیا دل کون اوٹہی دزد حنا کسکو کہون
اس جگہہ اک مین ہون یا تو تیسرا کسکو کہون

دیدہ ور نگی عشوہ کی ہی سند و فون ایک ہین
خون دل کسکو کہون رنگ حنا کسکو کہون

پیرجی ہون یا گروجی دونون غول دشت ہین
خضر دلیمین کسکو سمجھون رہنما کسکو کہون

ایک ہین عبد المقابر ایک ہین عبد الصنم
انمین سے ہین سالک راہ خدا کسکو کہون

عشق کی سب آفتین انکی بدولت ہین مگر
دیدہ و دل دونون پیارے ہین برا کسکو کہون

نازکی کا تمکو دعوی گل کو رنگینی پہ ناز
فکر ہی نازک ادا تم گلون قبا کسکو کہون

یار کی لانی ہین جذب و شوق دونون ہین شریک
آفرین کسکو کہون مین مرحبا کسکو کہون

مہربان دلدار مشفق گر مین سمجھون آپکو
بیمروت بیوفا نا آشنا کسکو کہون

توہی بتلا اب بجز نبی و علی تسلیم مین
شافع روز جزا مشکلکشا کسکو کہون

۱۷۵ ۱۱

خاک مین ملکر گلہ اے آسمان کسکا کرون
نام لون کس بیوفا کا کسکو مین رسوا کرون

عشق کی غیرت سے یہ کیونکر گوارا ہو سکے
آنکھ ڈالین غیر تمپر اور مین دیکھا کرون

چاہیے سب کچھ بگاڑے دوستو آتی ہے شرم
ان نصیبون پر کسی شی کی تمنا کیا کرون

حال ہے اپنی جو دم بھر رو دون مین غم نصیب
دامن دشت جنون کو دامن دریا کرون

تو ہی تو ناکامیون سے اپنا دل بہلا لیا
مین شب فرقت مین ہی جوش تمنا کیا کرون

درد بھی دی ہو بھی راحت جلد لا ساقی شراب
پنبہ داغ جگر کو پنبہ مینا کرون

پھول سے رخسار کا اکدن تو بوسہ دیجیے
مثل نرگس کبتلک حسرت سے مین دیکھا کرون

چھیڑتی ہو خواب مین آکر فسانہ ہجر کا
چاہتی ہو عالم رویا مین بھی رویا کرون

شب کو تھا دن بھر کا وعدہ پھر گئے وقت سحر
سوگئی پچھلے پہر تقدیر اسکو کیا کرون

یہ کرشمہ یار کی ہین مجھسے کیونکر ہو سکے
خاک مین آکر چھپون اور خاک سے سودا کرون

صاف بندش لفظ اچھے عیب سے شعر پاک
اور کیا تسلیم نطق شاعری پیدا کرون

یاد آگیا مجھے دلِ خستہ جگر کہاں
آج اے خدنگِ غمزۂ قاتل اِدھر کہاں

انفاس چند کشمکشِ انتظار ہے
پھر ہم کہاں جواب کہاں نامہ بر کہاں

مانا کہ حسنِ یار سے لبریز ہے جہان
لیکن وہ حوصلہ وہ شکیبِ نظر کہاں

موت آگئی پہونچ کے درِ یار پر مجھے
شامِ شبِ مراد ہوئی تو سحر کہاں

ٹھہرو لگا ہی لیتی ہیں اُس گل کا کچھ پتا
جائیگی ہم سے اُڑکے نسیمِ سحر کہاں

مانندِ شیشہ رونقِ محفل ہوئی تو کیا
سامان اگر ملا بھی تو امیدِ سر کہاں

۱۷۸

ہر وقت یار تھا رگِ جان سے بھی قریب
تسلیم تو خراب پھرا عمر بھر کہاں

۷

یادگارِ ہستیِ موہوم ہم رکھتے نہین
صورتِ عمرِ روان نقشِ قدم رکھتے نہین

ایک عالم پر بسر کرتی ہین دو آسمان
صورتِ ماہِ دو ہفتہ بیش و کم رکھتے نہین

وائی قسمت اونکی جو آشوب گاہِ دہر مین
لذتِ تکلیفِ غم ذوقِ ستم رکھتے نہین

بختِ عاشق شامِ غم زلفونکو تیری کیا کہون
گو سیہ دونون ہین لیکن پیچ و خم رکھتے نہین

حضرتِ واعظ دکھائین زاہدونکو سبز باغ
ہم دماغِ بوئیِ گلہائیِ ارم رکھتے نہین

آبلے پڑتے نہین کب جستجوئیِ یار مین
کس گھڑی پائیِ طلب مین ہم قدم رکھتے نہین

۱۷۹

کسقدر تسلیم ہستی پہ ہین بھولے ہوئی
وقتِ آخر بھی مگر فکرِ عدم رکھتے نہین

۱۲

دیکھکر شب لاشِ پروانہ لگن کی گود مین
کیسا کیسا شمع روئی انجمن کے دور مین

تکتے ہین بیٹھے ہوئے ساغر کا منہ حسرت سے ہم
دور کیسا ساقیِ پیمان شکن کے دور مین

اہلِ فن کا اوج پہلی ہوگا اب تو ہر طرف
چھانتے ہین خاک سب چرخِ کہن کے دور مین

وای غفلت ہمنی آیا وہ ظالم کس گھڑی — جب لپیٹا مجھکو یارون نے کفن کے دور مین
نام آور اوٹھ گئے مثل نگین ہم روسیاہ — رہ گئی اس خاتم چرخ کہن کی دور مین
عہد عارض مین گل ترخاک پائی کا فروغ — قدر سنبل کیا ہی زلف پر شکن کے دور مین
زہد و تقوی آپکا ای شیخ اگر زندہ ہین ہم — دیکھ لینگے ساقی توبہ شکن کی دور مین
ہون وہ دیوانہ کہ میرا ذکر ہوتا تھا مدام — عہد قیس ناتوان مین کوہکن کی دور مین
اوج کیسا اب تو ای ہمدم غنیمت چاہیی — آبرو رہ جای گر چرخ کہن کے دور مین
کر رہی ہی چہچہے بلبل گل ترکو نہ توڑ — دم لی ای گلچین بہار یاسمن کے دور مین
عہد غربت کے مصیبت کا گلہ کرنا عبث — چین کیا حاصل تھا یاران وطن کے دور مین

۱۸۳ ذوق سی مجبور ہین تسلیم ورنہ تھے رہے
کھولنا ہمکو زبان اہل سخن کے دور مین ۱۲

مین اہل صفا بھی ہون تو کیا ہون — آئینے کی طرح خود نما ہون
کیا مجھکو فلک کرے گا پامال — سبزہ لب بام عرش کا ہون
اس بزم جہان مین صورت شمع — غیرون کی لیی مین جل بجھا ہون
نکہت ہون مگر چمن سی چھٹ کے — برباد مین صورت صبا ہون
ہون آہ دل حزین جہان مین — یعنی مین کمال نارسا ہون
مین کیا کہون لطف سیر عالم — ہون خواب مین خواب دیکھتا ہون
ہر حال مین ہر طرح مین بیباک — گویا ترے دل کا حوصلا ہون
برہم کبھی آپ سی کبھی شاد — شاید اپنا مین خود گلا ہون
حال دل گم شدہ ہون کہتا — افسانہ طراز آشنا ہون

کم حوصلہ شوقِ دل نہین ہے
چاہون تجھے جسقدر مین چاہون

کیون شمع طور وفا سے کا ہی نام
تم تو کرو ترک مین نبا ہون

١٨١

افسانۂ دوستے ہون تسلیم
دشمن کا مگر سُنا ہوا ہون

٩

سببِ شرمِ التجا ہون مین
لبِ خاموشِ مدعا ہون مین

گھر چھٹا ابتدائ ہستی سے
صورتِ نالۂ رسا ہون مین

تیری ہی آرزو تھا کیا یہ سبب
دم نکلنے سی خوش ہوا ہون مین

جز فغان اور منہ سے کیا نکلے
شکلِ نَے درد آشنا ہون مین

صورتِ زخم ہون شگفتہ مزاج
اپنے ہستے پہ ہنس رہا ہون مین

اوٹھ رہا ہون گا اجل جب آئی گی
ابتو در پر ترے پڑا ہون مین

میرے ہستے عدم سی بدتر ہے
بوئ گل کی طرح ہوا ہون مین

ہو سکے بدنام جیو کے مرگ سے مجھے
باعثِ تہمتِ فنا ہون مین

١٨٢

بی حقیقت سنجان ای تسلیم
مظہرِ قدرتِ خدا ہون مین

١٣

فلک ہی شوق کم عشق وہان پیدا کرون
چاہتا ہون ایک دل مین وہ مکان پیدا کرون

طبعِ عالی سی اگر اوجِ بیان پیدا کرون
مین زمینِ شعر مین بھی آسمان پیدا کرون

سوزِ دل اس بزم مین افسانہ ہوسکتا نہین
لال ہو کر شمع کی صورت زبان پیدا کرون

ہون مین جنس سوختہ تاثیرِ آہِ گرم سے
گلشنِ جنت مین بھی رنگِ خزان پیدا کرون

پہونچی ہی انتہا مین وہ حالِ شوق کم مرا
طولِ مطلب اختصارِ داستان پیدا کرون

تا دل بسمل سے ... پیکان
زخم کا منہ تیر کی چھتی ... پیدا کرون

مغتنم ہی چند ساعت صحبتِ منکر نکیر
عاریت شمعِ لحد سی گرمیان پیدا کرون

پاون کہتی ہین ہی کوچی مین آ کر ضعف سے
تو گرا دی اور مین خوابِ گران پیدا کرون

وہ حریفِ داستانِ شوق ہون گر تم سنو
کلک کے مانند باہم دو زبان پیدا کرون

پر عرق عارض ہی ہون تب گر ایسا ماہِ حسن
چشمۂ خورشید مین آبِ روان پیدا کرون

ہون وہ میکش خدمتِ ایجادِ عالم ہو اگر
سب سے پہلی میفروشی کی دکان پیدا کرون

اب بہی تم آؤ تو مین آنکہون مین بہر اک نظر
ڈہونڈ کر تہوڑی سی جانِ ناتوان پیدا کرون

۱۸۱۳ مین ہون ای تسلیم شاگردِ نسیم دہلوی
چاہیی اوستاد کا طرزِ بیان پیدا کرون

غیر ممکن دخل پائی غیر کوے یار مین
سبزۂ بیگانہ ہم رکہتی نہین گلزار مین

بلبلین آمادۂ فریاد ہین گلزار مین
حشر برپا ہو رہا ہی کوچۂ منقار مین

کچہہ مقرر آج ہی احسانِ قاتل ہین فریب
خندۂ دزدیدہ ہی پنہان لبِ سوفار مین

بی سبب کے واسطہ کیون پہینکتے ہو توڑ کر
کیا گلِ امیدِ عاشق ہی گلی کی ہار مین

شورِ رسوائی ہوا میرا تماشا گاہِ خلق
دفن کی پڑ جائیگی قاتل نئی ہی بازار مین

چہلکی ہی آتش مزاجی ازدحامِ غیر سی
جل رہا ہی آپ اپنی گرمیِ بازار مین

گو مگو تہا ماجرا رسوائی کوئی عشق کا
چہپ رہا افسانۂ مجنون زبانِ خار مین

مر گیا مین یکبیک فرقت مین شکلِ ماہِ نو
جنبشِ ابرو نہان تہی مغربی تلوار مین

تم نہ بگڑو تابشِ خورشیدِ محشر کیون نہو
مین نہ آؤنگا تمہاری سایۂ دیوار مین

دوست کیا دشمن نے بہی مجکو نہ دی دل مین جگہہ
تہا وہ کینہ جو نہ آیا خاطرِ اغیار مین

۱۸۴

کہہ دیا تسلیم کیا بادِ سحر نے وقتِ صبح
پہاڑتی ہین گل گریبان ہر طرف گلزار مین

داغ داغ اے گلچین فرقت سے ہم گلشن مین ہین
پھول کیسے یارہ ہاے جگر لیے اس چمن مین ہین

بعدِ مردن اسقدر شرمِ گنہگاری بڑھے
منہ چھپائے ہم کفن سے آج تک مدفن مین ہین

تہمتِ گل ہین ہمین بے پردگی سے کہ معاف
آپ ہین ہیں ایسے جیسے جب تک پیرہن مین ہین

شکر ہے ہم مصیبت سے کوئی خالی نہین
دست و پا ہین نوحۂ ماتم جان و دل شیون مین ہین

اونکو ہے اپنی تمنا مانعِ وصلت ہمین غیب سے
آرزوے دست ہین لیکن وبالِ دشمن مین ہین

شورشِ محشر سوالِ گور تکلیفِ فشار
سو طرح کی آفتین باقی ابھی مدفن مین ہین

ٹھہر جا اے بیقراری کیون ہلاتی ہے جگر
چند طفلِ اشک خوابیدہ مرے اس مین ہین

عصمتِ یعقوب انگی دستِ حسن سے پوچھیے
چاک لاکھون صبحِ رسالت سفے کے دامن مین ہین

۱۸۵

ایک فقرے مین کیا بدظن عدو سے یار کو
آپ بھی استاد اے تسلیم اپنے فن مین ہین

۹

ایکدن بھی نہ ملین شوق مین باہم آنکھین
برسون جو کیا کیے اے شوخ تری ہم آنکھین

غیب سے ہوتی ہے بیمارِ ازل کی خدمت
دھوتی ہے نرگسِ بیخواب کی شبنم آنکھین

اشکِ خونین نے کیا سرخ برنگِ شعلہ
بن گئین شمعِ چراغِ شبِ ماتم آنکھین

سرکو زانو سے اوٹھا وصل مین پردہ کیسا
آج تو چار ہون اے فتنۂ عالم آنکھین

دہر مین ہستی ہین خنجرِ تیز ہمیشہ بے غم
جوہرِ تیغ کی دیکھین نہین پرنم آنکھین

دیکھیے ہوجیہ نہین جنبشِ مژگانِ قاتل
کرتی ہین کشتۂ بیداد کا ماتم آنکھین

غیر کیا دوست بھی ہوتا نہین مشکل مین شریک
پھر گئین وقتِ اجل دیکھ کے بیدم آنکھین

پست اعلیٰ نہیں ہوتا کبھی جنسیت سے — اونچی ہیں عشق و قد سے قد آدم آنکھیں

۱۸۶

پاکدامانی جانان سے ہیں گریان آنکھیں
اشک اگر حضرت عیسیٰ ہیں تو مریم آنکھیں

۱۲

آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لیں — تم ہمیں ... کو ایجان دیکھ لیں
ہجر قاتل میں لہو کھلے گا جوش — کیا بلا ... ان دیکھ لیں
رہ نجائے آرزوے چارہ گر — لذت تکلیف درمان دیکھ لیں
جی میں آتا ہے کہ اکدن مر کے ہم — ہمت دوش عزیزان دیکھ لیں
سخت جانے آج کہتی ہے یہ — جوہر شمشیر عریان دیکھ لیں
ہو نہ جنکو صبح محشر کا یقین — وہ مرا چاک گریبان دیکھ لیں
کرتے ہیں دیر و حرم کو ہم سلام — دیکھ لیں کعبہ و مسلمان دیکھ لیں
التفات جوش وحشت پھر کہاں — ہوسکے جب تک بیابان دیکھ لیں
گر اونہیں ہی خوف عرض آرزو — دوسری حال پریشان دیکھ لیں
روبروی دخت رز ٹہلا کے آج — جی میں ہے زاہد کا ایمان دیکھ لیں
دلفگاری کے سوا ہونا ہے کیا — کاوش برگشتہ مژگان دیکھ لیں

۱۸۷

جھانکتا ہے پھر ادھر تسلیم تو
کیا قیامت ہو جو دربان دیکھ لیں

۱۰

ہم سے پرواز میں آنکھیں ہی مشتاق ہیں — دیکھنی ہیں جنت میں تجھی بن لیکن طاق ہیں
عشق گیسو میں کوئی بستہ ہوا ہی جان خال کا — زہر افعی کی لیے ہم سائل تریاق ہیں
ہٹ گیا جی سیر گلشن سے قفس کا رہی — ہم راحت ہو چکی تکلیف کے مشتاق ہیں

آبِ حیوان کو نہ بیسن ہے پہر ہی قاتل کیون یغر
تشنۂ آبِ دمِ خنجر تری عشاق ہین
دونون آخر انتہای ضعف سے تنگ آگیے
بار ہی زنجیر ہمکو ہم جنون کو شاق ہین

۱۹۵

صورتِ تسلیم اس آشوب گاہِ دہر مین
ای فلک ہم بہی تری ایجاد کی مشتاق ہین

۲۶

ماراپڑا محبتِ چشمانِ یار مین
مجکو ہوا چھلاوہ ہرن کی شکار مین
نیند آتی تہی نہ کل جنہین آغوشِ یار مین
وہ آج سو رہی ہین اکیلی مزار مین
آنسو نہین ہین دیدۂ مخمورِ یار مین
نرگس کے پہول ہین گلِ تر کی کنار مین
ناصح خطا معاف سنین کیا بہار مین
ہم اختیار مین ہین نہ دل اختیار مین
باغِ جہان مین دیدۂ نرگس کی طرح سے
گذری ہمیشہ ای گلِ تر انتظار مین
چھائی نہین ہین داغِ جگر پر کدورتین
پنہان ہی آفتاب حجابِ غبار مین
دیگی حساب کیا دمِ محشر کہ عمر بہر
آئے نہ آپ ہم کبہی اپنی شمار مین
راہِ عدم مین شہرِ خموشان جو مل گیا
ای مرگ رہ پڑی ہی اجی جو تری دیار مین
زورِ جنون مین ضعف نے رسوا کیا مجھے
الجھی ہوئی ہین ہاتہ گریبان کی تار مین
عاشق ہین مجکو شیخ دعا کی نہین مجال
تو دخل دی مشیتِ پروردگار مین
اگر دلنشین وحشت سی کیا مطمئن ہون
ہمدم لگا ہی جی خلشِ نوکِ خار مین
احسانِ چارہ جست ہو کسی اور پر کہ مین
راضی ہوا ہی فلک ستمِ روزگار مین
پاتا نہین گمان بہی گنجایشِ کلام
کیا کیا بڑہا ہی نقشِ دہن اختصار مین
باغِ جہان مین ایک سی گذری ہی تنگ سیر رو
سوکہی نہ ہم خزان مین نہ پہولی بہار مین
کیا کیا غبارِ حسرتِ دیدار قیس تہا
چھپ چھپ گیا ہی ناقۂ لیلی غبار مین

چمکا رہا ہی شوقِ دلِ اونکی کدورتمین
مصروفِ آینہ ہی جلای غبار مین

دل پہ ہی اونکی دسترسی ہمین جبر کی مجال
اتنا ہی اختیار نہین اختیار مین

شامِ وصال ہی کبھی صبحِ فراق یا
کٹتی ہی عمر گردشِ لیل و نہار مین

مر کر بھی انقلاب کی صدمی جو یاد تھی
پہلو بدل سکی نہ کبھی ہم مزار مین

عالم کی ہی خبر مگر اپنی نہین خبر
غفلت بھری ہوئی ہی دلِ ہوشیار مین

بھولی نہ جلوہای تبسم تمام عمر
کاٹی شبِ حیات فروغِ شرار مین

مر کر بھی پایمالِ جہان ہون مین خاکسار
وہی قبر کو فلک نی زمین رہگذار مین

تسکینِ دل کیواسطی رو رو کی حسرتِ دل
بلبل نے کیا رنگا ہی قفس کو بہار مین

نی یار جب نہانی گیا مین ہوا شہید
ہر موج مثلِ تیغ پہ چلی جویبار مین

کی دل نی دوستی پڑی رنج و بلا مین جان
می پی کسی نی مست کئی ہی خمار مین

تسلیم مفلسی سے وہمِ وزن مین منزلت
مانندِ حرفِ وصل نہین اعتبار مین

۱۸۹ — ردیف واو — ۱۱

کیجیی ایسا جہان پیدا جہان کوئی نہو
ذرۂ اختر زمین و آسمان کوئی نہو

رو رہی حسرت پہ اوسکی جو کہ وصلِ یار مین
سیکڑون ارمان کہتا ہو بیان کوئی نہو

کی تمنا مرگ کی تو بھی ہوا ظالم خفا
ہای ایسا بھی جہان نہین بدگمان کوئی نہو

احتیاطِ رازِ خاموشی یہانتک چاہیی
بیزبانی کی سوا ہمداستان کوئی نہو

سبزہ و گل کی نہین لایق مرا فرشِ مزار
پردہ پوشِ تربتِ بیچارگان کوئی نہو

کس لیی پڑیسی ہرجائی کی ہو ایدل تلاش
خاص جسکا دونون عالم مین مکان کوئی نہو

آرزو کیسی مجھے اتنی جو ہم جان نثار ہے / چاہتا ہون میری تیری میان کوئی نہو

رشکِ بلبل کی اوٹھائین نا کسیکو داغ / خویش و بیگانہ بجز گلفشان کوئی نہو

کیا تماشا ہی کہ ہم سبکی ہون باغِ دہر مین / اور اپنا بلبل و گل باغبان کوئی نہو

یہ ہی قسمت کا لکھا اپنے کہ ہر جلوہ ترا / کچھہ نظر آئی نہ ہملو اور نہان کوئی نہو

۱۹۰ تو ہی بتلا کیا کرین تسلیم الیسی شرم مین / جسمین سب اوستاد ہون اور نکتہ دان کوئی نہو

کیونکر سہی بڑھ چلی ہی شبِ انتظار تو / اب کیا بنی کی سلسلۂ زلفِ یار تو

بعدِ فنا بھی عیشِ تکلیف ہونگا مین / روئی کی خاک پر مری شمعِ مزار تو

آتی ہی تجھسی آج مجھی آشنا کی بو / مل جا ذرا گلی سی نسیمِ بہار تو

اک دورِ صرصری مین گل ہی تیری چمن / پھولی ہوئی ہی کس چمن نسیمِ بہار تو

ہی تیغ کچھہ تو شرطِ وفا کا لحاظ کر / جاتی ہی چھوڑکر مجھی بیگانہ وار تو

پھر جاگتا ہی حشر مین کچھہ ہی تو ہون / تھوڑی جگہہ ہی پہلوئے کنجِ مزار تو

دونون جہان حمایتِ زلف ہدین ایک سا ہے / میری طرف ہو رحمتِ پروردگار تو

میں آپ کی سوا نہین کہنی کا آپسے / کہیے نہ کیسے آپ مجھی بار بار تو

۱۹۱ تسلیم کیا جگہہ دلِ حسرت زدہ مین ہے / اب شہ نشین ہا ستمِ روزگار تو

کرو نہ دیر جہان مین جہان سی کئی چلو / یہان گمان خطر ہی قدم بڑھائی چلو

بنا و عشق کو راہِ طلب مین خضر اپنا / یہ غول جلی ہی جس راہ پر لگائی چلو

یہان نصیب نشیبِ وفراز اکثر ہی / خدا کی واسطے اتنا نہ منہ اوٹھائی چلو

شکستہ پا ہوں کہیں ساتھ سے نہ رہ جاؤں
ابھی بھی ہاتھ ذرا دوستو لگائے چلو

ہمیشہ ملکِ عدم کی بنی رہو سفری
اودھر بھی پہنچی کو چپکے قضا جب آئی چلو

ابھی تو حسنِ عمل کا زمانہ باقی ہے
وہان کی بات بھی ہے دل کچھ بنائے چلو

ادھر ادھر کہیں پھر کر ترا رہ جانا پڑی
سمندِ عمرِ رواں کو ذرا دبائے چلو

حیا کی چہرے کی من سن کچھ او رہتے ہیں
ابھی تو مجھ سی مری جان منہ چھپائی چلو

۱۹۲

عدم میں ترسو کی درد جگر کو اے تسلیم
جو ہو سکی کوئی سینے پہ تیر کھائے چلو

۱۹۳

ابھی سے امیدوار آرام کا دم بھر نہو
خانۂ آئینہ میں مہمان اسکندر نہو

روک دستِ تیغ بیعت کو قابلیت گر نہو
حشر تک صیقل سے بینا دیدۂ جوہر نہو

بحرِ ہستی میں گہر کسطرح وہ بے لوث ہوں
عینِ طوفان میں سرِ رشتہ بھی دامن تر نہو

میں بھی وہ ننگِ اجل ہوں جسکے لیے منہ تنگ ہے
مان لی قاتل اگر راضی کبھی خنجر نہو

میری دم تک چار سو شورِ جنون کی ہو ہم ہے
میں نہون جسدن جہان میں فتنۂ محشر نہو

جائے خندہ شور پیتا ہی کی آجاتی ہے یاد
ہائے مجسا ہی کوئی فریاد کا خوگر نہو

دیکھکر بربادیان کیون ہے مکدر آسمان
خانہ ویرانی ہی سے آباد میرا گھر نہو

عیش و عشرت عارضی تھے وقتِ مشکل ٹل گئے
نامرادی کی میں صدقے یہ مری کیونکر نہو

سامنے تیری تڑپتا ہے یہ کیا سیماب سا
دیکھنا اے بیوفا میرا دلِ مضطر نہو

ناتوان ہوں کیون اٹھاتا ہے مجھے شورِ نشور
خارِ راہِ اہلِ محشر یہ تنِ لاغر نہو

قابلیت شرط ہے کسبِ شرف کیسا علی
تابشِ خورشید سے یاقوت ہر پتھر نہو

حشر برپا کر رہا ہے کیون خرامِ نازنے
دیکھنا زیرِ قدم میرا دلِ مضطر نہو

۱۹۳

خاک نکلی شعر تر تسلیم جب تک رو برو
می نہو شیشہ نہو ساقی نہو ساغر نہو

۸

اوج پر بھی بی نشان ہو کر بھی شانِ لکھنؤ
لامکان کو داغ دیتی ہین مکانِ لکھنؤ

واعظ رنگین بیان انکو دکھلا سبز باغ
کیا کرینگی لیکی جنت ساکنانِ لکھنؤ

جیتی جی کیونکر جدائی میری اسکی ہو سکے
لکھنؤ ہی روح میری ہین تن جانِ لکھنؤ

سنتے سنتے خلد کی تعریف جی گھبرا گیا
اب تو اے واعظ سنا کچھ داستانِ لکھنؤ

یہ لطافت ہو کلامِ غیر کو کیونکر نصیب
رشکِ موجِ آبِ کوثر ہی زبانِ لکھنؤ

دونون عالم سے الگ ہے رنگ مین پاتا ہون مین
کیا زمین لکھنؤ کیا آسمانِ لکھنؤ

نکہتِ باد کی صوت اوٹھین بلبل کی ہو شور
گلفشان ہو گر چمن مین تر زبانِ لکھنؤ

۱۹۴

گر یہی گردش رہی اے تسلیم اپنی بخت کی
اور رہین دو چار دن ہم میہمانِ لکھنؤ

ضبطِ فریاد پہ قابو ہو تو غوغا کیون ہو
چھپ کے ہو مین تو کہین عشق کا چرچا کیون ہو

نہ سہی پیار کی باتین مجھی گالی ہی جو دو
لبِ خاموش پہ تصویر کا دھوکا کیون ہو

اسقدر جینے کی ہو دل مین تمنا جسکے
وہ کسی کے لبِ جان بخش پہ مرتا کیون ہو

جسکے تقدیر مین صحت نہو جز مرگ کبھی
ایسی بہرِ ناشدنی زخم کا چارا کیون ہو

گر قیامت کے نہ تم چال چلو شوخی سی
اک نیا فتنہ گلی کوچے مین برپا کیون ہو

جب کہا یونہی کسی نے مری بیتابی کو
بولی عاشق کوئی اسطرح کسی کا کیون ہو

بگڑی تسلیم نہ کہلاتے ہی محفل مین وہ
نازبرداری اغیار کا چرچا کیون ہو

۱۹۵

چاہتا ہون جنون وا مقبول مین شامل نہو — پہیرو و مجکو مرا دل گر کسی قابل نہو

رہ نوردِ وادیِ مقصد تہی ہم بہی تو ہون — اسقدر نا آشنای دوریِ منزل نہو

ہی فریبِ طلب یا بس عالمِ اسباب تک — چاہیی بحرِ فنا کا خشک لب ساحل نہو

کروٹین صیاد زیرِ دام لی سکتی نہین — ہم اسیرانِ بلا سی اسقدر غافل نہو

کیا کرون مین بادہ و مینا صراحی شیشہ جام — تو ہی جبتک بزم مین ای رونقِ محفل نہو

تیز رفتارون سی ناحق ہی خیالِ ہمرہی — ای خضرِ راہِ فنا مین تو مرا شامل نہو

ذبح سی پہلی ہی اندازِ طپیدن تہا مجھے — دل جسی کہتی ہین پروانۂ دمِ بسمل نہو

دیکہکر لیلی نی عزمِ تیز رفتاری کہا — ساربان کرتا ہی کیا مجنون پس محمل نہو

سیتا ہون مین گریبان چاک کرنی کی لیے — کام ہی کرتا ہون وہ جسکا کوئی حاصل نہو

۱۹۶

ہی دعا تسلیم اتنی عالم العلام سے
اپنا دیوان آشنای دیدۂ جاہل نہو

ساتہ رونی کی جو تہی وحشت کامل مجکو — ہو گیا سلسلۂ اشک سلاسل مجکو

وہ جفا دوست نہ آتی تہین جنکو نیند مگر — پہر سلا دیتا ہی افسانۂ بسمل مجکو

کام کیا خانۂ زندان سی مجہی تہا لیکن — پاون پڑ پڑ کی لی آئی ہی سلاسل مجکو

کیا عجب حشر پہ موقوف ہو ملنا اونکا — نا امیدی نکر اتنا ابہی بیدل مجکو

فرصت یہ نہین ہی شررِ شمع کیطرح — پہونکی دیتی ہی تری گرمیِ محفل مجکو

کسقدر مین ہدفِ خوش ہون کہ ہر تیر انداز — بدلی تودی کی بٹہاتا ہی مقابل مجکو

۱۹۷

عہدِ پیری مین کہان یادِ خدا ای تسلیم
کر دیا خوابِ دمِ صبح نی غافل مجکو

نزع مین آنکھہ سی نکلی نہین ٹپکا آنسو — دیکھتی ہین یہ مرنی کا تماشا آنسو

رحم کا اپنے نہین اہل جفا کی لیکن — دیدۂ جوہر شمشیر سی ٹپکا آنسو

کم نہین مرگ سی دنیا مین وطن کا چھٹنا — مل گیا خاک مین جو آنکھہ سی ٹپکا آنسو

آنکھہ سی دل مضطر مین تڑپنی دیتا — کاش ہوتی تری ملنی کی تمنا آنسو

حالت گریۂ پیہم جو ہوئی پوچھی تو بد — کہیو تو جیسی رکا ہی نہین اتنا آنسو

شب تنہائی مین الجھان ہی نہ تھی شب وہ — حشر تک یہ ہی آنکھون مین ہی یا آنسو

ضبط گریہ سی ندامت ہوئی اغیار سی بھی — گر کی نظرون سی تری ہی رہی رسوا آنسو

ہر قدم پر خلش خار سی دل گذرے — عمر بھر ساتھ رہی بادیہ پیما آنسو

کھل گیا یونہی ہی حال دل پر غم میرا — رمز دان ہین تری آنکھین ہی گویا آنسو

مرض عشق سی اس حال کو پہنچا آخر — دیکھہ کر آنکھہ مین بھر لائی مسیحا آنسو

سیل گریہ نہین جیب چمن تک آئی — دھو رہی ہین مری تقدیر کا لکھا آنسو

طفل نادان سی حقیقت کہین مشکل ہے — خوف آتا ہی کرین راز نہ افشا آنسو

ضبط کبتک مین کرون جی ہی بھرا آتا ہے — آنکھہ سی کرتی ہین رونی کا تقاضا آنسو

ے — ہو نہ غمناک گیا سوی چمن جب تسلیم — ١٩٨
قطرۂ شبنم شاداب کو سمجھا آنسو

یاد وہ زلف جو آئی لب دریا مجھکو — موج ہیجان نی دیا سانپ کا دھوکا مجھکو

ناتوانی سی کہان آمد و شد کی طاقت — کم سفر سی نہین اب آپ مین آنا مجھکو

نہ چھپی شوکت سامان گنہ دوزخ مین — بہر تعظیم اوٹھا دیکھہ کی شعلا مجھکو

بدگمانی دل بلبل سی نکلنی ہی محال — نکہت گل نی عبث باغ مین چھیڑا مجھکو

غفلتِ کیفِ جوانی سی یہ بیہوشی ہی
موت بہی آئی تو ہو خواب کا دہوکا مجکو

دیکہہ کر دیر مین ہر بُت مجہی سمجہا زاہد
داغِ سجدہ نی کیا اور بہی رسوا مجکو

۱۹۹ | خاکِ دنیا مین ہون چین سی تو پہر تسلیم
کہائی جاتا ہی خیالِ غمِ عقبیٰ مجکو | ش

شبِ وصال مین جامِ شراب ہو کہ نہو
وہ آفتاب تو ہی ماہتاب ہو کہ نہو

پسِ فنا بہی گمان ہی سکوت سی اپنی
او اسوالِ لحد کا جواب ہو کہ نہو

خدا کیواسطی زاہد نہ مجکو اب بہکا
بتونکی عشق مین چاہی ثواب ہو کہ نہو

کیا تہا شام کا وعدہ نہ آئی تم ابتک
بتاؤ دل کو مری اضطراب ہو کہ نہو

ملا دی یار سی ای آسمان کہ جیتی جی
نصیب پہر ہمین عہدِ شباب ہو کہ نہو

شریکِ صحبتِ توبہ شکن ہی اے ساقی
حضورِ شیخ کی حاضر شراب ہو کہ نہو

۲۰۰ | یہی ہی کثرتِ اعمالِ بد تو ای تسلیم
مری گنہ کا وہان بہی حساب ہو کہ نہو | ش

سنگدل پیار کیا کرتی ہین غمخوارون کو
سان سینی ہی لگا لیتی ہی تلوارون کو

کون روئی گا فلک بعدِ فنا یارون کو
کہائی جاتا ہی مرا غم مری غمخوارون کو

آپ مٹجاتی ہین دشمن کی لیی صاحبِ درد
آبلی سینی مین دیتی ہین جگہہ خارون کو

کیا ہوا وعدہ وہ نسخ ہی اگر ای واعظ
کیا وہ دینگی بہی ہدین اپنی گنہگارون کو

کیا مقدر ہی کہ پاتا ہون ہمیشہ خندان
اپنی زخمونکو تری تیر کی سوفارون کو

اسلیی حسرتِ شیدا و ارمانون پہ ہین نخلِ نشان
کون روئی گا مری بعد مری پیارون کو

ہون وہ آوارہ اگر دشت سی گہر مین آؤن
آسمان سر پہ گرا دی مری دیوارون کو

یان وہ باغِ خندۂ گل چشمکِ نرگس نہین
جائین کیا سیرِ چمن کو اوس چمن آرا کی ساتھ

ہجر مین مرتا ہون لیکن وصل کا طالب نہین
مین ہمیشہ پروا بنا ہون لیک بی پروا کی ساتھ

یون تو بگڑا اشکِ دامنگیر کی پابوس سے
ہو لیا ہی آج نورِ دیدہ بھی لہرا کی ساتھ

وصل مین بھی اسقدر نفرت تو تنگی ہی رہا
نیند تک آئی نہ مجھکو اوس گلِ رعنا کی ساتھ

جس حسین کو دیکھتا ہی لوٹ ہو جاتا ہی تو
مین تو سمجھتا یا عدم سی تجکو ہی دل لا کی ساتھ

اب کہان جز گریۂ حسرت ہی سر کیفیت سے
خندۂ مستی گیا وہ قلقلِ مینا کی ساتھ

شب کو ہی شورِ فغان مجنون کو ہجوم کو دکان
کب نہین ہنگامۂ محشر تری شیدا کی ساتھ

۱۴	کیا مزا التسلیم مرگِ بی گناہی نی دیا قبر تک پہونچا گئی تابوت وہ بھی آ کی ساتھ	۲۰۳

دی رہا ہی اونکو خود بینی کی رغبت آئینہ
پھر ہماری جان پر لائیگا آفت آئینہ

بعدِ مردن بھی بنا ہون قبر مین حیرت فروش
مین ہو تصویرِ خموشی سنگِ تربت آئینہ

نیک و بد بھی کوئی دیتا ہی سبکو لیمین جا
ایک سی کہتا نہین رنگِ کدورت آئینہ

یار سی ہی دل غرورِ حسن کا شکوہ عبث
کیا نہین ہوگا ابھی کر ہی سلامت آئینہ

ہون وہ مجنون دیکھنی کو صورتِ لیلا مجھے
بن گئی چشمِ غزالِ دشتِ وحشت آئینہ

گر یہی ہی چشمِ جوہر کو ہوای دید یار
روئیگا میری طرح اشکِ ندامت آئینہ

زینتِ پوشاک سی دشمن لونکو عار ہی
جز نمد رکہتا نہین پروای خلعت آئینہ

خط نکل آنی تو روی صاف پہ دیکھین گے ہم
کس طرح رکہتا ہی تم سی گرم صحبت آئینہ

کہدیا کیا آج اسنی میری حیرانی کا حال
توڑتا ہی کس لیی ای بی مروت آئینہ

گر یہی گرمی ہی تیری حسنِ آتش رنگ کی
ایکدن ہو جائیگا پارہ کی صورت آئینہ

تیری عالم سے دلِ وحشی کی ہی عالم میں قدر
تم رقیبِ روسیہ پر انگشتہ الوحیف ہی
کیا دلِ وحشی ہوا ہی داغِ کدورت جگہ بہ

گر نہ ہوتا حسن ہوتی کیا حیثیت آئینہ
دیکہتی ہین [illegible] بصورت آئینہ
خاک مین ملجای کاتب ہی بدولت آئینہ

۲۰۴
زانوی جانان کی جگہ جل کہی دستِ نگار
دیکہو ای تسلیم کیا رکہتا ہی قسمت آئینہ
۹

باتون باتون آگئی ہی درمیان تکرار کچہہ
کیون بگڑتی ہین جو ہٹکر بیٹہتا ہون چپ
کوئی ہم دیکہا تو کیا دیکہا عوض اس ... کی
آو سن لو وقتِ آخر رہ گئی ہی آرزو
وہ نہ سنتا ہی مری اوسکی سمجہتا ہون مین
ناز بردارون سی اتنی بیرخی اچہی نہین
اسقدر نا آشنا ظالم نہو غیرون کیطرح

کچہہ کہون سنتہ ہی نہین کہتا ہی عیار کچہہ
سایۂ طوبےٰ نہین ہی سایۂ دیوار کچہہ
کہتی تہی کاش دل کی حسرتِ دیدار کچہہ
چپکی چپکی کہہ رہا ہی آپ کا بیمار کچہہ
مین تو کچہہ کہتا ہون کہتا ہی غمخوار کچہہ
ابتو کیا پر یاد ہوگا ہم سی تہی پہلی پیار کچہہ
جہوٹ سچ ہم سی بہی ہوتی تہی کبہی اقرار کچہہ

۲۰۵
نیک و بد سے ہم نہین واقف مگر تسلیم بات
کل تمہارا ذکر ہوتا تہا حضورِ یار کچہہ
۱۱

سیم و زر کیسا نہین قابل فلوس کسکی ہاتہ
آبرو و ہمت سے رکہیی ورنہ وقتِ احتیاج
دشت سے بہاگی گا مجنون کوہکن چہوٹیگا سر
ڈہونڈہتی ہین سامنے آنکہین نظر آتا نہین
کیا چہپاؤن بیقراری مین جو افشا ہو چکا

ہم وہ یوسف ہین بکین گی ایکدن مفلس کی ہاتہ
یاد ہین ہم کس کی پڑتی جوڑتی کس کی ہاتہ
کہینچنا مانی نہ اوسکی پائی حشمت اسکی ہاتہ
پڑ گیا یارب دلِ گم گشتہ اپنا کسکی ہاتہ
شرم سی از دوستی اب ہی مری مونس کے ہاتہ

تو ہی وہ محبوب گر تصویر سے مل کر چلی
شوق میں اس کی وہ دامنگیر ہون جسکے ہاتھ

بزم آرا ہی لیکن صورت شمع و چراغ
رات بھر حق جلا یا آگہی ہم جسکی ہاتھ

گل کی بو بھی کیوں نہ پیچ کھا ہی ای بلبل اگر
جو شہ پر پہ پوشی سامنی نرگس کی ہاتھ

تھی وہ مہکتی چشم حسرت سے سیہ جام مین
دیکھتی گذری ہمیشہ ساقی مجلس کے ہاتھ

تھا وہ دل آشفتہ چھوا پہلو کو میری جس گھڑی
صورت مشعل لگی جلنی لقوا جس کے ہاتھ

لی ہے تسلیم تیرا رنگ حنئی کا نہیں
سیکھ لی برگ حنا ہی چومنا پیسکی ہاتھ

۲۴۶ — ## ردیف یای تحتانی — ۱۴۱

میں نے کہا ایجان جو دیتی ہے جام صہبا آپ سے
شیخ کعبہ ہی تک رہا عذر تقوی آپ سے

آہ و نالہ شور زنجیر جنوں سب تھی خفا
کون کہتا حال میری بیکسی کا آپ سے

جو کہیں عدا مری جانب سے کہتی تھی تجھے
مین تو کچھ کہتا نہیں ای مسیحا آپ سے

رہتی ہو کیوں پھیرتی ہو بعد مدت دل مرا
مانگتا ہے کچھ یہ مجھ سے دم تمنا آپ سے

شمع محفل تھی مری ہستی خموشی گفتگو
کیا سمجھتی کر لگی دل کی میں کہتا آپ سے

زلف کے سر گوشیان کسدن ہیں ایجان تمام
کب ہوئی خالی جو کہتا حال اپنا آپ سے

کم نہوتا اس لب جان بخش کا اک حرف بھی
سیکھتے گر حشر تک اعجاز عیسی آپ سے

میں تو چپ بیٹھا ہوا تھا دل کہانی تھی
قصۂ شام شب غم تمنے چھیڑا آپ سے

اون لبونکی رو برو رنگین مزاجی کیا تری
یا غمیں ای گل ہوا ہنسکر تو رسوا آپ سے

سنج ڈالا چاہتا ہے وہ دلوں میں پھر عدو
آپ کا مجھسے گلہ کرتا ہے میرا آپ سے

بے زبان پیدا ہوا ہوں جو نہ تیری غم میں
صورت تصویر یوں خاموش رہتا آپ سے

حضرت دل شام غم کا اسقدر ڈر کا ہے کیوں
سچ کہو کیا کہہ گئے صبح تمنا آپ سے

اپنی ہستی ہستی شادی و غم کچھ بھی نہیں مٹ گئی خود بینی کی موج آب دریا آپ سے

۲۰۷

ای خدا تسلیم تو خاک رہ بطحین کر
کیا کریگا لیکے فردوس معلی آپ سے

۱۲

تیری غفلت عقل سے پردہ ہنسوائی مجھی بیخودی ایسا مہو پہر ہوش آ جائی مجھی
چاہتا ہون بہلی خودبینی سے مستی آئی مجھی آپکو دیکھون خدا وہ دن تو دکھلائی مجھی
حضرت واعظ ہون یا ناصح کوئی ہم آشنا خوب سمجھے ہون آج مین جو آکے سمجھائی مجھی
ہو نہیں دیوانہ کسی نازک ادا کی عشق مین بیڑیان موج نسیم صبح پہنائی مجھی
آس کیا ابتو امید ناامیدی بھی نہین کون ہے مجکو تسلی کون بہلائی مجھی
ہون شمیم زلف باہم رہی بھی ہم کی ساتہ آپ سے جاتا رہی جو آپ مین لائی مجھی
بی نشان بنکر نشان پیدا کیا ہی ہر مین جسقدر ڈہونڈی کوئی کہویا ہوا پائی مجھی
دل مین ہر کہتا ہی شب غم کہین ایسا نہو مرگ بنکر مزاج یا تپ سائی مجھی
وقت آخر ہی جو یا غفلت لیے آنکھیں لگو داغ لوگ جب کفنا چکی تب دیکھنی آئی مجھی
لیجیو للہ کوئی خضر بینا کی حضور عالم گمگشتگی کی راہ بتلائی مجھی
صورت نقش قدم ہون آپ ہو پا بادہ خاک مین ضد سے ملادی جو کوئی پائی مجھی

۲۰۸

ابتو جوش آرزو تسلیم کہتا ہی یہی
روضہ شاہ نجف اللہ دکہلا ہی سے مجھے

۱۳

خاک آغوش لحد مین ہمین راحت ہوگی آج مرجائین گی کل فکر قیامت ہوگی
پاس بیٹھ ہون کی بجا دیکھو گرنہ واعظ ریش قاضی تری دستار فضیلت ہوگی
تم چلی جاؤگی اس نجم طرب سے افسوس آج ہم ہونگی ہماری شب فرقت ہوگی

خوب گذری گی اگر گور کی لحد تک پونہچے
کہ نہ تکلیف وہان ہوگی نہ راحت ہوگی

رحم آتا نہین ظالم جو کسے بیکس پر
ملک الموت کے تیری ہی طبیعت ہوگی

سر اوٹہایا جو مری شور جنون نی دم حشر
دیکہنا کیسی قیامت مین قیامت ہوگی

شمع کیون تربت بیکس کی بجہائی صرصر
اوسی پر کائہ آتش کی شرارت ہوگی

وصل مین کس لیی جان غم حسرت ہی
آملی گی جو تری طرح سلامت ہوگی

تم سلامت ہو خنجر نہ گلی پہ رو کو
ورنہ کل ہی مجہی جینی ہی ندامت ہوگی

٢٧٩ — ١٣

حشر مین یار سی کیا خاک ملی گا تسلیم
گر تری ساتہ وہان بہی یہی قسمت ہوگی

کیا کبہی غیر کئی بار وہان کیا آئے
پچہہ نہ کچہہ میری طرف سے اونہین سمجہا آئے

زندگی والون نی کیا آنکہہ چرائی مرکر
خضر ہی آئی لحد پر نہ مسیحا آئے

کوئی ہمدم نہین ایسا جو شب فرقت مین
آرزو کو در امید پہ پونہچا آئے

ہون وہ مجنون جو کرون وحشت نوردی کی ہوس
کوسون لینے کو مجہی جادہ صحرا آئے

ہوگئی قطع رہ و رسم محبت باہم
اب ادہر کا کوئی جائے نہ اودہر کا آئے

مین تو خود ہی نہین معترض گلۂ شمس کا
کیا سنا آپ نے کیون جوش مین اتنا آئے

شکل تصویر ہون کہتا نہین کچہہ ارمان
کیا کبہی لب پہ مری حرف تمنا آئے

بت بنایا ہی خموشی نی زبان پہ میری
شکوہ آئی نہ کبہی شکر خدا کا آئے

گر کرون سیر چمن لی تری شبنم کی طرح
گل ہنسین وہ کہ کی مجکو مجہی رونا آئے

کب سی ہین کشمکش بیم و رجا مین تسلیم
محتسب جائے الہی کہین مینا آئے

نکلون زندان سی جو بیٹھی ہوئی زنجیر جنون
شور محشر مری پابوس کو دوڑا آئے

صبح تک شمع جلی بات نہ پوچھی تو نے — او ستمگر تری محفل میں کوئی کیا آئے

۲۲ | صحبتِ دوست ہو یا محفلِ دشمن تسلیم
وہ نہیں ہم جو کہیں پھر کے ہمارا آئے | ۱۳

ای دلِ راحت طلب شکوہ نہ کرنا چاہیے — جو دکھائی گردشِ ایام دیکھا چاہیے
پہلے ہی مر جاؤنگی میں رشکِ تیغِ غیر سے — ذبح کرنے کو مری خنجر اچھوتا چاہیے
کرتی ہیں رخصت تجھی او نالۂ زنجیر ہم — عرصۂ محشر کو اک ہنگامہ آرا چاہیے
فاتحہ کو بھی نہ آئی بعدِ مردن قبر پر — دوست تھی یکبارگی تمکو نہ ایسا چاہیے
رند ہوں مرقد میں وقتِ دفن قبلی کی عوض — جانبِ میخانہ میری منہ کو پھیرا چاہیے
داغ دیتا ہی مجھے سنگیں مزاجوں کا سکوت — باغ میں بادِ صبا غنچی کو چھیڑا چاہیے
دی گئی ہی رات دن جلنی حیاتِ مستعار — اسقدر بھی جلنی پر ای دل نہ مرنا چاہیے
مغتنم ہی چند ساعت صحبتِ لطفِ بہار — خندہائی گل پہ ای شبنم نہ رونا چاہیے
ڈھونڈ لینگے ہم بھی کوئی شوخ ہی نازک ادا — چاہتی ہیں غیر کو گر آپ اچھا چاہیے
شوق حسرت جوش بیتابی تمنا یاس غم — عالمِ اسباب میں عاشق کو کیا کیا چاہیے
لی چلا ہی جوشِ وحشت جانبِ صحرا مجھے — وسعتِ آبادِ جنوں میں کار فرما چاہیے

۲۱ | حرفِ باطل کی طرح چندی رہی تو کیا ہی
صفحۂ ہستی سی ای تسلیم اوٹھنا چاہیے | ۹

مشتعل دل سوزِ غمِ پیہم سی جگر بھی تن میں ہے — دانۂ اسپند ہے جو دانہ اس خرمن میں ہے
بی سبب کب عینِ جوہر پیشِ تاقِ خنجر ہی گلا — آج کسکا ہات ای قاتل تری گردن میں ہے
رنگ لائی ہی مری رنگیں مزاجی بعدِ قتل — سرخ جوہر خون سے ہی تیغِ وفادشمن میں ہے

ہوگئی مشکلات مشکل کمال ظلم سے | مین قفس آباد ہون نالہ گلشن مین ہے

عارضی ہے حسن سے محروم دیکھی ہے بصر | میل سرمہ کب نصیب دیدۂ سوزن مین ہے

کسنی چھپا سکا ہی سوز عاشق نگاہ ناز سی | دیدۂ آہو کی شوخی دیدۂ روزن مین ہے

رقص تیرا دیکھکر لاکھون ملین گے خاک مین | گردش چرخ ستمگر گردش دامن مین ہے

داغ تنہائے غم ہستی خیال بیکسی | وہ مصیبت کون سی ہے جو نہین مدفن مین ہے

١١٢

رحم کی بدلی ہوا سنکر خفا تسلیم یار
قسمت بد سے اثر الٹا مری شیون مین ہے

١١٦

پارسائی اونکی جب یاد آئی گی | مجھسے میری آرزو شرمائی گی

دیکھہ مجھسا پھر نہ ہمدم پائی گی | چھوڑ کر آئی بیکسی پچتائی گی

گریہ سے ہے پاس آداب سکوت | کس طرح فریاد لب تک آئے گی

یہ تو مانا دیکھہ آئینہ کو سے یار | پھر تمنا اور کچھہ فرمائی گی

کچھہ کہے ناصح کرین گی ہم وہی | خاطر افسردہ مین جو آئی گی

چھوڑ کر ہستی یہی ہے غم مجھے | روح تنہا راہ مین گھبرائی گی

ہون وہ دشمن دوست میت کو مری | تیغ قاتل خون سی نہلائی گی

غم یہی ہے کوی جانان دیکھکر | ناتوانی پاؤن پھر پھیلائی گی

انتہائے ضبط سے ظاہر ہوا | بیقراری منہ مرا کھلوائی گی

کچھہ تو کہہ جا رخصت صبح امید | کیا بلا شام مصیبت لائی گی

کاٹ کر مر جائین گی لاکھون گلا | رنگ آفت کی یہ مہندی لائی گی

خیر ہی جبتک نہین ای دل عروج | خاکساری خاک مین مل جائی گی

جانے دی صبر و قرار و ہوش کو
تو کہاں ای بیقراری جای گی

گر یہی بیتابی قسمت میں ہے
چشمِ تر رونے کو بھی ترسای گی

ہوں سراپا شعلۂ ہجرِ یار میں
آگ آبِ آتشین برسای گی

۲۱۳
ہجر کی شب گر یہی ہے اضطراب
نیند ای تسلیم کیونکر آئے گی
مطلع

کچھ نہ کچھ میرے نظر ہو جای گی
ایک دن تیری اثر ہو جای گی

تو بھی تو ای مرگ بالین پر نہین
شامِ غم کیونکر سحر ہو جای گی

قبر مین رہنا پڑی گا حشر تک
منزلِ ویران بھی گھر ہو جای گی

گر سلامت ہے دلِ پامالِ ناز
خیر سے کیونکر بسر ہو جای گی

آج ہی زیرِ قدم کل ای فلک
یہ زمین بالای سر ہو جای گی

کچھ نہو گا حشر مین جز بیخودی
جس طرف تیری نظر ہو جای گی

وصل مین بھی گریہ ہی ہی انقلاب
شام سے پہلے سحر ہو جای گی

گو نصیبِ غیر ہو مر جاؤن گا
مرگ بھی تیری نظر ہو جای گی

فکرِ تنہائی عبث ہنگامِ نزع
مرگ خضرِ راہبر ہو جای گی

طولِ شب کا وصل مین بیجا ہی عذر
آج بھی دیکھو سحر ہو جای گی

کیا خبر تھی ہجر کی شب ای اجل
مجھسے ایسی بیخبر ہو جای گی

کوی ذکرِ کوی جانان ہی سہی
کچھ تو تسکین نامہ بر ہو جای گی

سنکے روئین گی وہ میری آہ کو
مرگِ دشمن کے خبر ہو جای گی

اوس مشرب پر ہم سی تسلیم صلح
گو نہین اب تک مگر ہو جای گی

کمال ضعف سی اکثر یہ حال ہوتا ہی
کہ مجکو ناز اوٹھانا محال ہوتا ہی

ابہی وہ سن ہی کہ اٹکھیلیون سی چلتی ہین
خبر نہین کہ کوئی پایمال ہوتا ہی

کسی پہ آئی طبیعت تو قدر ہو معلوم
ابہی تو آپ کا میرا سا حال ہوتا ہی

کوئی گہڑی نہین فرقت مین لطف تنہائی
مرا ملال تمہارا خیال ہوتا ہی

بلای جان ہوئی مدتین مین ہی سخن دانی
کہ بات بات کا مجہسی سوال ہوتا ہی

جو مر مٹی تو ہوئی عشق یار مین پورے
یہان کمال ہی پہلی زوال ہوتا ہی

بھری ہوئی ہین کچہ ایسی کہ خالی پاتو پہر
گہڑی گہڑی مری اونکی ملال ہوتا ہی

یہان تو بچ گئی محشر مین جو پہنچی تسلیم
خدا کے سامنی کیا اپنا حال ہوتا ہی

٢١٥ — سہ ۹

خبر دیتا ہی کیا واعظ ہمین صبح دم کی
ہزارون دیکہی ہنگامی بہت ایسی سحر دم کی

دکہین کیا اوسکو وقت شمع حالت جان پر غم کی
سیاہی چھا ہی دود چراغ صبح ماتم کی

لبون پہ جان آئی ہی سفر ہی روح کا تن سی
اجل یہان بالین ہی کوئی ساعت کوئی دم کی

اوٹھا ظالم قدم جلدی خرام ناز سی باز آ
تقاضا ہی تمنا ہی ہوای شوق ہی کم کی

ابہی ہی سیکڑون لیتی ہین مانند حنا کہین
جوانی رنگ کیا لاتی ہی اوس محبوب عالم کی

کنار گل کبہی حاصل کبہی خورشید کا پہلو
بسر ہوتی ہی کس راحت سی صبح و شام شبنم کی

ہزارون طرح کی جلوی ہین پیدا شکل انسان مین
ہوئی ہی تخم حسن نور ربنکر خاک آدم کی

زیارت کی بہانی گہر سی قاتل گور پر آیا
ہوئی صبح طرب مجکو شب ماتم محرم کی

نہ بہولی مرکی بہی تسلیم ہم لطف ہم آغوشی
فشار قبر سی یاد آئی لذت وصل باہم کی

٢١٦ — سہ ۹

نادم ہوا ہون کیچ کی مین کس نونہال سے
آتی ہی بوی گل عرقِ انفعال سے

حسرت زدون کی خاک پہ دامن اوٹھا کی چل
اظہارِ دوستی ہی عبث پایمال سے

خوبین لبون کو عار کلامِ طلب سی ہی
لبہای غنچہ پاک ہین حرفِ سوال سے

پیری مین داغِ عشق ہوا مشتعل فزون
چمکا یہ آفتاب زیادہ زوال سے

وہ جنسِ بے بہا ہون کوئی پوچھتا نہین
نقصان ہی نصیب مین فیضِ کمال سے

مفتونِ نازِ چشمِ فسون گر بنا ہئی
دیوانہ سب کہینگے مجھی سحرِ حلال سے

وحشت کہا رہی ہی پسِ مرگ بہی شر
خالی نہین مزار طوافِ غزال سے

اللہ ری آبیاریِ طوفانِ چشمِ قیس
پہولی شگوفی دست مین شاخِ غزال سے

۲۱۶

تسلیم ہجرِ یار مین حسرت یہی رہی
کہہ دیجیی کچہ اور بہی پیکِ خیال سے

۱۳۱

خبر بہی لی نہ کبہی خاکِ جسمِ لاغر کی
گئی نہ ہم سی کدورت مزاجِ صرصر کی

فنا طلب ہین سبکدوشِ بارِ احسان سے
سرِ حباب کو حاجت نہین ہی خنجر کی

ہمیشہ رہتی ہی نفرت گدا سی شاہون کو
عجب سبب خضر سی کیونکہ نہی سکندر کی

وطن کو چہوڑ کی ایسی ہوئی ہم آوارہ
نہ آئی یاد بیابانِ شہر کبہی گہر کی

پسِ فنا بہی وہی بی نیازیان ہین مجہی
نہ آرزو ہی کفن کی نہ فکر چادر کی

وہ محوِ کاوشِ مژگان تہا گو ریرا بہی
ہر ایک سبزی نی پیدا کی نوکِ نشتر کی

گلی کا ہار ہی جب سی کہ خیالِ وصلِ صنم
مری گلو سی عداوت گئی نہ خنجر کی

بجہائین پیاس نہ اپنی کی ہی کبہی ظالم
کہ آبِ تیغ سی تر ہو زبان جوہر کی

ہزارون طرح کی بیتی ہی بعد مرکے
مری مزار مین شاید زمین تہی محشر کی

۲۱۸ — ۱۷

وطن مین جوہر قابل کی چاہ کیا تسلیم
صدف مین قدر نہین آبروی گوہر کی

ترک مطلب سی نہین مطلب حاصل خالی
یہ بھی ارمان ہی کہ ارمان سی ہی دل خالی

پنبۂ در گوش ہی ہر گل لب غنچۂ خاموش
سر عبث کرتی ہی فریاد عنادل خالی

صدمۂ فرقت یاران جنون اوٹھ نسکا
رو دیا دیکھکی آغوش سلاسل خالی

ہمت ای جوشش گریہ کہ دم ریزش ہے
کب سی دامن ہی بشکل کف سائل خالی

گر یہی ہی ہوس لطف اسیری صیاد
مر کی ہوگا قفس تنگ عنادل خالی

کیا عداوت ہے کہ خط مین بھی نام کی جا
چھوڑ دیتا ہی بت حور شمائل خالی

اوس سی امید وفا ہی مجھی وہ بھی بس مرگ
تا ہی مشکل سی نہین ہی مری مشکل خالی

آرزو بنکی نکلجاتی وی دم او قاتل
ابھی پہلو ہی نکر پہلوی بسمل خالی

۲۱۹ — ۱۸

کوئی دم آمد و رفت نفس بشری سی تسلیم
نہ ہی عالم ایجاد کی منزل خالی

جسم بیدردون کی زیر خاک گل کر رہ گئی
ہو گئی رخصت مکین ٹوٹی ہوئی گھر رہ گئی

انتظار مرگ بعد مرگ بھی باقی رہا
زخم کہل کہل کر بشکل چاک تر رہ گئی

ناز معشوقی سکہایا دست دشمن کو بہی
گردن عشاق پر چل چل کی خنجر رہ گئی

رہ ہوا خواہ اسیری ہون کہ سیری کا مین
ساری حلقی دام کی آنکہین پہاڑ کر رہ گئی

مر گئی ہی عالم مین ہی اپنی سبکروحی کا ذکر
صورت افسانہ یارون کی زبان پر رہ گئی

شام کو آئی ہوئی رخصت چلانے وقت صبح
مثل شبنم میہمان باغ شب بہر رہ گئی

اب تو حاجت بہی نہین جسپان خواب ناز کی
ہجر مین سونی کی قابل دیدۂ تر رہ گئی

ہجر میں مانگی دعا جس دم طلوعِ صبح کی
آنکھیں وہ کھلا کر فلک پر مجکو اختر رہ گئی

خط میں ایمای گرانجانی مصیبت ہو گیا
اپنی ابہی تو لگر بازو کبوتر رہ گئی

منجلی گردون ہی عجب ہے صوتِ نقشِ درم
داغہای دل سی چھاتی میں کیونکر رہ گئی

کھل گیا مرقد میں جب آئے نظر منکر نکیر
غیر ہمخانہ ہوئی احباب باہر رہ گئی

تشنہ جانی ہوں کہ طفلی میں ہی تقدیر سے
خشک ہو کر قطرہای شیرِ مادر رہ گئی

ہمرہی اربابِ رفعت کے بہت دشوار ہی
اوڑتی [illegible] رہ گئی

خون دلایا ہمتِ ساقی نی ہمکو آج بہی
ہاتہ پہیلا کے بشکلِ دورِ ساغر رہ گئی

وجہ ناکامی فریبِ حسن آرائش ہوا
رات بہر ہم سونگہتی پانون کی [illegible] رہ گئی

کام آئی آپ اپنی پردہ پوشی کی لیے
کچھ تو خاکستر ہوئے کچھ مثلِ اخگر رہ گئی

قلقلِ مینا نو ساقی طعنۂ تقوی نہ تھی
کیون خفا تہا ہوا [illegible] رہ گئی

۲۳۰	ہوں وہ خلاقِ سخن تسلیم فیضِ فکر سی یادگارِ طبعِ موزوں چند دفتر رہ گئے	۹

سوتا ہوں عجب چین سی کیا خوابِ عدم ہے
آغوشِ لحد بہی مجہی آغوشِ صنم ہے

شاعر ہوں مری سیر بہی مانندِ قلم ہے
صفحہ سیرِ عالم ہی سخن نقشِ قدم ہے

کچھ کم نہیں قاتل سی مجہی عمرِ گریزان
جو دم ہی اثر میں کششِ تیغِ دو دم ہے

تکلیفِ جراحت سی ہی بڑہی ہمتِ احسان
ہر زخمِ شگفتہ کفِ اربابِ کرم ہے

جز داغِ جگر کچھ نہ ملا سیم تنوں سی
اختر مری طالع کا مگر شکلِ درم ہے

باقی نہ رہا حوصلۂ بوسۂ افلاک
نالہ بہی مری طرح سی پامالِ ستم ہے

لکھا ہی کسی دیدۂ پر آب کا مضمون
گردابِ الم دائرۂ حرفِ رقم ہے

سجدون کی بہانی سی مٹاتا ہون شب و روز | کچھ لوح جبین پہ گلہ یار رقم ہے

۲۲۱

کس بات سی امید سحر ہو مجھی تسلیم
ابتک وہی ظلمت وہی طول شب غم ہی

۱۶

آج تک لی نہین مجھکو مری بیداد کے
راز کیا ہمسے کہین گے گلشن ایجاد کے
واسطے کیا پہنے گے مجھکو عالم ایجاد کے
کب جفاکش ہین ستمگر و ظالم ایجاد کے
پاہی کیا غفلت تہی وہ بہی جسکہ ہا بنیاد
کس تماشا دوست کو یہ دو گی منظور ہے
ہجر کی ہا شب یہ ہجوم جلوہ اختر کہان
تو یہ میری ہا شب سحر ہوتی آج ہم چشم اب
یاد کس پردہ نشین کی آگئی عصمت ابہی
بند آنکھین کہین کبہی ظالم نے پر توڑی کبہی
چارہ و درمان نے مجھکو اور بہی سوا کیا
ہم شہیدان وفا کا دین ایمان اور ہے
چھٹتے ہین پر و درد پہلو فراق یار مین
پھر نہ دکھلائی کبہی صورت نکل کر جسم سے
کون سنتا تہا یہ سب ہوا نالی رات بھر
قامت و چشم بتان کی صفت لکھتی ہین ہم

او ستم ایجاد مین صدقے تری ایجاد کے
بلبل تصویر ہین قابل نہین فریاد کے
حسرت تک ہین قید سے آزاد مجھ آزاد کے
راہ چلنے مین قدم تھکتے نہین ہمزاد کے
آگئی ہیبت بہت قابو مین ہم صیاد کے
کون آیا سیر کو قالب مین آدم زاد کے
آسمان تک پہونچی ہین شعلی مری فریاد کے
شب یہ عالم تہا کہ آنسو گر پڑے صیاد کے
آگئی نزدیک رگ سے یہ نالے دل ناشاد کے
کیسے کیسے ناز اوٹھائے ہین ہی صیاد کے
خندہ ہای غم جلتے ہین بہار کباد کے
سجدے کرتی ہین ہمیشہ پاؤن پر جلاد کے
روز و شب گرم سفر ہین قافلے فریاد کے
طور تہی روح روان مین نکہت برباد کے
منہ سے نکلے قہقہے ہوکر مبارکباد کے
مصرع موزون ہین انکی تسلیم قابل داد کے

رنج سے صورت آرام عیان ہوتی ہے
عید دیکھو ہیں ماہ رمضان ہوتی ہے

اپنی خفت سے یہانتک ہون مین بار خاطر
بات جو منہ سے نکلتی ہے گران ہوتی ہے

ناز کرتی ہے زیادہ طلب بیجا سے
زال دنیا مری خواہش سے جوان ہوتی ہے

شب خلوت مین نئی طرح سے تم ساقی ہین
مجھسے کہتے ہین کہ لو اوٹھو اذان ہوتی ہے

۱۲۴	میری شعرون مین کہان معنی لفظی تسلیم یہ تو کیفیت دل ہے کہ بیان ہوتی ہے	۲۲۳

ہون وہ دیوانہ کہ دست کاوش تقدیر سے
خود بخود ہون چاک پیدا من تدبیر سے

آنکھ کیا جھپکے یہان خواب تصور ہی مین
طرز بیخوابی ہے سیکھا دیدہ تصویر سے

کسقدر دل مین بہرا تہا جوش ایذا دوستی
زخم منہ رگڑا کئی ہے سو لب شمشیر سے

مین وہ بلبل ہون کہ تنگ آ شد دل کے لئے
دل لگایا اس چمن مین غنچہ تصویر سے

اور اک آفت بپا کی بوئے گل نے چھیڑ کر
نالہ بلبل ہے پیدا دانہ زنجیر سے

وصل مین کیا باعث ایذا ہو شعلہ حسن کا
پوچھیے لطف زبان شمع کو گلگیر سے

کی مسیحائی تو خنجر لب جان بخش نے
تم یاد نی کا اثر پیدا ہوا تکبیر سے

آگ بھڑکائی تپ سوز درون نے اسقدر
پڑ گئی چھالی زبان مین شعلہ تقریر سے

غنچہ دل کو ہوئی پھر صحبت سر گشتگی
ای صبا آتی ہے کسکی گلشن تصویر سے

کیا گریبان ہے اوٹھاؤن فرقت جانان مین
منفعل ہون امتحان آہ بی تاثیر سے

ہو گیا آزاد قید زیست سے وحشی ترا
آتی ہے آواز ماتم خانہ زنجیر سے

سامنے قاتل کے کرتی ہے گرانجانی غضب
منہ چھپا لینے مجکو دامن شمشیر سے

رو رہا ہون جرم ناکردہ ندامت کے سبب
ہین عیان اشک ندامت پیشتر تقصیر سے

٢٢٤

مدتین گزرین کہ زورِ ناتوانی کی سبب
رہتی ہی تسلیم صحبتِ خارِ عنانگیر سے

۶

وحشی کو تیری شوکت و توقیر چاہیی — منصبِ جنون کا وحشت کی جاگیر چاہیی
شوخی غضب ہے عشوہ بلا قہر ہی ادا — کیونکر نہ پھر تجھی بتِ بی پیر چاہیے
ہین کشتۂ فریبِ گلستانِ دہر ہون — پھولون مین بھی مستیٔ گلِ تصویر چاہیے
دیوانۂ جمالِ بتِ پردہ پوش ہون — حدّادِ بی صدا مجھی زنجیر چاہیے
پیری مین ذوقِ حسن پہ پہنچے ہو کیا مجھے — لڑکون کو وقف ہے تصویر چاہیے
وحشی مزاج صحبتِ عاشق مین ہو گیا — پای خیالِ یار مین زنجیر چاہیے

٢٢٥

غمخانۂ زمانہ مین تسلیم روز و شب
عشرت بجا ہی غمِ شبگیر چاہیے

١٣

پھر دلمین اضطراب جو صبر آرمیدہ ہی — فریاد بد مزاج ہی نالہ کشیدہ ہی
بادہ نہین فراق مین خونِ چکیدہ ہی — شیشہ کہان کسی کا گلوی بریدہ ہی
دستِ جنون ہی پنجۂ خورشید کم نہین — میری طرح سحر بھی گریبان دریدہ ہی
دن کو بھی چاندنی مرے ظلمت کدے مین ہے — دیوار پر سفیدیٔ رنگِ پریدہ ہی
زیور دیی ہین جو نستنے یہ فرطِ ضعف سے — گردن کا طوق حلقۂ کاہِ خمیدہ ہی
آنسو ہو یا لہو مجھی دونون عزیز ہین — وہ پارۂ جگر ہے یہ نورِ دیدہ ہی
بلبل مقامِ نغمۂ عشرت نہین جہان — جو گل ہی بس چمن مین گریبان دریدہ ہی
اللہ ری ضبطِ رازِ محبت کہ آج تک — جو حرفِ مدعا ہی مرا ناشنیدہ ہی
برسون سے ہی امانتِ صحرا کی احتیاط — تلوون مین آج تک بھی خارِ خلیدہ ہی

کیا جانیی لکھا ہی ستمگر نی کیا جواب
قاصد مری امید پہ جوا با رہ ہی

پیری مین بہی ہی تمنای وصل دوست
آغوشِ شوق حلقۂ قدِ خمیدہ ہے

تکلیفِ التماس سی ہی پاک مدعا
غمازِ عاشقی مرا رنگِ پریدہ ہی

٢٢٦ — جبسی سنا کہ پڑہتی ہین تسلیم کچہہ عمل
سایی سی اپنی یار پر پردہ رسیدہ ہی — ٩

جہکا سر نقشِ پای یار پر ہے
نہالِ خاکساری بارور ہے

یہانتک تیرہ بختی اوج پر ہے
کہ ہمشکلِ فلک دودِ جگر ہے

بہلا مین اور ترکِ صحبت سے
خیالِ ناصحِ مشفق کدہر ہے

تجا ای خانہ بربادے کہین اور
کہ آبادی سے ویران ہر گہر ہے

ہنسو بولو گر آئی ہو شبِ وصل
شکایت تو مری جان عمر بہر ہے

دکہانے آئی ہین صورت دمِ نزع
دعای صبح مقبول اثر ہے

جگر کاوی سے ہے شغلِ شعر گوئے
زبان اپنی زبانِ نیشتر ہے

عوض رونے کی وہ ہنستی ہین سنکر
مری فریاد کا اولٹا اثر ہے

٢٢٧ — نباہے گا کہان تک توبہ تسلیم
فرشتہ کچہہ نہین آخر بشر ہے — ٦

ساتہ غیرون کی لیی شمع سرہانی آئی
کیا جلن تہی کہ لحد پہ بہی جلانی آئی

پہلی انکار تہا پہر نیند ہوئی مانعِ وصل
وہ حیا جب نہ ہی یاد بہانے آئی

جا ہو سی حوصلۂ زیست علم سی چہپ کی
ملک الموت کی ہم ناز اوٹہانی آئی

چہیڑنا تہا نہین ہیار پس مرگ کہان
آنکہہ جب بند ہوئی شکل دکہانی آئی

پہونچی وصل مین لبِ جان بخش کی لیے
سر چشمۂ حیات سے بھی ہم تشنہ جان چلے

دیکھا تھا چمن کہ ہوئے ہم اسیرِ دام
لے کر قفس ہوس ہی بوستان سے چلے

بھولی نہ بعدِ مرگ بھی ہم سرکشو کی ظلم
لیکن نہ زمین کا نہ آسمان سے چلے

دیکھا کبھی کسی نے نہ دیکھا کبھی ہمین
ہم اس جہان سے صورتِ عمرِ رواں چلے

تنگیِ دل کو دیکھ سکے کہتے ہین آرزو
بیٹھے کہان کوئی کہان اوٹھی کہان چلے

اب ہم ہین یا کنارِ لحد یا ہجومِ یاس
احباب دور کی بیٹھ رہے نوحہ خوان چلے

موت آگئی مجھی تقاضا ہی کی جب اوٹھی
گویا کمان کی طرح کھینچے تیر سان سے چلے

دنیا خراب کو سے آشوبِ وای سخت
آئی تو کس جہان مین چلی تو کہان چلے

۲۳

کہتی ہین لاش کو مری کفنا کی یاس سے
تسلیم منہ چھپائے ہوئے تم کہان چلے

۱۲

خاکساری سے ہماری یہ زمین پیدا ہوئے
دو دو دل سے صورتِ چرخِ بریں پیدا ہوئے

ہجر کی شب آئینے مین سو طرح کی نازنین
میری قسمت سے اجل بھی نازنین پیدا ہوئے

پڑ گئی کس مہوش کی جانب پہلو نظر
پھر وہی بیتابیِ دل ہمنشین پیدا ہوئے

خاک مین مجکو ملاتا ہے جو مثلِ نقشِ پا
کیا عداوت تجکو اے چرخِ بریں پیدا ہوئے

آرزوؤن کی اوٹھائی ناز جو جو کیا نہین
ناامیدی ملی مین جبتک تو نہین پیدا ہوئے

ہو نصیبِ دشمنان تسکین تڑپنی دو مجھے
بیقراری تم سے بڑھکر دلنشین پیدا ہوئے

بسکہ تھا آغاز مین انجامِ ہستی کا خیال
نیستی کی پردے مین روحِ حزین پیدا ہوئے

ناامیدی بیکسی حسرت کدورت بیدلی
اک نہین ہے تیرے ظالم کیا نہین پیدا ہوئے

لوٹتا ہون خاک سنگِ آستان ہی مین
تیری چوکھٹ کے لیے میری جبین پیدا ہوئے

گر نہ تھی طاقتِ دیدار تو پھر شکلِ کلیم
تھی نہ آواز ہی پردے سے سنائی ہوتی

جستجو میں تری ہم پھرتے بگولے کی طرح
خاک ہی ہو کے سدا خاک اوڑائی ہوتی

کوئی صحرا نہ ملا جوشِ وحشت میں جہان
خار سے ہوتی کہ مری آبلہ پائی ہوتی

شورِ زنجیر جگانے ہی غرض تھی جو تجھے
بختِ خفتہ کی مری نیند اوڑائی ہوتی

نوحہ خوانی کو عنادل پسِ مردن آتے
عرقِ گل سے مری قبر بسائی ہوتی

تھا وہ محرومِ تمنا جو تمنا کرتا
مرگِ دشمن ہی مری کا ہے نہ آئی ہوتی

جاتی گلشن کو اگر تم تو پئے استقبال
بوئے گل پردۂ گل سے نکل آئی ہوتی

فاتحہ پڑھنے جو وہ ہاتھ لحد پر رکھکر
شمعِ تربت مجھے انگشت حنائی ہوتی

تھا وہ بیکس کہ مری غم میں لحد تک ہمرا
خاک اوڑاتی ہوئی سر پہ اجل آئی ہوتی

دل کی حرفوں کی طرح تھی مری اونکی الفت
ملتی باطن میں تو ظاہر میں جدائی ہوتی

میں جو سرگشتۂ بیابانِ جنون میں پھرتا
خاکِ غم سر پہ بگولوں نے اوڑائی ہوتی

کیا نہ کہتی دلِ صد چاک کی حسرت بلبل
گوشِ گل کو جو میسر شنوائی ہوتی

ایسی ہی کیفیتِ ہجر کی ساقی چاہتی
نشہ ہی ہوتی تلچھٹ ہی پلائی ہوتی

کسکو تھی تابِ قفس جان بہر کے چھٹتی
دیکھ ہی لیتے جو اسیری نہ رہائی ہوتی

دیکھتا چپ ہی تو صیاد ستمگر نے مجھے
کچھ نہ کچھ تہمتِ فریاد لگائی ہوتی

ہجر میں سب سے ہی وعدہ خلافی ظالم
وہ نہ آتے تھے اگر موت ہی آئی ہوتی

تم نے کیا حال کیا دل کو جلا کر تسلیم
آگ اس سوزِ محبت میں لگائی ہوتی

٢٣٥

کیا مجھکو آفتابِ قیامت اثر کرے
دلسوختہ وہ ہوں کہ جہنم حذر کرے

بت بولیا کہ رازِ محبت عیان نہو
میں کیا کرون جو بیخبری ہو خبر کرے

کیا پوچھتی ہو حال مریضِ فراق کا
اسمہی جو شامِ جدائی سحر کرے

بیجا نئی حباب کی رونی مین کھل گئے
آنسو وہ کیا ہی جو سرِ مژگان نظر کرے

دیکھی ہے روسیاہ زمانی مین باکمال
پیدا نہ شکلِ بدر ہلال سپر کرے

یہ بھی لکھا نصیب کا ورنہ جو عمرِ شوق
بدظن ہو مجھسے غیر کو پیغامبر کرے

ممکن نہیں کہ ہو دلِ صدچاک کا جواب
غنچہ ہزار رنگ سے ٹکڑے جگر کرے

مرکر بھی رفعتیں مری دل سے ہی نظم ہوئین
وہ خاک ہون جو دیدۂ اختر مین گھر کرے

دو دن کی زندگی ہی اسیرِ چمن عندلیب
فکرِ قفس ہی کہ غمِ بال و پر کرے

بھولی ہوئی ہین کیون گل و بلبل بہار پر
کوئی تو بی ثباتی شبنم نظر کرے

تسلیم اپنے حال مین ہر دم ہی مبتلا
فرصت کہان نصیب جو کسبِ ہنر کرے

۲۳۴ ۱۹

سوزِ دل کہہ کے کبھی تجکو خون رلاؤن تو سہی
یا تون یا تون آگ پانی مین لگاؤن تو سہی

آج اے قاتل قمر تیر کھاؤن تو سہی
آبِ پیکان سے لگی دل کی بجھاؤن تو سہی

زہد کی لیتا ہی ہر جرم فصلِ گل آنی تو بیا
آپ بگڑون تجکو ای زاہد بناؤن تو سہی

اینٹھ بیٹھے ہین جو ہنسنے مین کچھ میری حال پر
بخت کے بگڑی ہوئی اک دن بناؤن تو سہی

دیکھون تو ہوگی بدظن مجھسی لی عہدِ وفا
روز تیری سر کی جھوٹی قسمین کھاؤن تو سہی

تو بھی کوئی دیکھون مین کبھی صورت دکھائے
بنکے شکلِ خواب آنکھون مین سماؤن تو سہی

اسقدر بگڑون جو مین وسی یا جون تو آکر پڑے
سر لوٹھا کر خاک مین تجکو ملاؤن تو سہی

نیلا کر دون جو بی لی کر نہ گلرنگ بدلے
ارغوانکو وصل مین مسن بناؤن تو سہی

جو کبھی دیکھی تری محفل مین وہ سردی لگی
ٹھنڈھے دل کیطرح طوفان اوٹھاؤن تو سہی

وہ کرون نالی کہ سنکر آنکھہ سی اوڑ جای نیند
ہوش مین تجکو بتِ بیہوش لاؤن تو سہی

تو نہین ملتا نہ مل مین ہی وہ شمعِ وحدت ہون
تیری خنجر کو گلی اپنے لگاؤن تو سہی

بی غرض ایسا ہون تو سوچکر رویا کرے
گوشۂ دل سی بٹہا کر یاد آؤن تو سہی

تو نہین آتا نہ آ مین ہی شبِ فرقت مین آج
داغِ ناکامی کو سینے سی لگاؤن تو سہی

رات بھر چہیڑون نہ سونی دون گھڑی بھر وصلمین
بختِ دشمن کیطرح تجکو جگاؤن تو سہی

گر تو ہوتا ہی مری نقشِ قدم سی بدگمان
بوی گل بنکر تری کوچی مین آؤن تو سہی

۲۳۴

کم طریقت سی نہین تسلیم گمراہی مرے
تم تو کیا ہو خضر کو رستا بتاؤن تو سہی

۱۱

ہر شعلہ مثلِ دود ہوای سفر مین ہے
دودِ جگر کنارِ پنبۂ داغِ جگر مین ہے

مین ہون جہان مین اور جہان سی جدا بھی ہون
میرا شمار حلقۂ بیرونِ در مین ہے

اللہ ری وسعتِ قفسِ تنگ بعدِ مرگ
تن سی نکل کی روح نہان بال و پر مین ہے

سوتی سی قوتِ بصری اور بھی بڑھی
عینک کیطرح اشک مری چشمِ تر مین ہے

مین آینہ ہون ظاہر و باطن مرا ہی ایک
دلمین بھی جلوہ گر وہی جو نظر مین ہے

دونون وصالِ یار مین آنکھین چرا گئے
حسرت نہ دل مین ہی نہ تمنا جگر مین ہے

عشرت بھی بی ثبات کی سامان گل ہے
خندہ دلیلِ گریۂ ماتم شرر مین ہے

جبتک ہی زندگی مجھی شہرت کہان نصیب
وہ زلفِ شام ہون جو کنارِ سحر مین ہے

جاؤن گا چھوڑ کر قفسِ تنگ مین کہان
صیاد کس لئی خلشِ بال و پر مین ہے

خالی نہین ہی زخم سی پہلوی لفظ بھی
پیدا شگافِ زخمِ جگر ہر جگر مین ہے

۱۰	تسلیم ... قاصد کی گفتگو ... پیچھے ہی ہر خبر میں ہے	۲۳۸

احسانِ عشق میں نے کب تک اٹھایا ہے
یہ داغِ دل ہی ہی جو آپ نے دیا ہے

خارانِ دشتِ غربت کیوں نہ چبھیں ہر دم
کس مصیبتوں ہی اک آبلہ پڑا ہے

گم کردہ کارواں ہوں آوارگی ہے میری
کڑھتا ہی دل جس کا فریاد کر رہا ہے

مدت کے بعد دل میں ناصح کے رحم آیا
دیتا ہی مجکو تسکین ان کو منا رہا ہے

اب وہ نہیں تمنا دم کسکو دے رہی ہو
جاؤ بتو حرم سے اب میں ہوں اور خدا ہے

فصلِ بہار آئی واعظ کتاب کہہ دی
توبہ کی ہے لی اب تو پیمانہ اور حوصلہ ہے

آئی قیامت آئی پروا نہ میاں کسی کی
خوابِ لحد ہی اے دل کیوں جاگتا ہے

رنج و نشاط باہم پیشِ نظر ہیں ہر دم
ہر بخیہ گر ہی گریباں ہر زخم ہنس رہا ہے

موسیٰ ہی لن ترانی اور بزمِ خودنمائی
گویا کلیم ہونا اقبالِ غیر کا ہے

۱۴	تسلیم اب تو کو جانے دو بیوفا کو تکرارِ بے سبب کا کچھ اور مدعا ہے	۲۳۹

کچھ تو ہو تسکینِ دل اس سرو چمن کے سامنے
دفن کر صیاد بلبل کو چمن کے سامنے

دی ہی گی کیسی مرگِ غریباں کی خبر
جائی گی سر پیٹتے اہلِ وطن کی سامنے

اپنی مرتی کی ہیں حسرتیں وہی کچھ پچتائی آج
منہ بنائی بیٹھی ہیں گور و کفن کے سامنے

واہ کیا شوقِ شہادت کی بیٹھی سب ہم
سر جھکائی بیٹھی ہیں شمشیرزن کی سامنے

پھل کی مانگی کی دعا آئی اجل جسم مر گئے
ہاتھ پھیلا سہ گیا چرخِ کہن کے سامنے

مانع کاہشِ غم ہیں ضعف لیکن شرط ہے
منفعل کرنا نہ مجھکو گورکن کی سامنے

نئی وحشت ہے آتا ہی نہیں لب میں ہان چلتی
کہ ویرانہ جہان ہوتا نہ آبادی گھر ہوتے

بہانہ میں ہے لشان اپنی ہم سروار عنقا تھی
چھپاتا آسمان جتنا ہم اوتنی نامور ہوتے

طلب کیسی ہی تہی کامل مثل شبنم اوڑ گئی آملتی
اگر بالفرض تم ای مہر سیما چرخ پر ہوتے

نہ رہتا کفر و دین کا ایک ہے پابند عالم میں
خدائی وطن طرف ہوتے مہ سجان تم جدھر ہوتے

پس پردہ بھی ہے پردہ دری ہی جان مضطر کی
قیامت جلوہ گر ہوتی جو تم پیش نظر ہوتے

فقط آواز سن سنکر وہ رو دیتے ہیں غنچہ وہین
خدا معلوم کیا ہوتا جو نالی با اثر ہوتے

امیر اس وقت کی تسلیم سب نااہل و جاہل ہین
ہنر کی قدر کرتی کہ خود بھی با ہنر ہوتی
٢٤٢ — ١٠

گور تک شہر منہ دیا ران وطن سہی جائین گے
منہ چھپائے اس جا کہ کفن سہی جائین گے

دھونی رہ دو بس ہی کوچہ قاتل وہ ہی حشر میں
خون کی وہ بھی کہاتا تک پیرہن سے جائین گے

منہ لگا ہی جو عاشق تیرا ای قاتل نہ کہینچ
اب کہان ہیکان مرے زخم کہن سے جائین گے

بعد مردن بھی نہ کم ہوگا اسیرے کا مزا
تا قفس وہ چار پر اوڑ کر چمن سے جائین گے

لاکھ دشمن پاسبان ہی ہم مقرر اک دن
یار کی در تک کسی حیلے ہی فن سے جائین گے

سوختہ قسمت ہین مثل شمع کشتہ صبح دم
نور کی تڑکے تمہاری انجمن سے جائین گے

منہ نہ دکھلائین گے دیکھیں گے نہ ہم شکل خزان
بوے گل کی طرح چھپکر اس چمن سے جائین گے

ای دل دیوانہ امید رہائی کس لیے
پیچ و خم کاہی کو زلف پرشکن سے جائین گے

کاوش صیاد و جور باغبان خار خزان
کیسی کیسی داغ لیکر اس چمن سے جائین گے

دیکھنا تسلیم اپنی اعتقاد پاک کو
خلد میں جس دن طفیل پنجتن سے جائین گے
٢٤٣ — ١٨

تا زبرپاری مین گذری شبِ دلِ ناشاد کی
تھی کبھی منت خموشی کی کبھی فریاد کی

آئینی کی لمین ہی برجستہ کرتی ہین جگہہ
پیاری پیاری صورتین آفت ہین آدم زاد کی

ذبح ہو کر خون سی بلبل نی پیدا کی بہار
بوی گل دیتی ہین کلیان امنِ صیاد کی

کسقدر ہی جوہرِ عاشق کُشی دل کو پسند
تیغ بنواتا ہی قاتل تیشۂ فرہاد کی

شورِ بیتابی تو ہوا کر چکا تھا شکر ہے
آبرو رکھ لی خموشی نی مری فریاد کی

روح جب گھبرا کی نکلی جل گیا تن خاک مین
خانہ ویرانی نی کیا مٹی مری برباد کی

لوٹتی ہین گلچین ہے فکرِ دام مین صیاد ہے
کون روئی بیکسی پر بلبلِ ناشاد کی

تیرہ روزی کیا کہون وقتِ ولادت دیکھکر
اوڑ گئی رنگت رخِ صبحِ مبارکباد کی

حشر کا وعدہ ہی زیرِ خاک چشمِ وا ہی مین
دیکھتا ہون راہ اپنی ہستیِ برباد کی

دم ہی جب تک چار دیوارِ عناصر ہی بپا
خاک اوڑتی ہوگی اکدن قصرِ بی بنیاد کی

سخت طینت کا شریکِ حال ہونا قہر ہی
بن گئی تیشی سی آخر جان پر فرہاد کی

رشکِ بیجا دیکھنا آیا جو حرفِ آہ بھی
ضبط سی کیا کیا لبِ خاموش نی فریاد کی

داغِ دل کی ساتھ ہی برگی ہی لالی زعم سی مجھی
لالی کا سینہ ملا قسمت ملی شمشاد کی

اس قدر جینی سی تنگ آیا تھا مین جب مر گیا
شورِ ماتم نی ادا رسمِ مبارکباد کی

آج کیا ہی کس لیی ذکرِ وفا ہی بار بار
سچ کہو کس سی ملی کسکی طبیعت شاد کی

گردشِ خنجر سی پہلی مر گیا مین خستہ جان
رہ گئی منہ دیکھکر حسرت دلِ جلاد کی

خاک ہو کر بھی ہی باقی ہی مرا استخوان
جل رہی ہی شمع اپنی خانۂ برباد کی

حسنِ بندش ہین تلاشِ معنیِ نوخیز مین
چاہئی تسلیم تجکو پیروی استاد کی

ہ

لیی جو بوسے لبِ جام کی تمنا نے
لگائی قہقہی ہنس ہنس کے خوب مینا نے

نہ آشنا کو ہوا غم نہ غیر کو افسوس
دکہائی دل کی پہپہولی ہزار دریا نے

مین وہ غریب تہا جب مر گیا تو ماتم مین
اوڑائی حشر تلک سر پہ خاک صحرا نے

ابہی تو اور بہی مرتا مین چارہ گر لیکن
مجہی جلا ہی دیا روز کی مداوا نے

کہان وہ تابِ نظر تہی جو دیکہتا صد شکر
رکہا نہ حد سی قدم دیدۂ تماشا نے

قریب سی نہ رکہا امید پردہ داری کی
سِیا نہ چاکِ سحر سوزنِ مسیحا نے

سوای نامِ نشانِ دہن فسانہ ہے
یہ خواب وہ ہی کہ دیکہا نہ چشمِ عنقا نے

۲۴۵ — تپِ فراق سی تسلیم کی یہ نوبت کی
کہ منہ کو ڈہانک دیا دیکہکر مسیحا نے — ۱۶

عار تہی جنکو ہمیشہ مری بیخوابی سے
وہی جاتی ہین او تر کر ابہی مہتابی سے

دل لگی ہین ہی زمینِ لحد کی آٹہ پہر
مر کی ہی چین میسر نہین بیتابی سے

جاگنا بہی شبِ تکلیف مین اک دولت ہے
آنکہین یاقوت ہوئے ہین مری بیخوابی سے

نہ دیا جب کہ مہ و مہر کو دم بہر آرام
کیا توقع ہمین اس گنبدِ دولابی سے

بجہ گئی دل کی لگی داغ مین ٹہنڈک آئی
تر ہین نظرین گل رخسار کی شادابی سے

۲۴۶ — رہ گئی آج بہی امیدِ شہادت تسلیم
پہر گئی آکی اجل تیغ کی بی آبی سے — ۱۷

رہا بہی ہون تو کیا پرواز کی دل ہی ہوس نکلے
کہ ہل سکتی نہین جو بال و پر زیرِ قفس نکلے

امید فیصلہ محشر مین کیا ہو وہ جو بیٹہی ہین
وہان تہی جان کی دشمن یہان فریادرس نکلے

پر ارمان گردن و خنجر ہین دونون دیکہیی کیا ہو
کسی کا کام کہی آسمان کسکی ہوس نکلے

اسیر بیضہ لائی گلشن ایجاد مین قسمت
وہ بلبل ہین عدم سی ہم لیی اپنا قفس نکلے

مین کسکو غیر سمجھون دوستون اپنی ہین محبت مین
نہ غم نکلی نہ جیتی جی مری دل سی ہوس نکلے

لحد کی تختہ بندی ہمزبان کیا تنگی کہوئی گئے
یہ وہ جامہ نہین تن پر سی جسکی پیچ ہر رس نکلے

بھلا یا صحبتِ ناجنس نے رنجِ اسیری کو
ہزارون آشنای باغ مہمان قفس نکلے

تمنا تلخکامون کو تھی صحبت شیرین بیانی سی
نی قلمیان سی ای ہمدم نہین ممکن کہ رس نکلے

شہید سنگ خاک اپنی داغِ محرومی تھا اسکو
وہان کی خار تو ویسی یہان بنکر ہوس نکلے

تہ ریگ روان آبلی پھوٹی ہوئی قسمت خوب ان کیونکر
کہ میری پاون محبس سی بھی سوا کی دسترس نکلے

نکانی کی کا کوئی کہ نشانِ دل بسمل سی پیکان کو
جو سو مین ایک بھی نکلی تو یہ لاکھون برس نکلے

مبارک خانہ برباد ہی بلبل اک تماشا تھی
جو دیکھا ٹھک گلگون سی نکلی کچھ خار و خس نکلے

مگر دریا رہا غم سی مرم بھر نی خلش اپنی
ہمیشہ سینی سی اوٹھی الجھی ہوئی تارِ نفس نکلے

عزیز قافلہ وہ ہون جو گم ہو کر مین پاؤن تو
دراچھاتی کو پیٹی ڈھونڈھتی بانگِ جرس نکلے

یونہین لڑتی جھگڑتی عمر دو روزہ گذر جائے
نہ ہم نکلین نہ میخانی سی ایسا عسس نکلے

پڑا ہی آج سایہ کیسکی دامن کا کہ مدفن سے
گریبان کفن کو پھاڑ کر دستِ ہوس نکلے

۱۳	گلی مل ملکی ای تسلیم روئی خواب آپس مین قفس سے چھوٹ کر جس دم اسیران قفس نکلے	۲۴۷

عشق بت مین فقط جور و جفا دیکھ چکے
ہم تو ای چرخ کچھ اس سی بھی سوا دیکھ چکے

کھینچ لایا نہ کبھی اوسکو مری بالین تک
بس تجھی ای اثر آہِ رسا دیکھ چکے

دل سی کہتی ہین یہی حوصلۂ بیتاب سے
آپ ایسا ابھی کیا بھی تھی کیا دیکھ چکے

نجد اک دشت ہی ہے گردۂ وحشت اپنا
یہ بھی مدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چکے

اب تو رخصت ہی رہِ ملکِ عدم کی قاتل | خوب ہم گرمیِ بازارِ قضا دیکھ چکے

نا امیدی سے فنا ہی شبِ فرقت مین | کیون فریبِ اثرِ دستِ دعا دیکھ چکے

تشنہ کامی کی لیی کسکی نہین کی منت | تجکو بھی آبِ دمِ تیغِ جفا دیکھ چکے

اب کسی اور کو پامالِ تمنا کیجے | دیکھنی تھی جو ہمین نازِ ادا دیکھ چکے

دل اسیرانِ قفس کا نہ کسی دن بہلا | نکہت افشانیِ دامانِ صبا دیکھ چکے

شوق در پردہ ہی دل مین کیے جاتا ہی سوال | انتہای ستمِ رسمِ حیا دیکھ چکے

نازک اندامیِ جانان کی خبر کیا لیکن | بارہا نقشِ رگِ تارِ قبا دیکھ چکے

ہجرِ گیسو مین کوئے وجہ تسلی نہوا | مشکِ چین مشکِ ختن مشکِ ختا دیکھ چکے

٢٤٨ شمع افروزیِ مضمون کے بدولت تسلیم | بارہا جلوۂ بزمِ شعرا دیکھ چکے ث

ہین تماشای چند غزل کا بہانہ ہے | عاشق ہون مین مزاج مرا شاعرانہ ہے

مرکر بھی اپنی تیرہ نصیبی ہی اوج پر | بالای قبر دودِ جگر شامیانہ ہے

خالی نہ بعدِ مرگ بھی مجھسی جہان ہوا | گو مین نہین ہون ہر مین مرا افسانہ ہے

نالہ کبھی ہی دل ہی خفا شوق ہی اُداس | تو کیا بدل گیا ہی کہ بدلا زمانہ ہے

سر بھی کٹای خدمتِ دشمن ضرور ہے | قاتل کی ساتھ ساتھ مرا جو مخلصانہ ہے

مجھ سخت جان کی قتل سی جلدی ملا فراغ | قاتل پہ آج فرضِ نمازِ دوگانہ ہے

٢٤٩ استاد سیکڑون ہین فنِ شعر مین مگر | تسلیم اپنی طرز کا تو بھی یگانہ ہے ٩

مرکی دل مضطر ہی ملا ان جہان کیواسطے | یہ جرس نالان ہی اپنی کاروان کیواسطے

ہمنشین گھبرا گیا مین ضبطِ سوزِ ہجر سے
ہوا اجازت نالۂ آتش فشان کیواسطے

سرخرو کرنا الٰہی آج مقتل مین سے مجھے
یاد قاتل نی کیا ہی امتحان کیواسطے

ہمصفیری سے ہوا ثابت مجھے صیاد کی
ہمزبان ہوتا ہی دشمن ہمزبان کیواسطے

غیر کا افسانہ سننی کو نہ تھی نازک مزاج
دردِ سر ہوتا ہی میری داستان کیواسطے

کم نہین مہمان ملی ستمزاجون کو وطن
باعثِ وحشت ہے تن عمرِ روان کیواسطے

دفن کر دینا مع زنجیر مجکو قبر مین
چاہیی سامان وحشت کچھ وہان کیواسطے

دورمین تیری ہین مجرم وہ ساغر حیف ہی
کچھ تو ساقی رحم کر پیرِ مغان کیواسطے

۲۵۰ — فصلِ گل آئی خزان تسلیم گلشن سے گئے
چن رہی ہی تنکے بلبل آشیان کیواسطے — ث

کر رہی ہی عادتِ تکرار ہنستے بولتے
منہ کی اکدن کہا مین کے اغیار ہنستی بولتے

سنتے تھے تمثا باغِ عالم مین گل و بلبل کیطرح
بیٹھکر ہم تم کہین ای یار ہنستی بولتے

ہای کہتی ہین غضب لائین گے تیری مدعی
دیکھ لین گی گر پسِ دیوار ہنستی بولتے

میری قسمت سے زبانِ تیر بھی گویا نہین
ورنہ کیا کیا زخمِ دمدار ہنستی بولتے

دل لگی مین حسرتِ دل کچھ نکل جاتی تو ہی
بوسی لی لیتی ہین ہم دو چار ہنستی بولتے

کچھ سبب ہوگا وگرنہ بی سبب ایسا نہ تھا
چھیڑ کر یون آپ سی اغیار ہنستی بولتے

۲۵۱ — آج عذرِ اتقا تسلیم کل تک یار سے
آپ کو دیکھا سرِ بازار ہنستے بولتے — ث

دل ہم آغوشِ خیالِ بتِ گلتنگ بھی ہے
ساتھ اس شیشی کی پہلو مین یہ سنگ بھی ہے

چاک ہونی ہی لگی کو جو نہین ہی دامن
ننگِ وحشت ہے گریبان ہی جنون تنگ بھی ہے

ٹھہر جا اور بھی ای ہوش کہ تیری ہمراہ
شوقِ پرواز میں پھڑکا مری رنگ بھی ہے

ہو کشیدہ نہ ہوا ای گل چیں چمن کی تعظیم
طولِ قامت کے سوا تنگ چمن تنگ بھی ہے

پھیکے نہ کچہ رنگ جو نہ ہی ٹیلی کی گہر دیا
سرت ہے جو ہی آلاہی نہاٹو ڈھنگ بھی ہے

مقطع

مہرباں ہیں تو ہزاروں ہیں مگر ای تسلیم
دوستِ صادق بھی تو ہی شفقِ یک رنگ بھی ہے

۱۹

خالِ تیرہ دل ترا ایسا نظر آیا مجھے
کعبے کی محراب میں ہندو نظر آیا مجھے

کس نے بلبل کو سنا دی رخصتِ گل کی خبر
ہو شکلِ گل زرد میں ہر رنگِ بو نظر آیا مجھے

چشمِ عبرت میں بھی جب شبنم کو دیکھا وقتِ صبح
دیدۂ نرگس میں بھی آنسو نظر آیا مجھے

پاؤں پھیلا کر جو سویا پھر نہ چونکا حشر تک
پہلوے مدفن میں ترا پہلو نظر آیا مجھے

دیکھ کر موتی تمہارے کان کا ثابت ہوا
اخترِ شامِ شبِ گیسو نظر آیا مجھے

چشمِ فتاں نے جو مارا لب نے زندہ کر دیا
منفعل اعجاز سے جادو نظر آیا مجھے

کیا ازل سے حصۂ قسمت میں میل خلق تھا
عمر بھر خالی مرا پہلو نظر آیا مجھے

جب دلِ وحشی کو آیا خیالِ زلف کی
حلقہ ہای دام میں آہو نظر آیا مجھے

غیر سے ایسا کیا پہ ایسی بیٹھی ہو گئی
تیر ماری مطلعِ ابرو نظر آیا مجھے

کیا عداوت تھی مری آرام سے بعدِ مرگ
ای فلک زیرِ زمیں بھی تو نظر آیا مجھے

آہِ حسرت جو نکل سینے سے نکلی شکلِ سرو
خواب میں اسکا قدِ دلجو نظر آیا مجھے

آج تو ہاتھ سے ساقی نے پلائی جو شراب
جامِ جم ساقی مرا چلو نظر آیا مجھے

بوسۂ ابرو لیا کرتی ہے اوڑ کر زلفِ یار
سانپ کا مدِ نظر بچھو نظر آیا مجھے

ایسی مہندی سی لگا کر تیر کو دل نے کہا
بعدِ مدت قوتِ بازو نظر آیا مجھے

کیون مبارکباد دیتی ہو ہلالِ عید کے
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے

مانعِ دیدار پایا واسطے کو عشق مین
بند کی جب آنکھ سب سے تو نظر آیا مجھے

سامنے تیری روزِ قیامت کس قدر تاریک تھا
آفتابِ حشر اک جگنو نظر آیا مجھے

آگ پانی مین لگائی کسنے تھا کیا پانی سرخ
شکلِ تبخالہ حباب جو نظر آیا مجھے

غیر کو ساغر دیا تسلیم اوسنے جس گھڑی
جام اپنی عمر کا مملو نظر آیا مجھے

۲۵۲ سہ — ۱۹ سہ

یادِ سفرِ ملکِ عدم دل سی سے لگی ہے
ہر دم مجھی آگور کی منزل سی لگی ہے

اللہ ری نگہبانی صیاد کہ ہر آنکھ
چاک قفسِ تنگ عنادل سی لگی ہے

گر نقشِ قدم ہون تو ہی مٹنی کی تمنا
ہو جاک تو اوڑنی کی مری دل سی لگی ہے

ہر عقدہ کشا عقدۂ قسمت سے ہی ناچار
یہ بات مری ہاتہ انامل سی لگی ہے

کوسون ہے زمین خونِ شہیدان سی شفق گون
یہ آگ نئی خنجرِ قاتل سے لگی ہے

مٹ جای کہین زندگی و مرگ کا جھگڑا
ای تیغِ جفا ہتو یہی دل سی لگی ہے

شاید نظر آجای جمالِ رخِ لیلی
ہر آنکھ مری پردۂ محمل سے لگی ہے

گل ہون تو جگر چاک ہون غنچہ ہون تو پریشان
ہر رنگ مین اک آفتِ غم دل سی لگی ہے

ہر گل صفتِ شعلہ ہی غنچہ ہے اخگر
اک آگ تپ آہِ عنادل سی لگی ہے

مین ہون صفتِ آئینہ حیران تری آگے
جو بات تو کہتا ہی مری دل سی لگی ہے

یون گرمِ سفر قیس ہے جو ہمرہِ لیلے
کیا شرح غبارِ پسِ محمل سی لگی ہے

کیونکر نہ ہنسین زخم دو لبِ بنکی دمِ قتل
شمشیر تری سینۂ بسمل سی لگی ہے

مر کر شبِ فرقت مین دمِ صبح جیا ہون
ڈوبی ہوئی کشتی مری ساحل سی لگی ہے

ایسا سرِ مجنون ہی نہ تھا شعبت پابوس
ہم بیڑیِ جنون ہی کہ سلاسل سی لگی ہے

دیتا ہی لپک داغِ جگر بعدِ فنا سے
اک آگ لحد مین تہِ مشعل سی لگی ہے

دم لی خلش گور نہ کہین جای کہین آنکھ
مشکل تو یہی ہی کہ جو مشکل ہی لگی ہے

کیا کہتی ہو کیا بہول گیا مین دمِ رخصت
اک یاد تمہاری سو مری دل سی لگی ہے

سویا ہون شبِ وصل مین یا مرگ کی لحد مین
جب آنکھ لگی ہی مری مشکل سی لگی ہے

۲۵۴

اللہ ری وحشت کہ پسِ مرگ بھی تسلیم
جنت مین طبیعت مری مشکل سی لگی ہے

۱۶

چاندنی پر ماہرو سے ماہرو پر چاند نے
دیکھتا ہون وصل کی شب مین مگر چاند نے

داغ دیتی ہین چمن مین بی تشی تون مجھی
پھول انگر سی ہوا شعلی سی بڑہ کر چاند نے

جلوہ گر ہی ماہ گردون پی لحد مین داغِ دل
دھو دیئے قسمت سی میری گھر مین باہر چاند نے

نیک و بد کی قید یا بِ ضیا رکھتی نہین
خار و گل دونون سی رکھتی ہی برابر چاند نے

اب تو تنہائی ہی ہم ہین خانۂ تاریک ہی
دیکھین گے بے شمع کہائی کا مقدر چاند نے

کون سرگردان نہین یا ہی ماہ تیری عشق مین
دہوپ چھان ہر دہونڈہتی پہرتی ہی شب بہر چاند نے

لوگ کیون کہتی ہین تیرہ خاکدانِ دہر کو
دیکھتا ہون مین تو گہر گہر سوئے گہر گہر چاند نے

غیب سے میری سیہ خانہ کی آرائش ہوئی
پہر گئی مثلِ سفیدی ساری گہر پر چاند نے

کسنی لوٹی آج اپنی روی روشن سے نقاب
ماہ مثلِ آئینہ حیران ہی ششدر چاند نے

دیکھ کے آئینی مین سنگِ پیدہ حوض نا چمن مین
لطف دیتی ہی کنارِ حوض کوثر چاند نے

شب کو جب آئی صبحکو تیری طرح رخصت ہوئی
تہی مقرر کوئی محبوبِ سمن بر چاند نے

مین ہی محرومِ راحت ہون جو سوون لحد مین
خوابِ مخمل کو بنا دی نوکِ نشتر چاند نے

سینہ چاکان ازل دشمن سے بھلاتی ہین وا
آسمان ہی مدعی قاتل سے میری خون کا
ذبح وہ کرتی ہین مین ہون مائل حسن صبیح

ہمنفس ہی ہین ٹپکا کر زخم گل تر چاند نے
ماہ ہی مُہر گواہی فرد محضر چاند نے
بخیہ [illegible] ہی ہین کو زیر خنجر چاند نے

۲۵۵
ہون گدا اک پادشاہ حسن کا تسلیم مین
چاہیے کیا مجھکو تکیہ فرش بستر چاند نے
۱۱

مرتے حسن جان فدا کے لیے
چاہا دشمن کو دوست کی خاطر
تیغ ابرو کو دیجیے جنبش
آپ آئین گے میری بالین پر
اتنے صدمے دیے کہ آخر کو
ہای رے شوق خاک مین مل کر
کیا نباہو گے تم محبت کو
ہمتو خود دیکھہ نہین مرین گے کیا
منتظر ہون گے دیکھنے والے
کچھہ زبان نے بھی نامہ بر کہنا

مل گئی خاک مین شفا کے لیے
بندہ بت بنی خدا کے لیے
حیلہ درکار ہے قضا کے لیے
منہ نہ کھلوائیے خدا کے لیے
ہاتھ اوٹھانا پڑا دعا کے لیے
بوسے نقش خرام پا کے لیے
خوب اچھا سبب ہے وفا کے لیے
زندگی چاہیے قضا کے لیے
جائیے جائیے خدا کے لیے
بت نہ بننا ذرا خدا کے لیے

۲۵۶
کیا امید شفا رکھین تسلیم
پاس پیاسا نہین دوا کے لیے
ش

منفعل کستا ہی کیون اے ابر گریان تو بھی
ہو شہید دیدۂ تر کسی کی عارض گلرنگ کا

رو چکی ہین جتنی جتنی سوبھی آنسو بھی
ہی صیاد کا رہی تم بخیر سوچ بو بھی

ہی سبب ہے ابتو کھلجاتی ہیں لب مانندِ زخم | ہنستے ہنستے ہوگئی ہنسنے کی آخر خو مجھے
خشتِ بالیں سے نہ کیونکر سر کو میں پھوڑوں تجھ بن | یاد آتا ہے کسی کا تکیۂ زانو مجھے

۲۵۷
میں وہی ہوں نازبردارِ وفا تسلیم نام
کیا نہیں پہچانتا اے بے مروت تو مجھے
۶

جینا اجل سے کم نہیں سیرِ قفس مجھے | کرتی ہے فوجِ آمد و رفتِ نفس مجھے
آتا ہے کون قافلہ سالار اس طرف | بیچین کیے ہے صدائے جرس مجھے
دیکھا نہ آشیانِ چمن و نگار میں | گردوں نہ دے سکا کبھی اک چار خس مجھے
فرصت طلب میں دشت نوردی کی جو ملے | جوشِ جنوں معاف رکھے اک برس مجھے
میں بھی تو خستہ جانِ ازل تھا کہ روزِ حشر | رو رو دیا ہے دیکھ کے فریادرس مجھے
کیا خاک دم لوں بعدِ رہائی کہ آج تک | بھولی نہیں ہے تنگیِ کنجِ قفس مجھے

۲۵۸
دو گز زمین مانگ کے تسلیم چرخ سے
کیا خاک میں ملا گئی میری ہوس مجھے
۱۱

کہوں کیا ہمنشیں تقدیر کا میری لکھا یہ ہے | کہ وہ سمجھے کہانی داستانِ قصہ گدا یہ ہے
ہوس کے تھی کہ مر جائیں و نہیں مشکل ہوا یہ ہے | پھر آئی آسماں ہے وکی قسمت کو دعا یہ ہے
وہ اپنی وعدۂ دیدارِ فردا کو اوٹھا رکھیں | یقیں صادق ہی اپنی جوش کے کہ دیتی ہی مزا یہ ہے
حجابِ شیشہ میں بنت العنب ہی معتکف تا دم | مری توبہ کی ضد سے آجکل ہی پارسا یہ ہے
یہاں تک آرزوئیں ہیں کہ جب لکھتا ہوں خط اونکو | مرا دل مجھسے کہتا ہی ذرا یہ بھی ذرا یہ ہے
اگر ہے طالبِ دیدار میں جہانتک دیکھو | کہ مشہورِ جہاں ہی یار کی دولتسرا یہ ہے
کبھی آیا نہ ہو جسے زباں تک نامِ عاشق کا | تجھی سے بے مروت ہوگیا عہدِ وفا یہ ہے

حضورِ ابروِ جانان ادا مین کیون نہ بانکپن ہم
کہ اپنی دین و ظلمت مین ہی محرابِ عنا یہ بہی

بہت گہٹ ہٹ کے ملتا ہی حبیبی حسین دلکو
دمِ بیگانگی دیتا ہی بوی آشنا یہ بہی

نہ لو یا تہو نہین دلکو حلقۂ گیسو مین ہینی وو
اوڑا ماری گا اکدن آپکا دزدِ حنا یہ بہی

خلافِ طرز کی خوگر نہتی تسلیم ہم لیکن
لحاظِ خاطرِ احباب سی کہنا پڑا یہ بہی

٢٥٩ ١٦

تہوکا ہو مژہ کی جو پیاری ادا لگے
گویا سنانِ تیر کلیجے پر آ لگے

اوسکی شمیمِ زلف سی کرتی ہی ہمسری
گلشن کے اے نسیم تجہی بہی ہوا لگے

کہنی سی تیری کوچۂ جانان کو چہوڑ دے
ایسی نہین ہی دل کو مری ناصحا لگے

نیند اوڑ گئی تہی ہجر مین ایسی کہ بعدِ مرگ
زیرِ لحد بہی آنکہہ نہ میری ذرا لگے

دو دن سی زلف ہتی ہی کیون تا کمر پڑے
آگی تو یون نہ تہی کبہی پیچہی بلا لگے

بیمار دیکہتا ہون ہمیشہ مین چشم کو
کسکی نظر انہین بہت نا آشنا لگے

ہمسایگی ہی سوختہ قسمت کے قہر ہے
بہڑکی جو دل کی آگ کلیجے کو جا لگے

ابتک پہر انہین طرف کوی یار سے
حیرت ہے ہاتہ سر کو مری تیر کیا لگے

نیرنگیان حیات کی ایدل ہین چند روز
رہتی ہی تیرے گہات مین ہر دم قضا لگے

رکہتا قدم نہ عالمِ ہستی مین بہول کر
گر جانتا کہ آتی ہی پیچہی فنا لگے

مانندِ شمع نور فشان سادگی مین ہی
لوٹی گی ساق پاؤن مین جسدن حنا لگے

اللہ ری ظلمتِ شبِ فرقت کہ خوف سی
بہاگی جو بیکسی مری سینی سی آ لگے

شانہ مثار رہا ہی عبث حلقہای زلف
ان کاکلون کی دل تک ہی مہر خدا لگے

مرغِ سحر نی قتل کیا مجہکو وصل مین
بنکر چہری کی نوک جگر پر صدا لگے

توبہ ہزار کی ہی مگر فصلِ گل ہے یہ | بہتر ہی تھوڑی سی جو رہی ساقیا لگے

تسلیم اوسنے کر دی سوزن بھی کی ہند
اب کیوں لگا ہی ٹکٹکی سودِ و لستر اسے لگے

۲۶۰ ... ۱۱

گھبراتی ہی زندان میں طبیعت کئی دن سے | بھڑکاتی ہی کیا کیا مری وحشت کئی دن سے

ہر بات میں آنکھیں جو چراتا ہی میں سمجھا | کچھ اور ہی ظالم تری نیت کئی دن سے

مرنی کی تمنا میں ہیں سرگشتہ شب و روز | پھرتا ہی لیے شوقِ شہادت کئی دن سے

کس تانہ خریدار ہی بیرحم لڑی آنکھ | پاتی نہیں اگلی وہ مروت کئی دن سے

کیا خاک سنوں ناصحِ مشفق تری باتیں | لگتی ہیں نہیں میری طبیعت کئی دن سے

کچھ دل کی طرح بیٹھ گئی ضعف سے یہ بھی | اوٹھتی نہیں خاکِ سرِ تربت کئی دن سے

کیا آپ سے چپ ہوں مجھی آدابِ خموشی | دیتا نہیں فریاد کی رخصت کئی دن سے

ہر بات میں تکرار ہی ہر حال میں غصہ | برپا ہی مری گھر میں قیامت کئی دن سے

روتی کی ہی قابل نہ کہا سوزِ جگر نی | آنکھوں میں نہیں اشکِ ندامت کئی دن سے

منہ پھیر کی چلتی ہیں جب آتے ہیں مقابل | برگشتہ ہی مجھ سی مری قسمت کئی دن سے

انکار عبث دیکھ چکی آپ کو تسلیم
چھپ چھپ کے جہاں جاتی ہیں حضرت کئی دن سے

۲۶۱ ... ۹

کرتی ہیں کمی دیدہ گریان کئی دن سے | تر بھی نہیں ہوتا سرِ مژگان کئی دن سے

وحشت میں کہوں کشمکشِ ضعف کا کیا حال | ہر باتھ ہی پیوندِ گریبان کئی دن سے

حاصل ہی مجھی دولتِ گریہ جو برابر | لبریز گہر ہیں مری امان کئی دن سے

تماشورِ تبسم جو لبِ زخم میں افسوس | وہ بھی نہیں ہوتا نمک افشان کئی دن سے

لائی نہ کہین پیچ مین پھر کاکلِ برہم
آتی ہین نظر خوابِ پریشان کئی دن سے

تو بھی تو کبھی منہ سے نکالا نہین پھر کیون
برہم ہی مزاجِ سگِ جانان کئی دن سے

دیکھا ہو تو بتلا دو خدا را دلِ پرخون
وہ ڈھونڈھتی ہین تانی ہین پیکان کئی دن سے

کچھ تیرِ نگہ طرف سی جو کہی ہین گلی مین لے
کیا کیا ہین پشیمان سی ارمان کئی دن سے

۲۶۶
صیاد ہی کیا مانعِ فریاد بھی تسلیم
خاموش ہین مرغانِ گلستان کئی دن سے
ش

بڑھ گئی ہی اپنی سی دل کی تمنا اور بھی
صدقہ اپنا ساقیا اک جامِ صہبا اور بھی

ایک تو مین آپ ہون ناصح پریشان خستہ جان
دل کھا دیتی ہی تیری پندِ بیجا اور بھی

داستانِ شوقِ دل ایسی نہین تھی مختصر
جی لگا کر تم اگر سنتی مین کہتا اور بھی

دیکھکر وہ آئینہ کہتی ہین کس کس ناز سے
کیون جی ہوگا کوئی مجھسا مہر سیما اور بھی

دردِ بیتابی گھڑی بھر دم نہین لیتا کبھی
جانِ اسے پر کھائی جاتا ہی مسیحا اور بھی

کچھ تو پہلی سی دلِ بیتاب تھا وحشی مزاج
بی تیری دن رات گھبراتا ہی تنہا اور بھی

۲۶۷
دیکھتی ہی دیکھتی تسلیم وہ چھپنے لگے
بڑھ گیا پیری مین مجھسی کی پردا اور بھی
۱۸

کیا ضعف ہی سبک ہی اہی کم ان مجھے
بارِ فلک ہی ذرہ ریگِ روان مجھے

باغِ جہان مین بلبلِ تصویر کی طرح
صیاد کا خطر نہ غمِ باغبان مجھے

کیا خاک آئی نیند وہ عالم ہی ہجر مین
روتا ہی دیکھ دیکھکی افسانہ خوان مجھے

دیوانہ وہ ہون سیر کو جاؤن جو باغ مین
پہنائی ہیچ خندۂ گل بیڑیان مجھے

مانندِ زخم درد مین خندہ نصیب ہون
رکھتا ہی آج زیرِ فلک شادمان مجھے

مانگا ہی کسنی بوسہ لبونکا زبان دک
دیتا ہی بات بات پہ کیون گالیان مجھے

بزمِ جہان مین صورتِ شمعِ خموش ہون
مانندِ شعلہ کہنی کو دی ہی زبان مجھے

ہمدم رہ چھوڑتا نہین دم بہر فراق مین
لپٹا ہوئی ہی کلیجی سی داغِ نہان مجھے

برباد بعدِ مرگ بھی وحشتِ جنون مین ہون
تقدیر نے بنایا ہی ریگِ روان مجھے

کیا پوچھتی ہو شوقِ اسیری کی مدتین
یاد قفس مین بہول گیا آشیان مجھے

ساقی نہ پارسا ہون نہ زاہد نہ محتسب
ترسا رہا ہی کس لیی پیرِ مغان سے مجھے

سر پہ سرشکِ دیدۂ گریان ہی موجزن
پامال کر رہا ہی مرا کاروان سے مجھے

ہر دم نظر کی طرح نظر سی نہان تو ہون
اب اور کیا کریگا فلک بی نشان مجھے

لائین نہ لائین تربتِ بیکس پہ ہار پہول
قسمت سے شمعِ گور ملی گلفشان مجھے

ہر آرزو کو ساتہ لیی جاتی ہے مدام
بی اعتبار بھی ہی عمرِ روان سے مجھے

مستی مین وحشت سے جو کرتا ہون گریبان
ہنستا ہی دیکھ دیکھ کی پیرِ مغان سے مجھے

کہائی ہین کسکی ہاتہ سی ظالم گلوریان
کرتا ہی آج قتل ترا رنگِ پان سے مجھے

۲۶۴ | تسلیم باغِ دہر مین فیضِ نسیم سے
کہتی ہی اہلِ خلق بلبلِ ہندوستان مجھے | ۱۳

ہستی ہی بعدِ مرگ رہائی کہان مجھے
بننا پڑا ہی داغِ دلِ دوستان مجھے

مین خود مٹا ہوا ہون مٹاتی کیو اسطی
کیون ڈھونڈھتا ہی چار طرف آسمان مجھے

آزاد ہون نشاط و الم سی برنگِ سرو
یکسان ہی اس چمن مین بہار و خزان مجھے

آغازِ عشق مین نہ ہوس کہہ رقیب کی
او بدگمان ہی سی نگہ بدگمان سے مجھے

سوزِ درون سی گو [illegible] ہی بعدِ مرگ
شمعین جلا رہی ہین مری استخوان مجھے

افسانہ کوئی اور سنے بیخواب کر دیا
ظالم سنا رہا ہی مری داستان سے مجھے

کیونکہ نہ کہا کی تیر ہستہ مین رنگِ زخم
رہ رہ کے گدگداتی ہی نوکِ سنان سے مجھے

وہ گم شدہ ہون سعی ہی نہ دم اضطراب مین
دوڑی گئی ہی ڈھونڈھنی عمرِ روان مجھے

دریا مین کیا رکھون دم دیوانگی قدم
زنجیر بنکی لپٹی گی موجِ روان سے مجھے

افتادگی مین ضعف سی کیا خاک اوٹھ سکون
سایہ ہی بار ہی مور کا بارِ گران سے مجھے

آستانہ دل گہا کہ خدا ہی کا ہو رہون
توجاتا نہین بتِ نامہربان سے مجھے

صیاد نی غضب کے لگائی ہی تاک جہان تک
ڈر سی قفس ہوا ہی مرا آشیان سے مجھے

پائی نہ جستجو صفتِ نقشِ پای مور
اتنا ہی خاک مین نہ ملا آسمان سے مجھے

کاہش سی نے نشان ہون عنقا کی طرح مین
پیدا ہو قدردان ہی تو ڈھونڈھی کہان سے مجھے

باغِ جہان مین طائرِ رنگِ حنا کی طرح
آیا نظر نہ خواب مین بھی آشیان سے مجھے

پہان ہون نیم دم کا لگالی جگر سی شمع
پائی گی پھر شہر کیطرح تو کہان سے مجھے

۲۶۵

تسلیم کیا عقوبتِ عقبی سی مین ڈرون
حاصل ہی چین کو بسا آخر یہان سے مجھے

۹

عہد پہر کرتی ہین وہ ترکِ ستم کی واسطے
کچھ بہانا چاہیے جھوٹی قسم کیواسطے

اسقدر ای ضعف محرومی نہ پہیلا ہاتھ پاؤن
رہنی ہی تھوڑی جگہہ سینی مین غم کیواسطے

آرزو ہی مرگ کی ہی عشق کمر باقی رہے
چاہیی اک ہمسفر ملکِ عدم کیواسطے

دیکھ آئینہ ہی مین تصویرِ حیرت آشنا
حیفش کیخاطر نہ پیدا ہون غم کیواسطے

ہمسفر رخصت ہوئے وہ مرضی کی مجکو ہر مین
چرخ نی ٹھہرالیا مشقِ ستم کی واسطے

جستجو دی راہِ طلب مین بن گئی ہی غولِ دشت
چاہیی اک خضر مجکو ہر قدم کی واسطے

خاکسار دہر ہین جس جا تھکی ہم پڑ رہے — کیا تکلف جا ہی نقش قدم کیواسطے

حد ہی افزونی عیش کا سامان ہی ہی پیغام مرگ — بنگئی شداد کی دم بر ارم کی واسطے

٢٦٦ — نزع مین تسلیم کیون تلقین سناتی ہو مجھی — ۵

حاجت افسانہ کیا خواب عدم کیواسطے

صورت لفظ خموشی سخن آرائی ہے — بیزبانی جو مری ہی ہمی گویائی ہے

در و دیوار سی کیون آج برستی ہی خوشی — کیا کہین ہے خبر مرگ عدو آئی ہے

ای اجل آج تو موقع ہی اگر فرصت ہو — مین ہون بیتابی دل ہی شب تنہائی ہے

دشت گردی مین بہلا کیا اوسی مجھسی نسبت — قیس دیوانہ ہی مجنون ہی سودائی ہے

٢٦٧ — قتل تسلیم ہی کیون مد نظر او ظالم — ۶

کسطرف دھیان کہی کیا دل مین تری آئی ہی

مرجائین کوئی ایسی بلا ہی نہین آتی — وہ جاتی ہین گہر ہمکو قضا بھی نہین آتی

بوی گل تر کیا کبھی ہوتی ہی خبر کو — تا کنج قفس باد صبا سے نہین آتی

عشق بت کافر مین یہ غفلت ہی کہ مجکو — واللہ کبھی یاد خدا سے نہین آتی

یہ فصل خزان یہ ہوس زمزمہ سنجی — ای مرغ چمن تجھکو حیا ہی نہین آتی

اب قافلہ رفتہ کہان اور کہان ہم — مدت ہوئی آواز درا سے نہین آتی

٢٦٨ — کیا حال ہی کسکی لیی راتون کو سحر تک — ۵

تسلیم تجھے نیند ذرا ہی نہین آتی

ہر گہڑی سرگرم مطلب آہ و زاری مین ہے — رات بہر پہلو مین یار شعلہ و جاری مین ہے

باغ مین چل پہر گل و بلبل سے کر کچھ اٹکہیلیان — ای صبا کیون ماری ماری پہرتی جہاڑی مین ہے

وصل کی شب آفت ادھر پھر لپٹ کر سو رہیں
عذر گرمی کا بس اک حیلہ جو جاڑی میں ہے

گرم کہتی ہی مزاجِ سردِ پیری کو شراب
لطفِ غسلِ بادہ و جام و سبو جاڑی میں ہے

سردِ اعضا ہو چکی لب پر بھی ہی آہِ گرم
آگ قسمت میں لگی ہی جل اٹھی تو جاڑی میں ہے

سینے ہی اپنی لگائی رہتی ہیں گل رات بھر
قطرۂ شبنم کی کیا کیا آبرو جاڑی میں ہے

۲۶۹ — تھرتھراتا ہی جگر تسلیم پڑھی ہی شعر کیا
سخت مشکل دم کا آنا آ گلو جاڑی میں ہے — ۶

کیا کہوں کی عندلیب چمن سی نکل گئے
کیا سن لیا گلوں نی کہ رنگت بدل گئے

ایسا کہاں رفیق جو دیتا قلق میں ساتھ
اک جان تھی سو وقت پہ وہ بھی نکل گئے

ای جان شبِ فراق کا صدمہ نہ پوچھیے
وہ حال تھا کہ موت بھی بالین سی ٹل گئے

مجکو دیا وصال نی بھی صدمۂ فراق
سو سو طرح کی دل سی تمنا نکل گئے

گھبرائی تھی فراق میں لیکن ہزار شکر
باتیں وہ دل کی کین کہ طبیعت بہل گئے

۲۷۰ — تسلیم آج تک ہے وہی شعر و شاعری
پڑھی ہی ہو گئے مگر نہ تمہاری ٹل گئے — ۵

غیر سی ملیے مجھی ناکام رہنے دیجیے
آپ اپنی نامہ و پیغام رہنے دیجیے

وصل میں سنگ گلی تقدیر کے کہتے ہیں وہ
آج ذکرِ گردشِ ایام رہنے دیجیے

تنگیِ کنجِ قفس شاید پھر کبھی ہی ندی
کوئی دم بیتابِ سیرِ دام رہنے دیجیے

کچھ نہیں تسکین تو ہی مجھ پہ ساقی بادہ نوش کو
سامنے آنکھوں کی خالی جام رہنے دیجیے

۲۷۱ — ہم نہیں کہتی کی ای تسلیم پیغامِ وصال
یہ تمنا یہ خیالِ خام رہنے دیجیے — ۱۱

وہ کون سننے سے گرملے بجھ گئی کدورت نہ خاک جی کی
وہی ہے دُودو پھر لڑا ئے وہی ہی رنجش گھڑی گھڑی کی
وہ کم حقیقت ہین اس جہان مین کہ وقت عہد غلط اجل ہے
ہمیشہ کھائی ہے جھوٹھی قسمین لحد سی اپنی ہی زندگی کی
ستم اٹھائے رفانبا ہی سے شکایت اسکی نہین ہی ای دل
مگر بھلائی کی تو نے اوسے امید رکھی بہت بڑی کی
نہ شامیانہ نہ شمع تربت نہ موج سبزہ نہ چادر گل
بلا نصیبون سے مل کی کیا کیا خراب مٹی ہی بیکسی کی
گئی نہ سوی حرم کسی دن نہ کام دیر مغان سی رکھا
سلامتی بس اس شوق کی ہو نہین سے دونون کو بندگی کی
ہزار صدمی دستے فلک نے کبھی نہ ہنسنے سے باز آئے
ہمیشہ مثل لب جراحت خوشی نہونی کی بھی خوشی کی
فنا نصیبون سے ایک دم بھی بکمال مشکل ہے ربط ہستی
شرار آتش سے کوئی پوچھو خلش ہوا ہی فسردگی کی
حسین مین جب تک ادا نہین ہی عبث ہین ظاہر کی رنگ روغن
کہ حسن تصویر لاکھہ رکھی طبیعت آتے نہین کسی کی
پسی جو برگ حنا تو کیا کیا ہوئی بہو کا وہ فندق پا
عجب ہے دور سے رنگ بدلا کسی کی بگڑی بنی کسی کی
اوڑا کی آخر بر نگ نکہت صفیر بلبل کیا قفس مین

گلون کی دل مین جگہ نپائی صبا نی آشفتہ خاطری کے
کسی توقع سے ہے فصل گل رہے ہین کی تسلیم پارسا ہم ١٦

٢٢٢ ابھی ہی عذر گناہ توبہ تلاش مین ہے شکستگی کی
نہ مانون گا مین صبا چمن مین گلی ہی اوسکو لگا گئی ہے

بسی ہی پوشاک بوی گل مین حیا سے بیتاب نازکی ہے
جو مجھکو آنا ہو جلد آؤ کہ دم مین رخصت حیات کی ہے

گلی سے حسرت لگا رہی تھی امید صورت کو تک رہی ہے
پئیں نہ فصل بہار مین سے خدا کی ڈر سے شراب گلگون

یہی ہی واعظ جو شرط توبہ تو ایسی توبہ کو بندگی ہے
ہوئین نہ گستاخ آرزوئین نہ بخت جانی نی دل کھایا

کوئی یہ پوچھو کہ تیغ قاتل اجل نے سینون سی کیون کھنچی ہے
نہین ہے کچھ مطلب کے اپنی صورت کہ شکل تصویر اس جہان مین

نہ دوستی ہے کسی سے مجھکو کسیکو مجھ سے نہ دشمنی ہے
مجھے ہیں آئے ہو تم جو ای جان نقاب اولٹو حجاب کیسا

کہ آج مین ہون کہ ساتھ میرے شریک تنہائے بیکسی ہے
یہین تک دیکھون بہار گلشن نسیم جدائی سی پہکد رہا ہون

یہ آگ بھڑکی ہوئی ہے جب سے مری طبیعت بجھی ہوئی ہے
حباب آسا مری گرہ مین سوائے ہوا کے نہین کچھ

مجھی تعجب ہی گہات مین کیون ازل سی ہر دم شکستگی ہے

برنگِ تصویرِ نیک و بد سے جہان کے مین ہون کشیدہ خاطر
ہوا یہ ثابت کہ روح میری نہ دوزخی ہے نہ جنتی ہے

گر اسکے نظرون ہی سے نے سبب یون نہ بھول احسان غمزدون کا
یہ دل وہی ہی کہ جس مین ظالم تری تمنا سدا رہی ہے

لبِ عنادل ہین گرمِ شیون قبای گل سے ہزار ٹکڑے
خبر نہین کیا خبر چمن مین نسیم آکر اوڑا گئی ہے

نصیب واشد ہوئی نہ ہو گے عبث ہی تدبیر چارہ گر کی
مری مقدر مین مثلِ گوہر ازل ہی دلبستگی لکھی ہے

بیانِ کیف و سرورِ مستی خبر یہ دیتا ہی مجکو زاہد
بہت نہین تو ضرور تو نی شراب دو چار گھونٹ پی ہے

وصال مین سے مری تمنا ہوئی نہ دلشاد وای قسمت
یقین نہو جبکو پوچھ دیکھے گواہ اوس گل کی نازکی ہے

ہزار پیری مٹا چکی ہے تپ محبت ہی دل مین باقی
ہنوز خاکسترِ کہن مین وہ آگ جو تھی دبی ہوئی ہے

شراب ساقی پئین کہان تک کہ آج تسلیم کی طرح سے ۲۳
کئے ہین خالی ہزارون ساغر ابھی طبیعت بھری ہوئی ہے ۲۴

شہادت مین حیاتِ خضر کی تاثیر ہوئی ہے
دمِ عیسے ہوای دامنِ شمشیر ہوئی ہے

صدا دیتی نہین زنجیر زورِ ناتوانی سے
خموشی کی گرفتاری مین بھی تاثیر ہوئی ہے

لبِ جانبخشِ جانان سی برابر ہو نہیں سکتا
مسیحا کی مری دو دو پہر تقریر ہوئی ہے

تلوّن سے نہین شرطِ وفا اک حال پر اب تک
کبھی تقریر ہوتی ہے کبھی تحریر ہوتی ہے

کیا شیرین نے کیونکر ماتمِ فرہاد حیرت ہے
خداوندا جہان مین ایسی بھی تقدیر ہوتی ہے

وہ حیران تھی چھوٹا ساتھ حیرانی کا مر کر بھی
ہماری خاک صرفِ گردۂ تصویر ہوتی ہے

نظر آتی ہین جب وہ خواب سے مین چونک اٹھتا ہون
وہان بھی داغِ دل ناکامی تقدیر ہوتی ہے

عدم تو پیچھے ہٹ جاتا ہے مجھسے گامِ اوّل مین
سحر تجکو کہان او نالۂ شبگیر ہوتی ہے

وہی گر ہی مل چلنی کی عادت ہے سرِ مدفن
کوئی آئی ہماری خاک دامنگیر ہوتی ہے

نسیمِ باغِ جنت کے تمنا ہو تو کافر ہون
ہوائے کوئے جانان کس لیے دلگیر ہوتی ہے

دلِ سوختہ جب کہتا ہون قطع کرتا ہے
تجھی کیا لاگ شمعِ بزم سے گلگیر ہوتی ہے

بچا کر چشمِ دربان خاک نکلون کنجِ زندان سے
کہ غمازِ رہائی پاؤن کی زنجیر ہوتی ہے

خبر کیا پوچھتے ہو اب مریضِ ہجر کی اپنی
کفن آیا ہوا ہے غسل کی تدبیر ہوتی ہے

مقرر کچھ صبا سے کہدیا ذوقِ اسیری نے
کہ موجِ بوئے سبزہ پاؤن کی زنجیر ہوتی ہے

دلونکو اپنا کر لیتی ہین کافر وہی باتون مین
عجب جادوئے بتانِ ہند کی تقریر ہوتی ہے

بگڑ جانی سے بنتی ہے بنانی سے بگڑتی ہے
تری ہی خانہ ویرانی عجب تعمیر ہوتی ہے

مٹایا تو جو انکو بہت اچھا کیا لیکن
کوئی اٹکھیلی ہنسی ہی بتِ بے پیر ہوتی ہے

کسی عالم مین ہون ہم ہم مزاجی مجکو لازم ہے
مری ہستی پریشان خواب کی تعبیر ہوتی ہے

تعجب کیا خیالِ روئے جانان ہے اگر دل مین
کہ اکثر آئینی کی ساتھ اک تصویر ہوتی ہے

ستمگر کو نہ دیکھا پھولتی پھلتی جوانی مین
ہمیشہ بے ثمر شاخِ کمان تیر ہوتی ہے

اگر عذرِ حیا ہے دل مین قاتل کیون نہین آتا
کہ غم ہوتا ہے تیرا یا سنانِ تیر ہوتی ہے

زبانِ نیر الٰہی عروسِ فکر کا جوبن
جوان ہوتی ہے اے تسلیم جب تحریر ہوتی ہے

مخمسات

خمسہ غزلِ جناب فیض انتساب حضرت حکیم محمد مومن خان متخلص بہ مومن مغفور

رشکِ گلخن تپشِ دل سے گلستان ہونگے — جل کے شمشادِ چمن سرو چراغان ہونگے
جیتے جی شعلہ زنِ عالمِ امکان ہونگے — دفن جب خاک مین ہم سوختہ سامان ہونگے
فلسِ ماہی کے گلِ شمعِ شبستان ہونگے

شام سے ڈھونڈتی ہی کیون تیرہ نصیبونکے لیے — پڑے رہین گے یہ کہین خاک مین جیسے مرتے
بیخبر اپنی خبر لے کہ سحر ہوتے ہوئے — تو کہان جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کرلے
ہم تو کل خوابِ عدم مین شبِ ہجران ہونگے

کیا ہوا بڑھ کے چلی کیون جو کسی یاد ہے اپنا — کیون بلائین تو لیا کرتی ہی یا کر تنہا
دیکھ لے ورنہ بنائین گی چمن مین سیدا — ہم نکالین گے سن اے موجِ ہوا بل تیرا
اوسکی زلفون کی اگر بال پریشان ہونگے

جان پر دیدہ و دانستہ بلا کیونکر لون — چھپکی لگ جائے سدا انکے ادا کو ترسون
کچھ تو ہی مین جو نہین مانعِ خودبینی تو — تابِ نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
اور بنجائین گی تصویر جو حیران ہونگے

جیتے جی گر کسی آنکھون نہ چرائین گے کبھے — بھول کر چشمۂ حیوان پہ جائین گے کبھے
حشر تک خضر کے جیتے نہین آئین گے کبھے — منتِ حضرتِ عیسیٰ نہ اوٹھائین گے کبھے
زندگی کیلیے شرمندۂ احسان ہونگے

پند سے جاتے ہی ناصح نہ کب تک سرِ ہم — کوئی کب تک سہے بیکار نصیحت کی ستم

کس لیے ہائے لگائی ہے یک بار دم | ناصحا و لمین تو اتنا تو سمجھ اپنی کہ ہم

لا کہہ نادان ہوئے کیا تجھ سی بہی نادان ہو گئے

شمع بالین ہے نہ تربت پہ اگر کی بتّے | داغ لو دیتی ہین سینی بہی ی مر کر بہی
بی نصیبون کے لیے پہول کی چادر کیسے | غیر چہوٹا ہے لحد پر تری دل تفتہ کی

گل ہوئی شرر آتش سوزان ہو نگے

یہ بہی سینے گئے پی سیر و تماشا کہ نہین | جیتی جی دیکہون کا پابند بلا یا کہ نہین
آخر انکا بہی کوئی ہوگا مداوا کہ نہین | صبر یارے بہی وحشت کا پڑیگا کہ نہین

چارہ فرما بہی کبہی قیدی زندان ہو نگے

رات دن کہتی ہین کیا ہمنشین ہی کیتی ہوس | دیکھیے پر دل بیتاب کے آتا ہی ترس
کف افسوس ملا کرتی ہین مانند مگس | ایک ہم ہین کہ ہوئی ایسی پشیمان کہ بس

ایک وہ ہین کہ جنہین چاہ کی ارمان ہو گئے

ایک صورت پہ گہڑی بہر کبہی چلمن مین نہین | گرم نظارہ کہین برق تبسم ہی کہین
سمجھون کیا تنگ جنون چاہ پہ دیکھوں مین حزین | چاک پر سیتے غنچی ہر تقاضا ہے وہ گلنشین

ایک مین کیا کہ سبھی چاک گریبان ہو نگے

ہتہکڑی ہو گی نہ دور و زمین بیڑی ہو گی | توڑ کی ساتھی صدا دی کی ہہینکی ہو گی
جوش مین راہ بیابان جنون لی ہو گی | پہر بہار آئی وہی دشت نوردی ہو گی

پہر وہی پاون وہی خار بیابان ہو نگے

مر کی بہی سعی نہ چکر ایک تماشا ہوگا | دیکھنا آگی اگر دین کبہی حسرت اعدا
رنگ لائی گی بہار گل حسرت کیا کیا | داغ دل گلشن کی تربت پہ مری چمن للا

یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہان ہونگے

کرچکی توبہ کہ توبہ کی ہوئی رخصت دن
مثل تسلیم نہیں ویسی پہرنا ممکن
ہوگا فقرہ کوئی اے زاہد تیرہ باطن
عمر ساری تو کٹی عشق بتان میں مومن
آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے

خمسہ بر غزل مولانا استاذنا میر محمد اصغر علیخان نسیم شاگرد حکیم محمد مومن خان صاحب مرحوم

نوجوان ہین وہ نہین جن مین سیکڑون ارمان ہونگے
نہ سہی شام کو مانا کہ ہراسان ہونگے
بیحجابی کی وہ ہم صبح تو سامان ہونگے
وصل کی رات ہی آخر کبھی عریان ہونگے
مین پشیمان ہون تو کیا وہ نہ پشیمان ہونگے

دونون کو ہٹ ہی نئی دیکھئے کیسی ٹھہرے
کون نا کام رہے کسکی تمنا نکلے
دو گھڑی ون سی عجب طرح کا صدمہ ہی مجھے
شوق کہتا ہی کہ لوٹین گے مزے وصلت کے
درد کہتا ہی شریک شب ہجران ہونگے

اور مہمان نفس چند ہین وحشت کے کرم
چھیڑ دامن کو ہنسا چاک قبا کو پیہم
رنگ خون کف پاہی سر جادہ ہر دم
شوخیان کس لئے جنون آج کہان پہر کل ہم
خاک اوڑائی گی زمین دشت یہ ویران ہونگے

خواب غفلت سی تو باتین بنا او ظالم
کس لیے آئیگا کیا کام ترا او ظالم
نہ سہی وعدہ بیداد وفا او ظالم
آپ جاؤنگا تو آکہ ندا او ظالم
آج وہ دن ہی کہ مجھپر مری احسان ہونگے

پیار کرتا ہی کسی کسکی گلی لپٹا ہی
اب وہ مین ہون نہ شوق جگر فرسا ہی

کیا ملون خاک مین جی اور ملا جاتا ہی | دل جو روٹھا تو منائی سی کہین منتا ہی

یہ ستم باعث حسرت بھی اے جان ہونگے

چشم عاشق کو نہ ہمین کبھی تنہا خالی | یہ نہین مثل حباب لب دریا خالی
کھدو پھر جائین لیے جوشش تمنا خالی | یان نہین جلوہ جانان سی ذرا جا خالی

اشک گرمی آنکھونمین پشیمان ہونگے

ہنس لی آتی ہی گھڑی اشک شوئی دھوئی کی | کنج تنہائی مین چھپ چھپ کے صدا رونی کی
دھوم ہو جائی گی پیوند زمین ہونی کی | تجکو کر دین گی خبر زیر لحد سونی کی

سر تکیے تری زیر مری ارمان ہونگے

غم نہین دی ہی ہمین صیاد ستمگر صد داغ | چھوڑ کر کنج قفس جائین نہین اتنا دماغ
اب مبارک رہی مرغان نوا سنج کو باغ | خانہ زادونکو کہان قید محبت سے فراغ

ہم وہ بلبل ہین ہمین خاک گلستان ہونگے

اپنی سنتے نہین التیغ ادا عاشق کے | کہتے ہو شکل دکھائی نہ خدا عاشق کے
خون رو وگی محبت مین سدا عاشق کے | یاد آئی گی پس مرگ وفا عاشق کے

حال کھلجای گا جب خاک مین پنہان ہونگے

صبر صبر کہ رخصت سی کوئی دم پیش شباب | پھر کہان حسن کے بازار مین نہ یہ حساب
اور کچھ روز سہی قہر و غضب ناز و عتاب | تا جوانی ہی گرانی نہوای دل بیتاب

پہر توبوسی لب جان بخش کی ارزان ہونگے

قتل سی کیون جلی بات انگیز ہی اتنا قاتل | ڈر ہی مجکو کہین شادی ہی ہو غم حاصل
کہدی ہمدرد ذرا جا کی پیام بسمل | گریہ انجام تبسم ہی نہ ہنس او غافل

خون ٹپکین گی یہی زخم جو خندان ہونگے

شوقِ پابوسیِ استاد اگر ہی تسلیم — اُچھل سو گل ہین ہونگی کسی عالم مین مقیم
کھہ گئی ہین یہ خبر رخصتِ جان وقتِ سقیم — طوفِ ہر نخل کرینگی صفتِ گرد نسیم

ہم تو مر کر بھی قربانِ گلستان ہونگے

ایضاً

جیتنا گر ہی گھڑی کا دُسی بُھلا ہی دینگی — وہ بات ہم کرینگی تمکو رُلا ہی دینگی
تنگ آ کی زندگی کا جھگڑا مٹا ہی دینگی — رشکِ عدو مین دیکھو جان تک گنوا ہی دینگی

لو چھوٹ جاتی ہو اک دن دکھا ہی دینگی

پامال کیا کرینگی وہ شوخ و شنگ ہو کر — لائین گی رنگ ایسا اک روز تنگ ہو کر
ترسین گی دیکھنی کو حیرت سے دنگ ہو کر — اوڑ جائین گی جہان سی عاشق کا رنگ ہو کر

نقشِ قدم نہین ہین جسکو مٹا ہی دینگی

فریاد بیکسی ہین وہ کین گی کسکو دربان — آئین گی سر کہان کی حسرت نصیب و حیران
دیکھین گی رنگِ محفل سبکی نظر سی پنہان — آواز کی طرح سے بیٹھین گی آج ای جان

دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اوٹھا ہی دینگی

اک ہم ہین جس سے ہر دم نفرت کی گفتگو ہی — رنجش گھڑی گھڑی ہی دشنام و بد دعا ہی
کہتی ہین بخت سکو کیا دھوم کو بکو ہی — غیرون کی جستجو ہی ہر وقت آرزو ہی

یہ یاد وہ نہین ہی جسکو بُھلا ہی دینگی

کیونکر خبر کرین ہم داغِ نہان سی اپنے — پڑتی ہین لب پہ چھالے سوزِ نہان سی اپنے
مانندِ شمع روشن سب ہی عیان ہی اپنے — شعلے نکل رہی ہین ہر استخوان سی اپنے

یہ اک وہ نہین ہی جسکو سمجہا ہی دینگے

تصویر کیطرح ہم اوس تنگی سے ویران ہین
حیرت سی لب پہ مہر رکہتی سدا خموش ہین
کیونکر گدا کی ناحق احباب خندہ رو ہین
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین
وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسنا ہی سینگے

تسلیم کیطرح ہون راحت نصیب منزل
رکہتے ہین وہ لمبی ہاے ایسیجا ہمیان باطل
بیکار کاوشون سی ہونا ہی خاک حاصل
اونکی گلی سی جانا اب ہی نسیم مشکل
ہون اشک افتادہ کیونکر اوٹہا ہی دینگے

مخمس غزل ماہر فن نادرہ سخن ملک الشعرا جناب شیخ محمد ابراہیم ذوق دہلوی رح

اپنی ہمت پہ مغرور رہون ہمت والے
بے حقیقت مجھے سمجہین نہ حقیقت والے
کچہہ مقدر تو نہین حشمت و شوکت والے
کیا غرض لاکھ خدائی مین ہون دولت والے
اونکا بندہ ہون جو بندے ہین محبت والے

تہمت دید سی فرصت کسی صورت نہ ملی
رفتہ رفتہ یہ مری شوق کی نوبت پہونچی
خط جو لکہواتا ہون اس خطونکو مین کہبی
ہاے ہی حسرت بیمار مری ہاے کو بہی
لکہتی ہین ہاے وہ جنپی ہی کتابت والے

جستجو سی ہین یا گوکہ گہڑی بہر فرصت
کوئی دم فکر طلب سی نہین حاصل راحت
غیر ممکن کہ ترقی سی بڑہی کم ہمت
حرص کے پہیلتے ہین پاؤن بقدر وسعت
تنگ ہی رہتی ہین دنیا مین فراغت والے

جیتی جی سب تہے شریک غم و محنت آزار
ہمدم و ہمسخن و مونس و یار و غمخوار
پس مردن یہ ہوا بیکس و تنہا ناچار
نہین جز شمع مجاور مری بالین مزار

نہیں جز کثرتِ پروانہ زیارت والے

شکلِ تصویر ہیں کہتی نہیں کوئی خواہش | حرص کہتی ہیں کسی طرح نہیں کیسی خواہش
اپنی مرضی ہی ہی جو تری مرضی خواہش | نہ ستم کا کبھی شکوہ نہ کرم کی خواہش

دیکھو تو ہم ہی ہیں کیا صبر و قناعت والے

لیلی و قیس تھے برگشتہ مقدر دونون | نجد مین خاک اوڑاتی پھری اکثر دونون
نہوئی صاف کسی طرح گھڑی بھر دونون | رہی جون شیشۂ ساعت وہ مکدر دونون

کبھی مل ہی گئی دو دل جو کدورت والے

چشمِ بیمار تری دشمنِ آرام و شفا | لبِ جان بخش سے ہی اعجازِ مسیحا پیدا
کہاے جاتی ہین مری جان جنین پھر خدا | تو بچا جاے تو اے دردِ محبت کی دوا

میری ہمدرد وہ ہون بیدرد نصیحت والے

اسقدر شعلہ فشان ہی اثرِ سوز و گداز | ہر سرِ مو سے ہویدا ہی شرر کا انداز
بیٹھ جون کیا خط تجھ ای گرم ادا آفت ناز | چھوڑ دیتی ہین قلم جون قلم آتشباز

میری شرحِ تپشِ دل کی کتابت والے

خضر کا نام و نشان ہی نہ مسیحا کا پتا | سرِ بالین نہیں اب ایک بھی جیتا مرتا
خوش کبھی انکو خدا جی تو بہلتا ہی مرا | کیجیے افسوس ہی آتا کبھی رونا آتا

دل بیمار کی ہین وہی عیادت والے

ہی تری بسترِ غم پر بیت بیرحم و وفا | کیا کہین کرتی ہین کس طرح بسر صبح و مسا
کبھی افسانۂ حسرت کبھی غم کا قصا | دلسی کچھ کہتی ہین ہم ہمسے بھی کچھ دل کہتا

دونون اک حال مین ہین رنج و مصیبت والے

قتل تسلیم ہو وہاں تہ دہن میں اندوق
کہتی ہے جو کبھی بیٹھی چمن میں انی دوق
کس لیے سنکے ہو تم رنج و محن میں اندوق
ناز ہی گل کو نزاکت پہ چمن میں اندوق
اسنے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے

مخمس غزل فخر شعرای روزگار مشہور امصار و دیار جناب نواب اسد اللہ خان غالب

بی اصل ہی نیرنگ جہانکا مری آگی
دہوکا ہی طلسمِ تہ و بالا مری آگی
اک شعبدہ ہی دہر کا نقشا مری آگی
بازیچۂ اطفال ہی دنیا مری آگی
ہوتا ہی شب و روز تماشا مری آگے

رہتا ہی مجھی سخت سے شکوا تری پیچھی
دیتا ہی مزا موت کا جینا تری پیچھی
وحشت سی نہیں اسمیں آتا تری پیچھی
مت پوچھ کہ کیا حال ہی میرا تری پیچھی
تو دیکھ کہ کیا رنگ ہی تیرا مری آگے

ہو خاک نہیں خاک کو رتبا مری ہوتی
سب کچھ ہی مگر کچھ نہیں جیتا مری ہوتے
کوئی ہو کبھی رنج نہیں کرتا مری ہوتے
ہوتا ہی نہاں گرد میں صحرا مری ہوتے
گھستا ہی جبین خاک پہ دریا مری آگے

ہون شام سی ہی فکرِ صبوحی میں گرفتار
کسکو سرِ معنی ہی کہاں لذتِ اشعار
منگوائی ہی شیشے می خوش رنگ کی رخسار
پہر دیکھیی اندازِ گل افشانیِ گفتار
رکھ دی کوئی پیمانۂ صہبا مری آگے

جز نامِ عدو اسلیی کہتا ہون کہ اچھا
منظور رہی جو چاہتا ہین کہ ہین ذکر احبا
کچھ اور سمجھتا ہی بگڑتا مری دل کا
نفرت کا گماں گزرتا ہی میں رشک سی گذرا
کیونکر کہوں لو نام نہ انکا مری آگے

اک تو یہی کہ اپنا نہین ہی تابِ خموش کلام
ورنہ مری قائل ہین بیانی کی دلارام
اعجاز کی باتین ہین کرامات کی پیغام
عاشق ہین یہ معشوق فریبی ہی طرز کلام
مجنون کو برا کہتی ہی لیلی مری آگے

مرتا تو ہون اب کیون دمِ آخر یہ ستم ہے
تسکین تو کوئی دم عوضِ یاس و الم ہے
کسواسطی یارو یہ غضب جای کرم ہے
گو ہاتھ کو جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہے
رہنی دو ابھی ساغر و مینا مری آگے

ہذیان ہی سخندانیِ سحبان مری نزدیک
ہر مشکلِ دشوار ہی آسان مری نزدیک
سحر ہیچ ہین خاقانی و خاقان مری نزدیک
اک کھیل ہی اورنگِ سلیمان مری نزدیک
اک بات ہی اعجازِ مسیحا مری آگے

ای اہل وفا آئی نہ کہانتک مجھی غصّا
مشہور ہی تسلیم کے مانند ہمیشا
کبتک مین کرون صبر کہانتک رہون چپکا
ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہی میرا
غالب کو برا کیون کہو اچھا مری آگے

مخمس غزل سر آمد شعرای زمان مستند سخنوران جہان جناب شیخ امام بخش ناسخ

زندگی مین موت کا موجود سامان چاہیے
خود فراموشی نہ ایسی بہر مہمان چاہیے
تختۂ تابوت ہی تختِ سلیمان چاہیے
کچھ عدم کا بھی خیال اے دل تجھی یان چاہیے
گو عزیزِ مصر ہی پر یادِ کنعان چاہیے

دیدۂ تر ہین جنون میری رونی کی لئی
کیا کرون داغِ دلِ غمناک ہونی کی لئی
ہجر مین پایا بری گر بکھونی کی لئی
کوچۂ دلدار کی حسرت مین آنی کی لئی
پانون کو اب آبلی کی چشمِ گریان چاہیے

کیا کہون کس واسطے ہین مو پریشان مثلِ صبح
ہی سبب اسکا نہین اے چرخِ گردان مثلِ صبح
داغِ سودا ان کے سینہ مین لیے پنہان مثلِ صبح
چاک کرتا ہون جو سینے تک گریبان مثلِ صبح
اک پریرو غیرتِ خورشیدِ تابان چاہیے

چاہتی ہی آہ وہ دریا جسمین ہون سب بے نشان
شوقِ ساحل مین نئی اوٹھتی ہین ہر زمان
گردشِ گرداب بیمِ موج و فکرِ بادبان
دمبدم کہتی ہی میری کشتیِ عمرِ روان
مجھکو اب خنجرِ قاتل کا طوفان چاہیے

وای قسمت کے بہی نومیدی کا ارمان دل مین ہے
کیا کہون کیا چاہتا ہون کیا مری جان دل مین ہے
الفتِ افعیِ زہر آلود پنہان دل مین ہے
حسرتِ نظارۂ زلفِ پریشان دل مین ہے
بہرِ تسکین کو مین کچہہ مارِ پیچان چاہیے

کیا بہروسا زندگی کا عالمِ فانی مین ہے
کھینچ تیغِ ظلم کیون تاخیر بیرحمی مین ہے
صورتِ ہمزاد ہر دم مرگ ہمراہی مین ہے
عمر گذری روتی روتی ہنس ہی لون اب جی مین ہے
میری منہ پر کوئی قاتل زخمِ خندان چاہیے

کیا کرین فرقت مین ہم رنگِ غمِ پنہان کے وصف
وصف کے قابل ہین اپنے دیدۂ گریان کے وصف
عمر بہر دیکھی سُنی ہمنی اس عنوان کے وصف
وردِ مژگان کے زبانی ہین لبِ جانان کے وصف
اشکِ خون کی چشم کو تسبیحِ مرجان چاہیے

آج ہی منظور ہی تکلیفِ جنون کا امتحان
شہر کی گلیون مین ممکن جان سلامت پہر کہان
سنگ باران کی ہوس ہی دل مین زیرِ آسمان
سنگریزی لیچلون چُن چُن کی بہر کو کان
عاریت ای کوہ مجہ وحشی کو دامان چاہیے

وہ امنگین وہ جوانی وہ تقاضای وصال
اب کہان ممکن کہ سب رخصت ہوئے وقتِ زوال

ابتو یہ رونا پڑا ہی کیا کرون اَی ذو الجلال | آگیا پیری مین اوسکی عشق لیک کا خیال

ہونٹھ کاٹون کسطرح حسرت سے دندان چاہیے

دیکھی کیونکہ ہو زیر آسمان اپنی بسر | ہر گھڑی سعد اتری پرہی جشن اوج پر
ہمت دیوانگی پر کیون ہمعن ہین چشم تر | پنجۂ خورشید کو کافی ہی اک جیب سحر

روز یان دست جنون کو سو گریبان چاہیے

برہمن ہو ہمین یا ہو زاہد بیت الحرام | طالب عقبی مخنث ہین نہ لی تسلیم نام
کیون نہ سمجھی صحبت ارباب دولت کو حرام | طالب دنیا مونث ہین بھلا کیا ان سی کام

مرد ہی ناسخ کو عشق شاہ مردان چاہیے

مخمس غزل ہو جد گرم بیانی یکہ تاز میدان شعلہ زبانی جناب خواجہ حیدر علی آتش

سدا آتی ہین غیب سے ان لبون کی کیسی | بیان کرتی ہین خوبی تن بیان کیسی کیسی
تہکاتی ہین کام و زبان کیسی کیسی | دہن پر ہین اونکی گمان کیسی کیسی

کلام آتی ہین درمیان کیسی کیسی

بہار آکی جو بن دکھاتی ہی کیا کیا | خزان شرم سی منہ چھپاتی ہی کیا کیا
صبا ہوش بلبل اوڑاتی ہی کیا کیا | زمین چمن گل کھلاتی ہی کیا کیا

بدلتا ہی رنگ آسمان کیسی کیسی

قتیلون کے جب سے سنے مرتبے ہین | ہزارون گلستان مین بسمل بنی ہین
لگا کر لہو پیرہن تر کئے ہین | تمہاری شہیدون مین داخل ہوئی ہین

گل و لالہ و ارغوان کیسی کیسی

ارادی خرابا تیون کی بڑہی ہین | برابر ہی لالہ کو ن پی رہی ہین

اُمنگون سے ہے جوشِ مستی مزی ہین | بہار آئی ہی نشہ مین جہومتی ہین

مریدانِ پیرِ مغان کیسے کیسے

بیان کیا کرون اوسکی بیر جمیونکا | رہی دل کی دل ہی مین سبکی تمنا
خدا جانی کیا دشمنون نی پڑہایا | نہ مر کر بہی بیدردِ قاتل نی دیکہا

تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

دمِ چند تہا دورِ دوراوہ سارا | کہان روم و ایران کی پہر لشکر آرا
پسِ مرگ دیکہا ہوا آشکارا | نہ گورِ سکندر نہ ہی قبرِ دارا

مٹے نامیون کی نشان کیسے کیسے

نہ ظلمت سفیدی نہ شام و سحر ہے | نہ شب کا اثر ہی نہ دن کا گذر ہے
نہ اپنا نہ بیگانہ پیشِ نظر ہے | دل و دیدۂ اہلِ عالم مین گہر ہے

تمہاری لیی ہین مکان کیسے کیسے

جدائی کی صدمے محبت نے قربان | رفیقونکی ہنرات کیا کیا ہین احسان
ذرا دیکہہ تو آگی او دشمنِ جان | غم و غصہ و درد و اندوہ و حرمان

ہماری بہی ہین مہربان کیسے کیسے

یہان سے ہی عدم تک ہزارون تہی رہزن | دل و جان و اسلام و ایمان کی دشمن
وطن کو گیا کون بی چاک دامن | عجب کیا جو چہٹا رہے جامۂ تن

لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

بشر کے لیے ناسپاسی ستم ہے | سکوت آگی منعم کی تسلیم سم ہے
بہت خوب ارشادِ آتش رقم ہے | کریں جسقدر شکرِ نعمت وہ کم ہے

مزی لوٹتی ہی زبان کیسے کیسے

بعون صانع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان
مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شگافِ کلکِ رنگین خندہ زن ہی / مبارکباد آغازِ سخن ہے
او ترتی ہین مضامین آسمان سے / عیان ہی شوکتِ رفعت بیان سے
بھری ہی ہی نیازی مدعا مین / سرِ تمکین ہی عرضِ التجا مین
بڑہی ہی ناتمامی گفتگو سے / مرا مطلب سوا ہی آرزو سے
خیال آئینہ حیرت فزا ہی / زبان مصروفِ حمدِ کبریا ہی
بنایا جسنے مقتل بوستان کو / کفِ جلاد برگِ ارغوان کو
لکہا ہر صفحۂ اوراقِ گل پر / شہادت نامۂ بلبل سراسر
عطا کی داغِ لالہ کو سیاہی / سراپا صورتِ مُہرِ گواہی
ہنسی لب پر جگر مین زخم کاری / دیا غنچے کو پاسِ پردہ داری
پیِ مینوشیِ دردِ نہفتہ / دیا پیمانۂ زخمِ شگفتہ
شہیدون کو طلسمِ نو دکہایا / ہنسا کر زخمِ تن کو خون رلایا
رگِ بسمل کیا تارِ نظر کو / سکہایا رقصِ بیتابی جگر کو

دلِ عاشق کو بخشا خاک ہونا
گریبان کو سکھایا چاک ہونا

کہر ریزی کہین کی چشمِ تر سے
بھری دامن کہین لختِ جگر سے

حیا غنچون کو دی رازِ نہان کی
عنادل کو ہوس بخشی فغان کی

کہین ہے جلوہ گر حُسنِ حسین ہین
کہین سے ہے خاطر اندوہگین ہین

نہان و آشکارا جلوہ گر ہے
کہین نکہت کہین گلبرگِ تر ہے

غرض ہر رنگ مین نیرنگ اسکا
رہا حیرت فزونِ چشمِ انسان

شہِ لولاک نی رو رو کی اکثر
کیا ارشاد لا احصی یہان پر

بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہماری
لکھین حمد و ثنای ذاتِ باری

مناسب ہی خموشی آشنا ہون
شریکِ اختصارِ مدعا ہون

زیادہ وہم سے حمدِ صمد ہی
خرد مجروحِ تیغِ دستِ رد ہی

دعا مانگین کرین قصدا ور کچھ ہم
کہین احباب آمین مل کی باہم

تمنا کا ہی خالی دستِ رنگین
پہنا دین خاتمِ ختمِ مضامین

نالۂ چند دعای عاشقانہ

الٰہی دی زبانِ نکتہ دانی
دکھاؤن جلوۂ حُسنِ معانی

اجازت خواہ لطفِ گفتگو ہے
خموشی بہرِ رخصت روبرو ہے

نظر لوثِ سخن سے پارسا ہی
ابھی نادیدہ حسنِ مدعا ہی

حریفِ نالۂ بیداد ہون مین
شریکِ صحبتِ فریاد ہون مین

دلِ مشتاق پابندِ الم ہے
نفس تارِ کمندِ صیدِ غم ہے

سحاب آسا عطا کر چشمِ گریان
مصیبت زادۂ آغوشِ طوفان

برنگِ ابرِ تر رویا کرون مین / سدا داغِ جگر دھویا کرون مین
تپش دی نالۂ جانِ حزین مین / اثر دی دودِ آہِ آتشین مین
رہی بیداریون کا حفظِ آداب / نھون آنکھین کبھی منت کشِ خواب
نہ کم ہو التفاتِ بیقرارے / رہی تازہ خراشِ دلفگارے
خرابی دوست رکھہ ہر دم مزاجی / برنگِ برق دی شعلہ مزاجی
نہ کم ہو کوئی دم سامانِ سودا / رہی سر منزلِ احسانِ سودا
عطا کر سلسلۂ زلفِ پری سے / تعلق دی پریشان خاطری سے
جنون پرور دی آشوبِ جوانی / ہوا خواہِ بلای ناگہانی
برای چاک دی دامن اگر دے / نہ بہر التجای سیم و زر دے
رہی دستِ جنون ہر لحظہ چالاک / کبھی سینہ کبھی دامن رہی چاک
ترقی پر رہے شوقِ اسیری / رہی وحشت کو پاسِ دستگیری
فلک کو لذتِ ذوقِ جفا سے / نہ دون فرصت تقاضای بلا سے
رہون مین مائلِ کافر ادائی / کہان تک پارسائی پارسائی
جبین سا خدمتِ پیرِ مغان مین / رہون جبتک رہون دیرِ جہان مین
ٹھہرای شوقِ عرضِ عاشقانہ / کہان تک وقفِ لبِ غم کا فسانہ
سنا دو چار شعر ایسی خدارا / کہ جس سے مغفرت کا ہو سہارا
جنابِ کبریا مین روکی دنرات / پڑھا کر صدقِ دل سی یہ مناجات
خدایا مثلِ کلکِ سینہ افگار / سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار
بسر ہوتے ہی بیجا زندگانی / بلای جان ہی آشوبِ جوانی

کوئی فعلِ بد یون ایسا نہین ہے / عمل مین اپنے جو آتا نہین ہے

گذرتے ہی عجب غفلت مین اوقات / دریغا حسرتا ہیہات ہیہات

لحاظِ بندگی جاتا رہا ہے / سرِ نخوت نئی دل مین گھر کیا ہے

گمان و وہم و جانِ درد آمیز / یہ سب ہین شانِ شیطانی سی لبریز

اگر چاہے یہ نفسِ کفر شیدا / مری سانسے سی ہو ابلیس پیدا

پشیمان خستہ آوارہ جگر خون / تری درگاہ مین حاضر ہوا ہون

نگاہِ رحم سی فرما اشارا / دلِ مضطر کو ہو کچھ تو سہارا

لبِ مایوس ہین خندان طرب سے / نہ گریان دیدۂ پر خون ہون اب سے

تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن / جگر کو جان کو آباد پاؤن

خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد / مری محفل سی بیٹھی دور زاہد

سوا تیری مرا کوئی نہین ہے / غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے

رہی رحمت تری گر پردہ داری / مری بگڑی ہوئی بنجاے ساری

بہت کچھ آرزو رکھتا ہون دل مین / ہزارون گفتگو رکھتا ہون دل مین

جو سُن لی ایک بھی تو رحم کہا کے / نکل جائین سب ارمان مدعا کے

غمِ ہستی و مرگ و قبر و محشر / یہ سب ہون سینۂ مضطر سی باہر

خلیل آسا جہنم باغ ہو جاے / گلِ فردوس دل کا داغ ہو جاے

ضعیفی مین شبابِ آرزو ہو / بہارِ ہشت جنت تازہ رو ہو

اُمنگون پہ دل افسردہ آئے / جوانی کی مزے پیری کہائے

بڑہی ارمان سخی کی جیسی ہمت / گھٹی جسطرح ممسک کی نیت

سراپا عید بنجاؤں خوشی سے — کہوں تا ہر دم مبارکباد جی سے

سبا وا تو اگر نامہربان ہو — ہر اک ذرہ بلای جسم و جان ہو

تو یہ تعییں جو نا اہل ستم کو — سنائیں سوں بنا دیں ہمدم کو

زبان و دست و پا سب ہیں گواہی — اوٹھاؤں تا ابد نازیبائی

جہنم ہو عذاب آتشیں ہو — گرفتار بلا جان حزیں ہو

سنے کوئی نہ فریاد جگر کو — نظر آئی نہ جز شعلہ نظر کو

عزیز و خویش و احباب یگانہ — کریں تیر ملامت کا نشانہ

نہ سمجھیں اضطراب بیکسی کو — دکھائیں دو دین یہ اور جی کو

یہیں صدق او سرا پای گمان میں — مزا ہو کون حامی دو جہان میں

کہوں اوس وقت کس سے اپنی جی کی — کسی پروا ہو میری بیکسی کی

سوا اسکی کہ تو ہی مہربان ہو — تری کہنی سی کہنی میں زبان ہو

پکاروں ای خداوند یگانہ — کریم و ستر خطا بخش زمانہ

تری رحمت پہ ہی ناز آرزو کو — وفا کر وعدہ لاتقنطوا کو

سنا ارباب محشر سے بصد ناز — مبارکباد آزادی کی آواز

بہا ای تسلیم ترک التجا کر — خموشی کو بیان مدعا کر

بہت کچھ کر چکا فریاد و ماتم — کہاں تک حسرت افسانۂ غم

بہرا ہی جوش عرض نعت لب میں — زبان ہو سیل طوفان ادب میں

طرب انگیز ذکر مصطفی سے — دہن پیسہ انتہا بقا سے

شفاعت طلبی بحالہ نعت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سنبھل اے خامۂ مستانہ رفتار — یہ عالم اور یہ رہنا خبردار
عوض نقطوں کے ہے جاری گہر سے — تماشا کر ادب سے کیا اثر سے
نیا مژدہ ہے اندازِ سخن کا — مزہ کچھ اور ہے [illegible]
شرف افزا خیالِ مدعا ہے — ہر اک مضمون رسالت آشنا ہے
ابھی آیا تھا کس کا نام لب پر — کہ دل بیتاب سا تھا جسم سے باہر
محبت نے کیا دیوانہ مجھکو — بنایا عاشقِ افسانہ مجھکو
موجب نطق ہے گنجِ دہن میں — سکوت راز ہے پنہان سخن میں
نہایت اوج پر فکرِ رسا ہے — صریرِ کلک شورِ مرحبا ہے
عیاں ہوتا ہے مضمونِ عجب سے — غرض ہے ذکرِ سلطانِ عرب سے
محمد نام پر جنکے ہیں قربان — دل و جان و جگر کے نور ایمان
ہوئی وہ جلوہ گر ذاتِ بخشش ہستی — بلندی چومتی ہے پائے پستی
جمالِ پاک سے کیا قرب کیا دور — دو عالم بن گیا پیمانۂ نور
کبھی گر سیرِ نزہت گاہ ہوتی — نسیم خلد فرشِ راہ ہوتی
گذرتی جس طرف نکہت کی صورت — مہکتی وہ گلی جنت کی صورت
وہ گیسوئے معنبر تا بشانہ — سراپا شامِ صبحِ عید شانہ
عیاں نورِ خدا حسنِ جبین سے — مشابہ لوحِ قرآنِ مبین سے
دو ابرو مثلِ دو شمشیرِ خونخوار — پئے قتل و پناہِ کفر و دیندار
ہم آغوشِ حیا آنکھیں وہ بالکل — برنگِ نکہت و گل نشہ و مل
تھا ابرو خطِ بینی سے ہویدا — ہمیشہ راست بینی جس پہ شیدا

خط و رخسار کا عالم نیا تھا
کبھی تو رحل پر قرآن رکھا تھا

وہیں تھا گنج اسرار نہانے
زبان مفتاح قفل راز دانے

چمک دندان میں از دُرون مہر سے
یہ ثابت ہی جناب عائشہ سے

کدو ابکم سا سینۂ اقدس میں کہا تھا
سدا علم لدنّی سی بھرا تھا

سر موئے جبین سے نقش پا تک
خدا کی شان تھا ہر عضو بیباک

سراپا تھے وہ منظور آگے
نظر پروردۂ نور آگے

دیا چوندا اعجاز قدم سے
سواد کفر کو شام عدم سے

سنا ہی جیسی شور کوس ہستے
خرابی زا ہی لطف بت پرستے

یہ کیا ہمدم تری خاطر میں آیا
کہ پیدا کیون نہ تھا حضرت کا سایا

وہ خود تھے سایۂ اللہ اکبر
نمایان سایہ سی سایہ ہو کیونکر

ہوا مدِ نظر جب ہمدم خدا کو
کہ دیکھوں اپنی حسن جان فزا کو

بنائی ذات احمد آئینہ وار
ہوا خود عکس کی بدلے نمودار

یہان کچھ اور ہی رمز سخن ہے
کہوں کیا میں ادب قفل دہن ہے

محمد مظہر نور خدا ہیں
محمد رازدار کبریا ہیں

محمد ہیں سبب کون و مکان کے
محمد فخر ہیں دونون جہان کے

گذرتے تھی جدھر وہ رشک شمشاد
ہر اک نقش قدم تھا جنت آباد

ہوئی جیسے وہ نور ایزد پاک
تجلی بخش وہی عالم پاک

شرف امت کو ہی روح الامین پر
زمین کو ناز ہے عرش برین پر

نہین اونکی محبت جسکی دل مین
پھنسا ہی صورت خر آب و گل مین

میں کیا ہوں جو کروں الفت کا دعوی
دلی اپنا عقیدہ ہی یہ میرا

کہ اک نقش کف پای بھی ہوں
غبار راہ حب علی ہوں

بحمد اللہ طفیل حسن تقدیر
خوشا قسمت ہی حرف عشق شبیر

میں کوثر تک بھی جاؤں گا کہ کھٹکا
کہ ہوں کشتۂ غم آل عبا کا

صحابہ سے نہیں انکار مجھکو
زبان کیا دل سے ہی اقرار مجھکو

سکہ نو زدن در اقلیم سخن بمدحت حضرت ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاہ عالم پناہ قیصر زمان سلطان عالم محمد واجد علی بادشاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ

کہاں ہے ساقی مہوش ادھر آ
سبو شیشہ صراحی سامنے لا

نشاط افزا ہجوم آرزو ہے
طرب انگیز لطف گفتگو ہے

زبان لب کو الفاظ و معانی
سناتے ہیں نوید خوش بیانی

جگر میں جوش مضمون موجزن ہے
دہن گرداب دریای سخن ہے

رہی کب تک ہوس یہ جوش دل میں
خدا سے لا رہا ہے جوش دل میں

جوانی مستیاں دکھلا رہی ہے
امنگوں پر طبیعت آ رہی ہے

اثر سے جلوہ گر حسن امل میں
عروس کامرانی ہے بغل میں

لب ساغر ہیں لب ساغر دہان ہے
زبان موج مے اپنی زبان ہے

بہار مدح پیدا ہے رقم سے
گل تعریف کھلتے ہیں قلم سے

ادب فرمای قصد دل ہے ہر دم
خیال مدحت سلطان عالم

شہ واجد علی ظل الہ ہے
طراز مسند صاحب کلاہ ہے

گل رنگین بہار آفرینش
نسیم سبزہ زار آفرینش

زیارتگاہ چشم اہل ادراک
فرشتے کی طرح ہر عیب سے پاک

زمین لکھنؤ فیض قدم سے
زیادہ عیش پرور ہے ارم سے

جبین سا ہے جو سنگ آستان پر
دماغ مدعا ہے آسمان پر

در دولتسرا وقف ملک ہے
زمین ہمپایۂ صحن فلک ہے

شجاعت قبلۂ نخوت پرستان
سخاوت دستگیر تنگدستان

عدو گر بطن مادر مین جگہ لے
بنے تابوت گہوارے سے پہلے

تصور مین اگر ہو تیغ افگن
اجل کو غصے سے بہی رحم دشمن

عتاب آلودہ گر چین جبین ہو
پریدہ رنگ روی شاہ چین ہو

یہانتک ریزش دست کرم ہے
گدا ہم رتبۂ فغفور و جم ہے

دم بخشش جو دیکھے صرف احسان
بڑہا ہے دست شل تصویر بیجان

جفا ایسی ہوا خواہ عدم ہے
ستم کا نام بہی لینا ستم ہے

حضور خسرو گرم جوش غضب سے
زبان شعلہ ہے لرزان دب سے

اگر شیشہ بہی کرتا ہے تو ٹہر
صدای الامان دیتا ہے ڈر کر

کوئی گر نام لے چنگیز خان کا
اتر جاتا ہے تیغ زبان کا

عدالت آشنا ہے طبع عالی
جہان ہے فتنۂ ظالم سے خالی

ہوئی رخصت دلون سے نامرادی
لبون پہ ہے مبارکباد شادی

طرب ہنگامہ آرای جگر ہے
تماشا وقف سامان نظر ہے

لیے پہرتا ہے ہر مست اس عمل مین
صراحی ہاتہ مین شیشہ بغل مین

نالۂ تسلیم

نہیں ہی کوئی دنیا میں جگر چاک
مگر ہاں کلکِ تسلیم الم ناک

ہوا خوارِ جفای دل افگار سے
غبارِ کوچۂ بی اعتبار سے

گرفتارِ بلا ہر چار سو سے
شکستہ دل فریبِ آرزو سے

برنگ شمع رکھتا ہی زبان لال
سکوتِ مدعا ہی عرضِ احوال

ادب ای کلکِ محوِ خود فروشے
نہیں لازم یہ شوخی گر مجوشے

ادا کر سجدۂ خدمت گزاری
بہت اچھی نہیں گستاخکاری

سر آغازِ ختمِ مدعا ہے
زبان منت کشِ حرفِ دعا ہے

خداوندا ہی جبتک زیبِ ہستی
زمین و آسمان کی اوج و پستی

تنِ دشمن رہی مدفون تہِ خاک
رہے سلطانِ عالم سر بر افلاک

بوصفِ مقبول الدولہ میرزا محمد مہدی علیخان بہادر قبول پایۂ سخن را باوجِ عرش ارتقا

جھکا ساغر سے سر جام و سبو کو
تسلی دون کہاں تک آرزو کو

اجازت ہو چکی پیرِ مغان سے
چکان ہے ابرِ رحمت آسمان سے

سخن میرا نہو کر بارِ خاطر
سناؤن کچھ تجھی اظہارِ خاطر

کہ اک دن حسرتِ پابوسِ استاد
ہوئی نشتر فروشِ جانِ ناشاد

سرِ دولت تمنا رہنما تھے
سعادت جلوہ بخشِ مدعا تھے

مسافت نی گوارا کی جو دوری
ہوا حاصل مجھی لطفِ حضوری

بجالایا میں آدابِ غلامی
ہوا ہم بزمِ استادِ گرامی

تمامی جمع تھی احباب و اغیار
سخن کا ہر طرف تھا گرم بازار

کوئی حافظ تھا شعر مصحفی کا
کوئے دیوانہ دیوان سودا

کوئی پڑھتا تھا نظم شوق باشوق
کسی کو تھا کلام ذوق ہی فوق

کوئے لایا ہوا تھا با دل و جان
جناب حضرت مومن کا ایمان

کسی کے لب پہ ناسخ کا سخن تھا
کسی جا شعر آتش شعلہ زن تھا

کہا ہمیں مہربان اشرف علی نے
ادا فہم رموز شاعری نے

نکالی کچھ بغل سے کہنہ اوراق
مشبک صورت دلہای عشاق

تمام اوس میں خلاف نکتہ دانی
لکھی تھی شاہ غزنین کی کہانی

سوا موزون کے وہ نادر فسانہ
نہ کہتا تھا بیان شاعرانہ

نیا مضمون تھا ویسا زبان میں
نہان یوسف تھا گرد کاروان میں

مکرر دیکھا افسانہ شوق
ہوا میں سر بسر دیوانہ شوق

دیا تاثیر نے نشتر جگر میں
وہ سامان پھر گیا میری نظر میں

جلا دل آتش حال وفا سے
اوٹھی لو شعلۂ داغ جفا سے

احبا محو بزم شعر خوانے
انیس جان یہان غم کی کہانے

اودھر تھا خندۂ ارباب محفل
ادھر تھا گریۂ بیتابی دل

اودھر تھا لب پہ ذکر حیات فانہ
ادھر دیتا تھا سوز دل زبانہ

فراموشی رہے کچھ دیر دمساز
کہ ناگہ دی مجھی ہاتف نے آواز

کہاں دلدادہ نازک خیالے
شہید شوخی مضمون عالے

تری دم سے سخن نعمت نشان ہے
زمین شعر تجھ سے آسمان ہے

بہ رنگ نقش پا افتادہ کیوں ہے
دل آزردہ جنون آمادہ کیون ہے

مجھے اب کاہشون سے کام کیا ہے
خیالِ گزارش ادا ہو گیا ہے

ملا ہے فقط دہانِ شکرِ سحبان
جنابِ میرزا محمد تقی خان

سریر آرای اقلیمِ معانی
خداوندِ جہانِ نکتہ دانی

سخن بخشِ جہان اُستاد جسکا
قبولِ عقلِ کل ارشاد جسکا

بلاغت زادۂ طبعِ رسا ہے
فصاحت گردِ راہِ مدعا ہے

جو نسبت دی زمین کو آسمان سے
سنبھلکے نکلے زبانِ دو جہان سے

لکھی گر وصفِ حسنِ ماہ پارہ
بنے ہر دائرہ چشمِ نظارہ

اگر فرصت تجھے چرخِ کہن دے
اسی کی نام سے بنیادِ سخن دے

یہ افسانہ جو تیری روبرو ہے
خلافِ اہلِ معنی گفتگو ہے

اسی حسنِ زبان دی پھر خدا را
نئی صورت سے رنگِ طبع دکھلا

بلندی دی ذرا اوجِ بیان کو
جلا دی جوہرِ تیغِ زبان کو

گزارش کی یہ مین نے سنکی ارشاد
کہ اے سرمایۂ لطفِ خداداد

تصوّر مین مری آتا ہے ایسا
شکوہِ دہلوی نے اسکو لکھا

پھر اسکے بعد با طرزِ دل آرا
ہوا انجھی نہلین خامہ فرسا

حیا سی وہ عروسانِ معانی
سدا مجھسے ہین گرمِ لنترانی

کبھی دیکھا نہین ہے سایہ اونکا
خدا جانے ہے کیا پیرایہ اونکا

یہی کچھ عذر کا میری سبب ہے
نہین ارشاد سے انکار کب ہے

سوا اسکی ہو جو ایسا نظر سے
بجا لاؤن دل و جان و جگر سے

کہا یہ فکر کیا ای بیخبر ہے
ہر اک کا طرز اپنے طرز پر ہے

بھکا شیشہ کہ چھلکی شوق کا جام
کسی کی پیروی سی تجھکو کیا کام

مگر ہان اصلِ مطلب مین کسی جا
کمی بیشی روا رکھنا نہ اصلا

بہر صورت ہوا جسوقت ناچار
لکھی بحرِ ہزج مین چند اشعار

فغانِ سوز جو کچھ یاد آئے
مصیبت آشنا تھا کہہ سنائے

بس اب لازم ہی اربابِ سخن کو
کہ جب دیکھین مری نقشِ کہن کو

نظر جس جا لڑی سہوِ قلم سے
بنا دین خامۂ جادو رقم سے

تمنا ہی کہ جای آفرین یاد
کرین مجکو دعای خیر سی یاد

یہان سی ہی فسونِ عشق آغاز
زبان و خامہ ہین آپس مین ہمراز

شانہ کشی مشاطۂ زبان بآرایش گیسوی داستان

کہو ہر دو ساقیِ فرخندہ پے سے
کہ پیمانہ مرا محتاج مے ہے

[illegible] کہ ہوا افسردہ ماتم
تنزل پای اوجِ نشۂ غم

بہت کبتک مئی گلگون سی انکار
شکستِ توبہ ہو جائی نہ بیزار

صرف ہی زندگی جام و سبو سے
مین گذرا آبرو سے آبرو سے

کہان پھر لطفِ کیفِ نوجوانی
غنیمت ہی کوئی دم زندگانی

کہین مثلِ خضر طولِ بقا ہی
کمندِ عمر ہر دم نارسا ہی

ہر اک سو ہی فریبِ خوابِ صیاد
کمینگاہِ جہان ہی دام آباد

کبھی یکسان نہین حالِ زمانہ
برنگِ زلف برہم ہی فسانہ

کہانتک ضبطِ مضمون کی گرانی
طبیعت گدگداتی ہی کہانی

سنا ہی یون کہ محمودِ جہاندار / بشکلِ بخت تہا اک رات بیدار
طبیعت پاک تہی فکرِ جہان سہی / لڑی تہی آنکہہ سقفِ آسمان سی
پسندِ طبع تنویرِ قمر سے تہے / ہر اک چشم کواکب پر نظر سے تہے
ادہی عالم مین وہ سرمایۂ ناز / ہوا یون دل کسی اپنی مشورت ساز
کہ سب مصروف ہین خوابِ عجب مین / بہرا ہی مدعا دامانِ شب مین
زمانی مین نہین کوئی خبردار / مگر یان جا بجا دلہای بیدار
پہرون تہا میانِ شہر و بازار / دلِ ہر بیخبر سی ہون خبردار
کہان ہی ماتمِ شامِ غریبی / کہان ہی شکرِ صبحِ خوش نصیبی
کہان گلبانگِ عشرت ہمنفس ہے / ہجومِ نالہ کسکا دادرس ہے
کہان ہی موقفِ لب خونناب دل / کہان بیتابیِ دل رقصِ بسمل
کہان ہی اشک ریزی پی دامان / کہان ہی غم سی شقِ گریبان
کہان ہی زحمتِ پیہم سی ہر دم / رگِ جان پر خراشِ نشترِ غم
کہان لطفِ فغان فرصت طلب ہے / کہان راحت کہان جوشِ غضب ہے
سرود و ساز سی ہی کون ہمچنگ / کسی ہی طالعِ ناساز سی جنگ
سمجہکر دل مین کچہہ ایسی ہی باتین / بہت سی سوچ لین پوشیدہ گہاتین
کسی پر تا نہو یہ راز افشا / لباسِ مشکفامی بر مین پہنا
بدل لی شکل مطلب کی طلب مین / کہ جیسے دن چہپی دامانِ شب مین
نظر آیا شہِ محمودِ ذی ہوش / مہِ کامل مگر بدلی مین روپوش
ہر جانب کی تماشی دیکہتا تہا / قدم سرگرمِ رہ بڑہتا تہا

خلافِ اقتضای آسمان ہے | کدھر جاتا ہی او غافل کہان ہے
کہا اوسنے مین کیا شہ نے گرفتار | کہا اوس سے کہ ای بیباک عیار
بتا تو کون ہی آیا کدھر سے | غرض رکھتا ہی کیا اس بام و در سے
پھرا کرتا ہی کیون راتون کو تنہا | کمندِ پُر گرہ سے واسطہ کیا
مقرر تو کوئی ہی دزدِ شبگیر | تجھی لازم ہی کرنا پابزنجیر
نظر آتا ہے مجھکو خلق آزار | سزای ناسزا کا ہی سزاوار
طمانچے مار کر روی جوان پر | چُھٹی گلبرگِ سوسن ارغوان پر
کبودی یون ہوئی عارض سے پیدا | دھوان ہو جسطرح شعلے سے لپٹا
یہ عالم دیکھکر وہ نوگرفتار | رہا حیران برنگِ نقشِ دیوار
خموشی نے لبون پر زہر کھایا | ہجومِ بیخودی نے آ ستایا
الم ایسا اثر پاشِ جگر تھا | کہ ہر دم حالِ دل نوعِ دگر تھا
عوض اشکون کی خونِ دل بہایا | کمالِ ضبط کیا کیا رنگ لایا
کہا تو کون ہی ای فتنہ ایجاد | مجھی دیتا ہی کیون تکلیفِ بیداد
خطا کیا ہی ہوئی کیا مجھسے تقصیر | مین ہون کسواسطے شایانِ تعزیر
غریب و بیکس و ناچار ہون مین | بلاکش ہون جگر افگار ہون مین
نظر آتا ہی کچھ نہ بیرحم و بیدرد | ستمگاری مین ہی تو یکہ و فرد
ستم ایجاد ہے بیدادگر ہے | کسی کے بیکسے پر کب نظر ہے
نہ لب ہین آشنا طرزِ فغان سے | نہ واقف ہی جگر دردِ نہان سے
نہ دل سے نازِ بیتابی اوٹھایا | نہ رخسارون پہ اشکِ گرم آیا

کہا شہ نے کہ ہون مین شحنۂ شہر
زمانے مین مرا مشہور ہے قہر

عدالت کا مری سنکر فسانہ
عدم آباد سے ہے جورِ زمانہ

نہین طاقت کہ حسبِ نازِ خوبان
دلِ عاشق سے ہون برگشتہ مژگان

نکلتا ہی زبان سے ہو کی شیرین
کلامِ تلخ معشوقانِ خودبین

چرائی رنگِ دستِ دلربا جو
کرون پامال مین وزدِ حنا کو

اگر ہو چور ناسورِ جگر مین
لگا دون آگ آبِ نیشتر مین

بلای جان ہوئی ہی تیری تقدیر
نہو گی کارگر اب کوئی تدبیر

مقرر ہے عدم او خانہ برباد
گلے تجھ سے ملے گی تیغِ جلاد

یہ سنکر وہ اسیرِ درد و حرمان
بجا لایا نواب کا شکرِ احسان

کہ تھا مین تشنۂ آبِ مرگِ ناگہانے
مگر کی چرخ تو نے مہربانے

مری بھی خون سے گل تک ای پر افسون
زمینِ قتل کہ ہو گی شفق گون

بیان گردشِ چرخِ ناموافق کا اور روانگی شہ طیار کی دستِ صیاد ق

پلا ساقی شرابِ آتشین جوش
کہ دل کو ہی ہوائی ماتمِ ہوش

سے ہے ہمدم لبِ پیمانہ اپنا
ہوا سے ہو گیا بیگانہ اپنا

بہت کچھ تھی تعلق جی کی جنجال
کیا الفت نے سب سے فارغ البال

کلامِ حضرتِ ناصح ہے بیجا
مین ہون رندِ خراباتی مجھی کیا

طبیعت پاک ہی ہر بیش و کم سے
نہین مطلب فریبِ عیش و غم سے

غرض جب دل مین سمجھا وہ پریشان
کہ ہون مثلِ شرر دم بھر کا مہمان

پہر آیا دل ہجوم درد و غم سی | جہکا سر بارِ احسانِ ستم سی
سنانِ درد نی چہیڑا جگر کو | ہوا رونا ہنسنے ہر چشمِ تر کو
یہانتک اشکِ غم شب کا لہو سی ٹپکے | کہ چہن کر رات بہر دامان سی اٹکے
تصور مین ہی کہتا تہا دل ریش | کہین بد ظن نہو یارِ وفا کیش
کہ ہوتا ہے گریبانِ صبر چاک | نہ آیا کیا سبب وہ عاشقِ پاک
بشکلِ بختِ خفتہ سو گیا وہ | کہین یا صورتِ دل کہو گیا وہ
کوئی یا اور شمعِ حسن پائی | بنا پروانہ تازہ لو لگائی
اوسی اب فرصت آنی کی نہین ہے | کسی جا شرط جانی کی نہین ہے
نہی معشوق سی پہلو ہی آباد | مری بہولی سی ہی آتی نہین یاد
عجب ہین کشمکش کی درمیان ہم | گرفتارِ عذابِ دو جہان ہون
کہ صدمے ہو یہان اشتیاقِ وداد | وہان زیبِ زبان ہو شکوۂ یار
یہان آخر ہو دم کی نوحہ خوانی | وہان ہو ابتدای بدگمانی
یہان ہو وجہِ ماتم لطفِ ہستی | وہان ہو تہمتِ بادہ پرستی
پسِ مردن ہی اس تیغِ ابد سی | مین چونکا اوٹہونگا آغوشِ لحد سی
یقین ہی سوزشِ دل ہی مری جا | لحد سی حشر کو اوٹہے گا شعلا
ہزارون خون شدہ ہین دل مین ارمان | نہین سینہ مگر گنجِ شہیدان
رہے گا تا ابد ماتم مین پر شور | لبِ نی سے زیادہ تر لبِ گور
نہ صورت کوئی دم دیکہی صنم کے | سحر ہونے نپائی شامِ غم کے
کسی کی ای فلک تقصیر کیا ہے | نصیبون سی مجہی اپنی گلا ہے

غرض وہ نازپروردِ مصیبت ۔ لگا کہنے کہ ای وجہِ آفت
فقط ہونی ہی ہی ننگِ طبعِ ناشاد ۔ مین ہون اس تہمتِ بیجا سی آزاد
نہین مین آشنا ہون حسنِ جفا کا ۔ نہین پامال اندازِ بلا کا
فلک ہان پھیر دی ہی مجھسے تقدیر ۔ کہ صحرا کو گیا تھا بہرِ نخچیر
پھرا دن بھر بیابانِ وحشت پر خار ۔ فریبِ شوقِ آہو مین گرفتار
کمند ہوا سطی لایا تہا ہمراہ ۔ نہ پہونچی ای شبگیر و بیگاہ
ہوئی جب ڈھلتی ڈھلتی شام مجھکو ۔ فراموشی ہوئے آرام و شب کو
ہر اک نقشِ قدم کی گرد ہر بار ۔ تصدق مین رہا مانندِ پرکار
پریشان پھرتی پھرتی چار سو سی ۔ دو چار آکر ہوا اس شہر کو سی
اجل نے راستہ ایسا بھلایا ۔ کہ پابوسِ مبارک کو مین آیا
یہی کچھ سرگذشت مدعا ہے ۔ یہی آفت زدہ دن کا ماجرا ہے
مجھی آزاد کر دے دو پہر کو ۔ کرون گا ناصیہ سائی سحر کو
پھرا اس دم شہ کو جوشِ تلطف سر ۔ قبولِ دل ہو منظور جب گر ہو
یہ سنکر ماجرا ای صلح پیوند ۔ کہا شہ نے فسونِ حیلہ تا چند
تعشق ہی آرزو مندِ رہائی ۔ مجھی ظاہر ہی تیری پارسائی
اگر تجھکو ہوس ہے مخلصی کی ۔ عوض اپنی ضمانت دی کسی کی
پتا پہلے بتا اپنے مکان کا ۔ نشان پھر دی کفیلِ مہربان کا
کہا جا ہی سکونت حسبِ دستور ۔ فلانی جا ہی اک مدت سی مشہور
یہان سی چل مری ہمراہ گھر کو ۔ وہان ضامن تجھی دونگا پدر کو

برای امتحان شہ ساقہ لیکر
جب آپونہچا قریبِ حلقۂ در

بلائے صورتِ دیوانہ زنجیر
کہا سوتا ہی یا بیدار او پیر

وہ نکلا اُسکی صحدرنج و محن سے
برنگِ روحِ افسردہ بدن سے

گلِ رخ ہو رہا تہا زعفرانی
خزان دیدہ تہا گلزارِ جوانی

سرشتِ پاک تہی صبحِ ازل کے
ابد سے تہے ابتدا طولِ امل کے

ادب سی اوسکو وقتِ خطِ کتابت
خضر لکہتی سدا حضرت سلامت

ولی تہا سرد مہری مین ہمالک
برادر خواندۂ ضحاک مالک

درِ دولتسرا کو جب گیا وا
زبان چپ سے آہستہ بولا

کہ ای یارانِ اندازِ وفائے
خداوندانِ شہ آشنائے

بہم تم کون ہو رکہتی ہو کیا نام
خلافِ وقت تمکو مجہسی کیا کام

مین ہمدم محو تہا یادِ خدا مین
جبین سا تہا جنابِ کبریا مین

تعلق سے طبیعت ایکسو تہے
خموشی ہمزبانِ گفتگو تہے

تجلی بخشِ دل نورِ قدم تہا
رگِ چشمِ کلیم اللہ دم تہا

بلایا کیون مجہی خلوتسرا سے
کرو آگاہ عرضِ مدعا سے

کہا سلطان نی اوس شمعِ سحر سی
خبر کچہہ ہی تجہی حالِ پسر سے

کیا ہی مین نی دزدی مین گرفتار
سحر کو ہوگا قربان سر دار

اگر ضامن ہو تو اِسکا سحر تک
مبارک ہو تجہی بیٹا سحر تک

نہین لیجاکے رکہون پا بزنجیر
کرون گا صبح کو کچہہ اور تدبیر

یہ سنکر ماجرا پیرِ کہن سال
لگا کہنے کہ ای مردِ خوش اقبال

طفیل خانمان برباد گشتہ | نکل جاتا تھا شب کو گھر سے باہر
سدا رہتا تھا مجھ خود پرست سے | جہان مین ایک ہی تھا ننگ ہستی
مری صحبت سے آتی تھی اسی عار | ہمیشہ پند سے رکھتا تھا انکار
ہوا ہی عاق یہ برگشتہ ایام | مجھے کیا اسکی قول و فعل سے کام
کہی بیٹا ہو دن مین تم سے یہ تکرار | کہ رہنا اسکی عیاری سے ہشیار
نہین مطلق خیال پاس دارے | کرو جو چاہو حد شرع جارے
سنی شہ نے حدیث پیر جس دم | ہوا تصویر کا حیرت سے عالم
کہ نفرت اسنے کی لخت جگر سے | چرائی آنکھ یون نور نظر سے
چلا لاحول پڑہتا اک طرف شاہ | جوان بھی صورت سایہ تھا ہمراہ
نہ اسنے لی دکھائے گرمجوشے | اوٹھائی لب نے احسان خموشے
لگے دامن کو تکنے دیدۂ تر | گریبان آشنا غم سے ہوا سر
نہ اسیر شوق دل نے اکتفا کے | بڑہی حسرت سوال مدعا کے
کشاکش سے ہوا اس دل کی ناچار | لگا کہنے کہ ای فرخندہ کردار
نگاہون مین پدر کی مین سراسر | بشکل طفل اشک تر ہون ابتر
مگر اک یار ہے دمساز میرا | انیس و ہمدم و ہمراز میرا
دلون مین صورت نقش تمنا | جگہ رکھتا ہی الفت سے سراپا
شرافت مین بہت عالی حسب ہے | گدا مشرب ملک زادہ لقب ہے
اگر وہ مجھکو یون دلگیر دیکھے | اسیر پنجۂ تقدیر دیکھے
عجب کیا ہی کہ وہ اہل مروت | بجا لائی بدل رسم ضمانت

جوان نی جو کہی اپنی ہوا مین | جگہہ دی شہ نی آغوشِ [illegible]
کہا یہ بھی سہی ای دزدِ عیار | نہین مجھکو وہان چلنی مین انکار
ابھی ہمراہ لیکر شاہ ناچار | ہوا جب آستان بوسِ [illegible]
نظر آئی عجب عشرت کی سامان | رہا نیرنگیِ گردون سی حیران
کہ ہی اک یارِ محوِ نغمۂ تار | گرفتارِ بلا ہی دوسرا یار
اودہر ہی غفلتِ جوشِ مئ ناب | اِدہر نشتر زنِ دیدہ رگِ خواب
وہان ہی ہاتہ وقفِ گردنِ دوست | یہان ہی آرزوی [illegible]
جوان نے حکمِ شاہِ بدگمان سے | پکارا اوسکو صد شور [illegible]
کہ ای یارِ جفا دشمن وفا دوست | شفیقِ لطف فرما [illegible]
ہوئی ہی آج مثلِ عقدۂ دل | خلل اندازِ راحت ایک مشکل
نہین ممکن سوا تیری رہا ہے | خدارا جلد کر مشکل [illegible]
شفاعت خواہ ہی بی اختیاری | بجالا ہو سکے جو شرطِ یاری
ملکزادہ صدای یار سنکر | چلا سیماب کی مانند مضطر
خمارِ مے سی چہرہ ارغوانے | بہر آ آنکھون مین کیفِ نوجوانی
اولبہتا نشہ مین پاؤن سی دامان | بسا بوی عروسی مین گریبان
تقاضای تمنا وقفِ حاصل | مئ حسرت سی خالی شیشۂ دل
لیی اک ہاتہ مین شمشیرِ عریان | جوابِ جلوۂ سیفی زبان
قریب آکر جوان کی رستہ [illegible] | پکارا اوسنے [illegible]
کیا کیون یار کو میری گرفتار | مگر ہے زندگی سی اپنی بیزار

تجھی تقدیر یون لائی ہی تیرے ‌ ‌ مری ہاتھون اجل آئی ہی تیرے
الہی آزاد کر قید گران سے ‌ ‌ نہین ہوتا ہی تو رخصت جہان سے
کہا شہ سے کہ ای مرد دلاور ‌ ‌ عبث ہی قہر مین جامی سی باہر
کہ ہون مین شحنۂ سرکار شاہی ‌ ‌ مجھی ہی خدمت عالم پناہی
پھرا کرتا ہون شبکو تا سحر مین ‌ ‌ ہر اک کوچی کی رکھتا ہون خبر مین
یہی ہی دزد شب آہنگ جہان گرد ‌ ‌ تو ضامن ہو اگر آتا ہی کچھ درد
سحر کو لونگا مین تجھسے اسی طرح ‌ ‌ نمانونگا کوئی حیلہ کسی طرح
ہوئی جب جہل کے آپس مین تقریر ‌ ‌ لگا کہنے جوان پا بزنجیر
کہا ای شمع شبستان محبت ‌ ‌ ہوا کیون باعث تکلیف حجت
نکر تو گفتگو جوش غضب سی ‌ ‌ حذر کر جرات ترک ادب سے
یہ ہی فرمان روای کشور شاہ ‌ ‌ اسی کا حکم ہی ماہی سی تا ماہ
ملکزادہ یہ سنکر با صد افسوس ‌ ‌ تملق سی ہوا شہ کا قدمبوس
بجا لایا تمامی شرط آداب ‌ ‌ بشکل خادمان خواجہ القاب
پس افسانۂ ابلہ فریبی ‌ ‌ کہا ای چارہ ساز بدنصیبی
یہ میرا یار ہے اسکو رہا کر ‌ ‌ جو کچھ ہو مجھسی پاداش خطا کر
کہا شہ نے نہین تجھسے سروکار ‌ ‌ فقط سرکار کا یہ ہے گنہگار
اگر ہی تجھکو پاس آشنائی ‌ ‌ تو ضامن ہو کہ ہو جس مین رہائی
ضمانت سی لیا آخر جوان کو ‌ ‌ کیا رخصت شہنشاہ جہان کو
بٹھایا گوشۂ خاص مکان مین ‌ ‌ نگارستان چین رشک جنان مین

بچھا کر مسند و قالین و سنجاب / لیا آراستہ اک جائے خواب
بہر صورت وہ محو غمگساری / رہا آمادہ خدمت گزاری
ملی جب رسم مہمانی سے فرصت / ہوئی آپس مین تنہائی کی صحبت
ملکزادے نے پوچھا اے برادر / پڑی افتاد کیا مجھسے بیان کر
ہوا کیونکر گرفتار غم تو / کہان جاتا تھا پابند ہوس تو
جوان نے روبروے یار دمساز / کیا یون نوحۂ دل اپنا آغاز
کہ اے یار جوان فرخندہ اختر / وزیر شاہ اک رکھتا ہے دختر
جو دیکھے شکل اوس نور خدا کے / زبان مشتاق ہو صل علی کی
اکیلی پا کے شب آغوش خالی / لپٹ جاتی ہے تصویر خیالی
زبان محو جواب لن ترانے / نظر ناآشناے مہر بانے
ستارون کو سمجھکر چشم بینا / نہین شب کو نکلتی ماہ سیما
چھپے حسن صفا کیا پیرہن سے / نظر آتی ہے شکل روح تن سے
نیا ہے شوق ناز و دلبرے کا / سراپا ہے اہی عالم پرے کا
لکھے گر خامہ وصف موے مشکین / ہر اک نقطہ ہو ناف آہوے چین
جبین نے زلفون سے کب ہے نور افشان / قریب صبح ہے شام غریبان
خم ابروے پیوستہ سے ہر دم / کھچے ہے تیغ بہر قتل عالم
جو دیکھے رنگ چشم سرمہ سا کا / کہے گر دم آہو ہے پیارا
کہان مژگان برگشتہ نمودار / کف دست دعا ہے بہر بیمار
کنار چشم دنبالہ کھچا ہے / لب آہو مین پا برگ گیا ہے

منور روز و شب رخسار دلخواہ — بشکل آفتاب و جلوۂ ماہ
کہوں کیا سرخی یاقوت لب میں — خیال بوسہ لایا ہی غضب میں
زبان کو شکوۂ قید سخن ہے — نگہبان خال ہی زندان دہن ہے
صفای دُرِّ دندان سی سراسر — زبان ہی آب گوہر میں شناور
اگر دیکھے گلوی جلوہ افگن — جھکالی ہر صراحی اپنی گردن
یہانتک ہیں نزاکت آفرین گوش — گران ہی اونکو عکس گوہر گوش
لکھوں گر وصف دست سیم جانان — قلم رنگین ہو مثل شاخ مرجان
دو پستان یا حباب بحر ہستی — شکم یا موجزن طوفان مستی
نہیں ہی ناف ہنگام تماشا — نظر آتا ہی عکس چشم بینا
خیال نازکی سے پیچ کھایا — کمر تک سایۂ گیسو نہ آیا
حنا کچھ پاون پہ ایسی بسی ہی — اوسی جنبش دیکھو قدمونسی لگی ہی
مری اوسکی ہی ربط عاشقانہ — جگر ہی تیر مژگان کا نشانہ
نہیں فرقت گوارا ایکدم کی — قسم ہی درمیان رنج والم کی
مگر رکھتے نہیں با نسبت گوہر — غبار الوث روی مدعا پر
برنگ طفل اشک آرزو ہم — نگہ رکھتے ہیں باہم باوضو ہم
کمند تاب دادہ شبکو اکثر — اوڑا لیجاتی تھی قصر پری پر
حضور حسن روی ماہ سیما — میں رہتا رات بھر محو تماشا
سوا اوسکی ہو گر کچھ اور منظور — مری آنکھیں ہوں یارب چشم بلبل
نگاہ عدو سے ہو گر کبھی چار — سدا آنکھہ مثل چشم یار بیمار

اگر سر کی چھوٹی ہوئی شوق مین بال
رہون مین زلف کی مانند پامال

ہوا ہو بی ادب اوس سی جو ہاتہ
برنگ شاخ بی بر قطع ہو ہاتہ

اگر بوسی کا لب کہتی ہو ارمان
رہین مثل جرس تا حشر نالان

رکھا ہو اوسکی زانو پہ اگر سر
نہ مجکو خشت بالین ہو میسر

ہوا ہون ساتہ گر زیب نہالی
ہلال آسا رہی آغوش خالی

مگر ہان پھر بلطف ہمزبانے
گوارا سب تہی جور آسمانے

پڑہا کرتی تہی وہ تا صبح قرآن
مرا تہا مصحف رخسار ایمان

جبین مین جب غبار سجدہ پایا
جگر کو خاک ہونا یاد آیا

وہ پڑہتی سورۂ واللیل جسدم
مین تکتا جانب گیسوی برخم

قضارا آج مجکو شحنۂ شاہ
ملا قرب مکان غیرت ماہ

سمجھکر دزد عیار و جفاکار
کیا بند سلاسل مین گرفتار

شعلہ افروزی شوق در آتشکدۂ سینۂ جوان و باز رفتن برای رخصت نزدیک جانان

کہان ہی ساقی وعدہ فراموش
وداع صبر دل ہی رخصت ہوش

پڑی ہی میکدی مین وہ خرابی
گلی مل مل کی روتی ہی گلابی

جدائی مین تری لبریز ساغر
نظر آتا ہے مثل دیدۂ تر

وفور گریہ سی حالت ردی ہی
گلوی شیشہ مین ہچکی بندہی ہی

تری فرقت مین دل خون ہو گیا ہی
کہان شیشہ بغل مین آبلا ہی

ملکزادی سی وہ دیوانۂ عشق
بیان جب کر چکا افسانۂ عشق

کہا ای غمگسارِ عاشقِ زار — مرا کل خاتمہ ہی آخرِ کار
حباب آسا ہی پر پیمانۂ عمر — فنا ہر وقت ہی تہ خانۂ عمر
خبر دیتا ہی امروزِ مصیبت — مری فردا ہی فردای قیامت
مجھی آوازِ مرغِ صبحدم کی — مبارکباد ہی شامِ عدم کی
کری گا عشق سر پر سایہ اپنا — دکھا ہی کی محبت پایہ اپنا
ہوای وصل مین میری بصد جوش — زمین مقتل کی ہی وا کردہ آغوش
کوئی دم مین عیان ہو گا سحرگاہ — طلب مجکو کری گا شحنۂ شاہ
میانِ قتلگہ تیغ دو دم سی — کری گا سر کو ہمصحبت قدم سی
مصیبت گریۂ زاری مین ہو گی — تمنا سینہ افگاری مین ہو گی
فغان و آہ سب بالین پر آکر — مری ماتم مین ہونگی خاک بر سر
گھڑی بھر کی لیی گر دی اجازت — مین اپنی یار سی ہو آؤن رخصت
نہین محشر مین اس شرم و وفا سی — رہین گی نیچی آنکھین دلربا سی
کہا اوسنی کہ ای یارِ دل افگار — نہین ہون مانع دیدارِ دلدار
ولی ہی خوف چینِ حیا جو سی — نہ جل جائی حصولِ آرزو سی
مبادا پھر کسی کا سامنا ہو — وہی زندان وہی زنجیرِ پا ہو
وہی ہو لطفِ ماتم رشکِ شادی — وہی جوشش مرادِ نامرادی
کہا پھر چارۂ و تدبیر کیا ہی — علاجِ کاوشِ تقدیر کیا ہی
اجل سی کم نہین تاخیر مجکو — ہر اک دم ہی دمِ شمشیر مجکو
مرادون کو نہ اسدم روک دل سی — ابھی آتا ہون مین اوس گل سی مل کی

شہِ خسرو زمینِ پشتِ رہوار
کھڑا سنتا تھا باہم قول اقرار

چلا وہ جس گھڑی با نالۂ و آہ
ہوا یہ سنکے برنگِ سایہ ہمراہ

رہِ مطلب مین بس تھا گرم رفتار
کفِ پای صبا تھی آبلہ دار

ہوا جب کوی جانان مین جبین سا
کیا بیتابیون سے حشر برپا

توکل کرکے سلطانِ ازل پر
کمندِ بیگرہ پہینکی محل پر

نہ فرصت دی ہجومِ آرزو نے
گیا خود گم خیالِ جستجو نے

رہے وہ حلقہای تاب دادہ
برنگِ زلفِ محبوبان فتادہ

شہنشہ ہی اوسی کی رہبری سی
ہوا لطفِ آشنا بامِ پری سی

ولیکن صورتِ تصویرِ بیجان
رہا اک گوشۂ خالی مین پنہان

میانِ شب پسِ دیوارِ خانہ
نظر کرتا ہی کیا سے شاہِ زمانہ

کہ مہتابی پہ ہی اک رشکِ مہتاب
خمار آلودۂ کیفِ شکرِ خواب

نزاکت مانعِ تکلیفِ تن ہے
ردای نورِ مہ سایہ فگن ہے

نظر آتی ہین وہ خوابیدہ مژگان
بہم لپٹی ہون جیسی دو پرّان

نہین بکھری ہوئی رخسار پر بال
شبِ غم سی عیان ہی صبحِ اقبال

جوان آکر قریبِ ماہ سیما
برابر شمع کے بالین پہ ٹھہرا

تصوّر مین یہی کہتا تھا ہر بار
فدای چشمِ خفتہ بختِ بیدار

بھرا آنکھونمین کیفِ جوشِ شب ہے
جگانا ایسی فتنے کا غضب ہے

ہوا مانع جو آدابِ تمنا
رہا ہنگامہ آرای تماشا

ولی جب دیکھتا کوتاہیِ شب
ٹپکتا لب سی پیہم جوشِ یارب

یہ کہتا ای فلک وقتِ کرم ہے | فغان غم بہت ہی رات کم ہی
مصیبت مین شریکِ حالِ مشکل | ہوئی آخر جراحت کاریِ دل
کہ ٹپکی روی گل پر مثلِ شبنم | سرشکِ گرمِ الفت آلودۂ غم
اثر آکر دردِ دل پر پکارا | ہوئی تکلیفِ بیداری گوارا
کہلی جب آنکہہ اوس رشکِ پری کے | ادا غمزی نی رسمِ کافری کی
نہ لایا تابِ چشمِ جاودانہ | ہوا تیرِ ادا کا دل نشانہ
گریبانِ صبوری ہو گیا چاک | لیا بیہوش ہوکر بوسۂ خاک
جوان کو دیکہکر طاقت فراموش | اوٹہی گہبرا کی وہ غارتگرِ ہوش
جو دیکہی شکل پامالِ جفا کے | نظر آئی عجب قدرت خدا کے
کہ ہی مجموعۂ خاطر پریشان | مکدر ہے برنگِ گردِ دامان
جنون اپنا اثر دکہلا رہا ہے | جو پیراہن ہی مشتاقِ قبا ہے
دلِ بیتاب ہی از خود رمیدہ | حواس و ہوش ہین دامن کشیدہ
جو پائی اوسنی بوی دامنِ یار | ہوا بیہوشیِ پیہم سے ہشیار
کہلین آخر پیِ دیدار آنکہین | ہوئین حسرت سی باہم چار آنکہین
پری پیکر برای پرسشِ حال | ہوئی یون جلوہ بخشِ شاہدِ قال
کہ ای تارہ بہارِ کامرانی | گلِ بیخارِ گلزارِ جوانی
یہ کیا عالم ہی تجہکو کیا ہوا ہے | یہ کیون بیوجہ رنگت و ہوا ہے
ہجومِ غم سے دل ناشاد کیون ہی | جگر آمادۂ فریاد کیون ہی
تجہی امن ہی کیون نفرت ہوئی ہی | گریبان گیر کیون وحشت ہوئی ہی

یہ کسکا طرزِ بیتاسنے خوش آیا ‏ یہ کسنے طائرِ بسمل بنایا

یہ کیسی داغ ہین رخ پر نمودار ‏ یہ پونہچا کسکے ہاتہون تجکو آزار

خداوندا تری آگی ہی فریاد ‏ تصدق بیکسون کا دی مری داد

یہ عارض جسکا دستِ جور ملچا ہی ‏ برنگِ پنجۂ خورشید جلچا ہی

ہوا نیلا یہ جس سی وہی رنگین ‏ وہ شل ہو ہاتہ مثلِ پای چوبین

کہا ای غمگسار و یار جانے ‏ کہون کیا طول ہی میری کہانی

گرا ہی طشتِ بدنامی فلک سی ‏ ملا ہی داغِ ناکامی فلک سی

ہوس مجکو نہ تہی تا بام لائے ‏ عبس کی تہمکل بنکر مرگ آئے

کیا بیرحم و ظالم نے گرفتار ‏ چلا لیکر مجھے مثلِ گنہکار

ضمانت سی ہوئی آخر رہائے ‏ پئے رخصت تمنا کہینچ لائے

بس اب کر دیکہلو گر دیکہنا ہو ‏ خدا جانی سحر کیوقت کیا ہو

چراغِ دامنِ صحرا بنا ہون ‏ کوئی دم مین ہوا خواہِ فنا ہون

وہ قطرہ ہون کہ مثلِ اشکِ حسرت ‏ سرِ مژگان سی ہو مشتاقِ رخصت

برنگِ نکہتِ گل جورِ خزان سے ‏ سفر کرتا ہون مین باغِ جہان سے

یہ سنکر اوس بتِ کافرادا نے ‏ قیامت ایک برپا کی سرہانے

ہجومِ اشک نے دریا بہائے ‏ فغان لب تک بہی خواہی کو آئے

نظر آئی کدورت یارِ خاطر ‏ اذیت ہو گئی غمخوارِ خاطر

ہزیمت لشکرِ عشرت نے پائی ‏ الم کی پہر گئی دل مین دُہائی

بڑہایا سلسلہ دیوانگی سے ‏ کمی کے خدمتِ فرزانگی سے

کیا ہاتھون نی میل جیب و دامان
مصیبت کی ہوئی پروا نکی ہان

کبھی گر التفات ہوش کرتے
پریشان سنبل گلپوشش کرتے

جوان سے نے دیکھکر آمادۂ شوق
کہا اوس سے کہ ای دلدادۂ شوق

تامل کر کہ مثل ابر تصویر
جہان ہی خواب نادیدہ کی تعبیر

جو اس عالم مین ہی جزا ہر دو پاک
مقرر جائیگا اکدن تہ خاک

برنگ بوی گل محو فنا ہے
شرر کی طرح آتش زیر پا ہے

حباب آسا ہی اس بحر فنا مین
جگہہ پائی ہی آخر ش بلا مین

ثبات بی ثباتی ہر کہین ہے
یہ منزل جای آسائش نہین ہے

یہی مدت سی ہی رسم زمانہ
کوئی آگے کوئی پیچھے روانہ

مرا بھی وقت رخصت جبکہ آیا
اجل کو اک بہانہ ڈھونڈلا یا

شب ماتم کا میری غم نکر تو
خدا ہی دو جہان پہ رکہہ نظر تو

نہی قسمت کہ ننگ ہمت عشق
ہوا قربان کوی حضرت عشق

فراز دار ہی عاشق کو معراج
اسی کی راہ سی ہین یہ لوگ محتاج

عروج پایۂ الفت یہی ہے
یہی ہی باعث عزت یہی ہے

اسی سی قصۂ مجنون ہی مشہور
کیا گویا اسے نے خون منصور

پس دلداری یار وفا کار
ہوا یون حرف زن وہ سینہ افگار

کہ اوٹھہ او اختر برج نکوئی
فروغ مہر چرخ ماہروئی

پڑا ہین اب چند ساعت ہم جگر چاک
سعادت زا کلام ایزد پاک

معاذ اللہ کہ ذکر این و آن سے
ہوئی غافل خدا او جہان سے

غرض خلوت میں جو دونوں تھے پرارمان | بہم بیٹھی ہوئی پڑھتی تھی قرآن
کہ اتنے میں بجی نوبت گجر کے | لگی آنے ندا مرغ سحر کے
قضا سے مثل اوراق تمنا | حجاب شب رخ عالم سے اولٹا
موذن نے فغانہائے اذان سے | جگایا شاہ کو خواب گران سے
نظر آئی نہ وہ شب کی سیاہی | ہوئی رخصت صبا کی گوہر شاہی
جوان وہ سنتی ہی نوبت کی آواز | ہوا یون شاہد مطلب سے دمساز
کہ اے نور نگاہ چشم عالم | مری رخصت مبارک ہو بصد غم
بس اب میں چھوڑتا ہوں آستانکو | تجھے سونپا خدای مہربان کو
یہ سنکر گفتگو شوریدہ سر سے | برنگ آرزو لپٹے جگر سے
لگی رونے وہ پامال تمنا | بنائی چین دامن موج دریا
کہا اے میہمان جان بیداد | مراد خاطر چرخ ستم زاد
شہادت تیری قسمت مین لکھی تھے | ندامت میری قسمت مین لکھی تھے
کہ میں زندہ رہوں تو حیف مرجائے | وفاداروں میں شہرت اپنی کرجائے
ہوائے جانفشانی کی ہوا ہے | کروں کیا بیکسی زنجیر پا ہے
نہ اس دم راز دل مجھسے نہان کر | جو کچھ تجکو تمنا ہو بیان کر
بہرصورت میں ہوں تیری پرستار | نہیں ہے کچھ بجالانے میں انکار
یہی غم ہے کہ میری روبرو سے | چلا ہے تو پشیمان آرزو سے
عدم میں دیکھکر سب تجکو ناشاد | کہیں سگے یہ کوئی ہے حسرت آباد
ہوائے وصل اگر عشرت طلب ہے | حجاب آرزو داماں شب ہے

* [illegible] *

ولی ہی ننگِ وضعِ پاکبازے | کہ لین ہم تہمتِ عشقِ مجازے
قیامت کو اگر ایجان جیین گے | شرابِ وصل جنت مین پیین گے
کہاں ای ستاہرِ یکتائی عصمت | نہیں ای دیدۂ لیلائی عصمت
خیال آتا ہی کیا آدم کی خاطر | کرون مین پیرویِ نفس کیا [illegible]
نہین اندیشہ چشمِ این و آن کا | مجھی ڈر ہی خداوندِ جہان کا
کہ آگے جسکے رازِ دل ہمارا | برابر ہی نہان و آشکارا
مگر ہان بہرِ تسکینِ دلِ زار | تجھی دیتا ہون اک تکلیف ای یار
کہ آخر بہرِ استقبالِ بیداد | سحر کو ہونگا مین پابوسِ جلاد
ہجومِ جن و انسان و ملک سی | زمین چھپ جائیگی چشمِ فلک سے
اگر تو بھی کسی صورت سی تنہا | وہان ہو ایک ساعت جادہ فرما
عجب کیا شادیِ دیدار اوس دم | بہلا دی دل سی یادِ کاوشِ غم
بہل جاؤن تہِ خنجر مین ناشاد | نہ دیکھون بیکسانہ رویِ جلاد
مناسب ہی مگر ای یار جانے | بتادی کچھہ مجھی اپنی نشانے
کہاں تن پر سیہ پوشاک ہوگی | الم سی شکل وحشتناک ہوگی
شہنشہ لبس بشانِ صبح پاسکے | ہوا راہی طرف دولتسرا اسکے
جوان ہی بعدِ رخصت بادلِ زار | ہوا داخل بہ ایوانِ خانۂ یار
جو کچھہ تھی سرگذشتِ غم وہان کی | ملکزادی سی سب اسنی بیان کی

رفتنِ عاشقِ شوق بجانبِ قتلگاہ و گم شدنِ او بحکمِ خدا و غیرتِ ماہ

پلا ساقی شرابِ جانفشانی | قریب شب ہی روزِ زندگانی
حدیثِ نوحہ افزا روبرو ہے | عزا آمیز رمزِ گفتگو ہے
بھری ہین ولولی دل مین الم کی | بہت کچھ حوصلی باقی ہین غم کی
پریشانی اثر ہی شادمانے | اجل تعبیر ہی خوابِ جوانے
تماز نشۂ وحشت ہی سر مین | جنون آمیز ہی دردِ جگر مین
فراغِ جان ہوئی ہی پا مین زنجیر | سرِ آغاز ہی اتمام تاثیر
گریبان کو تمنا چاک سے ہے | سرِ عریان کو رغبت خاک کی ہے
رقم کرتا ہون حالِ رنج افزا | کہ قصہ ہی فراقِ جسم و جان کا
شبِ عشرت ہوئی روپوش جسدم | نمایان کی فلک نی صبحِ ماتم
سحر کو وہ شہِ ظلِ الٰہی | ہوا زینت فزای تختِ شاہی
ادب سی بختِ دولت سر جھکائی | حضوری مین قدمبوسی کو آئی
دعا عمرِ ابد کی کی فلک سے | کیا وردِ زبان آمین ملک نے
کھڑی ہر چار سو تھی حسبِ دستور | امیر و بخشی و دیوان و دستور
کہ اس مین پاسبانِ شہر آیا | پی تعلیم سر اوسنی جھکایا
نگہ کی شہ نی چشمِ رمزدان سے | کیا آگہ اوسے رازِ نہان سے
کہ جا سمتِ ملک زادہ اسیدم | مری جانب سی پونہچا حکم محکم
کہ حاضر در دشبکو کر شتابے | نہین ہوگا گرفتارِ تعب سے
یہ سنکر حکم سلطانِ یگانہ | ہوا شہرِ مطالب کو روانہ
کہون کیا تیز رفتاری مین کیا تھا | سوارِ توسنِ بادِ صبا تھا

روا رو مثلِ برقِ شعلہ رفتار ہوا ہمخانۂ یارِ ضمانتدار
جو سوداگر پسر نے رات ساری بسر کی تھی میانِ آہ و زاری
کیا واماندگی نے دل کو بیتاب ہوا وقتِ سحر شرمندۂ خواب
مگر بیدار یارِ مہربان تھا بحسرت دیکھتا شکلِ جوان تھا
کہا ہاں واقعی میں ہوں گنہگار مجھے لیچل جہاں ہو حکمِ سرکار
یہ سنکر شحنۂ سلطانِ ذیجاہ چلا لیکر اُس آزادی کو ہمراہ
زبس تھا ازدحامِ خلق سر پر ہر اک کوچہ ہوا آغوشِ محشر
یہانتک شور و غل نے سر اوٹھایا جوان کو خوابِ راحت سے جگایا
ہوا معلوم اوسکو آخرِ کار وہی ہے فتنۂ خوابیدہ بیدار
عسس کے روبرو آکر وہ ناشاد لگا کہنے کہ اے سرمایۂ داد
پریشاں ہے دیکھکر یہ حال میرا مروت سے فقط ضامن ہوا تھا
مقصر ہوں آپ میں اپنی خطا کا اسے کرتا ہے کیوں مورد جفا کا
عسس نے دیکھکر دونوں کو ہمدم کیا وابستۂ زنجیر باہم
کہ بیتابی سے ہیں جانے کو طیار نہیں معلوم کیا باہم ہیں اسرار
ہوس کہتی ہیں کیوں لمیں وہاں کی غرض کیا اسنے ہی شاہِ جہاں کی
ادب سے ہے مانعِ انکار کسکا عدوِ صبر ہے اقرار کسکا
یہ کیوں دامن کشِ اہلِ جفا ہیں الم سے کیوں یہ راحت آشنا ہیں
تقاضائے دلِ ناشاد کیوں ہے ہوائے لذتِ فریاد کیوں ہے
غرض چرخِ ستمگر کے ستائے حضورِ حضرتِ سلطان جب آئے

غرض یعنی ن بہرِ حکمِ رسمِ تعزیہ — ہوا شاہ کشتۂ گیسوئے تقدیر

کہ حاسد ہین یہ دونون خانہ برباد — بجا لاؤن انہین جو کچھ ہوا ارشاد

کہا یجا سو مقتل جوان کو — رہا کر جلد یارہ ہمرہان کو

ملک زادہ ہوا آزاد خاطر — چلا مقتل کو یہ ناشاد خاطر

ہر اک کو اسکی معصومی کا غم تھا — جگر صد چاک دل محوِ الم تھا

یہی کرتی تھی باہم لوگ تکرار — کہ یارب کون ہی تازہ گرفتار

یکس پر آسمانِ غم ہی ٹوٹا — مصیبت نی یہ کسکی گھر کو لوٹا

کمی کی کسکی بختِ نارسا نے — چلی لی کر اجل کسکو ستانے

نظر سے انتہا جسنے جفا کے — اجابت آشنا ہو کر دعا کے

کبھی کہتا کوئی چرخِ کہن سے — نہ آیا باز تو اپنے چلن سے

وہی رسمِ جفا اندیشگی کے — وہی آخر عداوت پیشگی کے

کوئی کہتا گرفتاری بجا ہے — خرد بیگانہ وحشت آشنا ہے

یہی تھی ہر طرف چرچی کہ ناگاہ — ہوا پیدا جوان اک غیرتِ ماہ

سوار و اسپ خوش و تیز رفتار — بسانِ ہوشِ عاشق جلوۂ یار

سمندِ شوق کی چھوٹی ہوئی باگ — محبت کی جگر مین شعلہ زن آگ

سیہ پوشاک پہنی ہی بغل مین — کہ جیسے زہرہ آغوشِ زحل مین

پڑا کر اپنی رخشِ ہوش عنان کو — دکھائی شکلِ یارِ نوجوان کو

ملین جب حسرت آلودہ نگاہین — ہوئین رخصت جگر سی سرد آہین

ترشح تھا کہ رشتہ ما شوقِ دیدار — نگاہین تھین کشاکش مین گرفتار

بیان کرتی تھی رازِ دل اشارے
زبانِ حال تھی گویا نظارے

امنگیں خاطرِ ناشاد میں تھیں
تمنائیں مبارکباد میں تھیں

خوشی سی کیا کہوں عالم جوان کا
سراپا نار بردارِ تمنا

عجب کچھ محوِ دیدِ خلق تھا
نہ پاس جان نہ سودائی اجل تھا

ہوا ہی خاطرِ پر آرزو سے
کھڑا تھا لو لگائی شمع رو سے

کہ اسمیں دیکھکر وہ شاہِ عالم
لگا کہنے کہ او دستورِ اعظم

نظر کر وہ میانِ خلق خاموش
کھڑا ہی اک جوانِ ماتمی پوش

اسی قیدی کو ہر دم دیکھتا ہے
بتا یہ کون ہی کیا ماجرا ہے

یہ سنکر حکمِ سلطانِ جہاندار
کیا پیکِ نظر کو گرم رفتار

نگہ بس دیکھتی ہی شوکتِ حسن
ہوئی محوِ فریبِ حیرتِ حسن

لباسِ مرد میں دیکھا حسین کو
نہ پہچانا جوانِ نازنین کو

مگر کی عقل نی پیدا رسائی
جو کچھ تھی شکلِ مطلب دیکھ آئی

پسِ دیوار اک دستورِ یگانہ
لگا کہنے کہ ای شاہِ زمانہ

مقرر یہ جوانِ چست و چالاک
مری بیٹی ہی ننگِ گوہرِ پاک

یہ چھپکر دیدۂ مادر پدر سے
تماشا دیکھنے آئی ہی گھر سے

کہا شہ نے کہ ای دستورِ ذیجاہ
حقیقت سے میں ہوں دونوں کی آگاہ

بہم رکھتے ہیں یہ آشفتہ حالت
برنگِ بلبل و گل پاک الفت

میانِ سیلِ عصیاں مثلِ گوہر
سرِ رشتہ نہیں ابتک ہوا تر

حیا سی گو نہ لائیں کچھ زبان تک
مگر یہ پاکدامانی کہاں تک

تری وہ دختر حسن آفریدہ
مرا یہ طفل جانے نور دیدہ

بہ طرز شوکت شاہانہ اسدم
شتابی عقد کر دی انکا باہم

یہ سنکر گفتگوی شاہ والا
توقف ایکدم جائز نہ رکھا

اوسی ساعت بلا کر اہل تنجیم
دکھائی سعد و نحس از راہ تقویم

ملا کر زایچہ نیک اختری سے
کیا عقد جوان شاہ پری سے

لگی رہنی وہ دونوں بادل شاد
میان عیش و عشرت حبل آباد

در بیان خاتمۂ کتاب و وجہ تسمیہ

پلا ساقی شراب جام حسرت
کہ ہون خلعت سی اب مشتاق رخصت

جو تو نے شیشہ و ساغر اوٹھایا
مجھے قول غنیمت یاد آیا

بیا ساقی بیا ای قبلۂ شوق
کہ دور آخر شد و باقیست این ذوق

طبیعت جوش پر آتی نہ پائے
عروج فکر دکھلاتی نہ پائے

سخن سے التفات صفحہ کم کے
قلم کو رہ گئی حسرت رقم کے

نہ نکلا حوصلہ اپنی زبان کا
قلق ہے دلکو انجام بیان کا

احبا نے کہا ہنگام اتمام
کہ اسکا نالۂ تسلیم رکھ نام

یہانتک یہ پسند طبع آیا
کہ گویا دل سی میری نقل پایا

زیادہ تر نہ اسمین پہر ہوس کے
اسی پر جستجوی شوق بس کے

ہوا ہاتف سی بہر سال ارشاد
قبول خاطر ارباب فن باد

قطعۂ تاریخ تمامی تصنیف از مولانا استاذنا جناب مرزا محمد اصغر علیخان نسیم دہلوی

چون نظم نمود این فسانہ	تازہ گل من زباغ تعلیم
گفتند نسیم سال تصنیف	قربان بجمال نظم تسلیم

۱۲۶۹ھ

قطعۂ تاریخ ختم طبع زاد منشی اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف

بتوفیق خدا چون این فسانہ	ز طرز نو بلند آوازگی یافت
بگفت اشرف پی تاریخ ختمش	کہن افسانہ سیاز تازگی یافت

۱۲۶۹ھ

رشک گلزار ہمیشہ بہار مثنوی تاریخ ریختۂ خامۂ جادو نگار عبد اللہ خان صاحب مہر

بیلبلی کہ فیض اوستادم	چشاند بادۂ مضمون بہ مادم
انیس خلوت معنی نگاران	جلیس مجلس شعری شعاران
شراب شوق پیما عشق تعلیم	خراب ذوق امیر اللہ تسلیم
ز نغمہ زد نالہ تسلیم بشنو	کہن افسانہ دارد جلوۂ نو
بشوق دیدنش چشم گہر چید	شنیدن ادلم تاراج گردید
بمضمون جگر خا گشت دل خون	چسان گویم فسانہ بلکہ افسون
پی تاریخ تصنیفش تمنا	بدل افزود شوق خواندنش را
نوشتہ مہر سال ہجری جان درد	جگر زا نالۂ تسلیم پرورد

۱۲۶۹ھ

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان
مطبع منشی نولکشور میں طبع ہو کر مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اجازت او خیالِ قاصدِ دل
کہ آپونچا دمِ تکلیفِ مشکل

طبیعت پھر مری کچھ ناز پر ہے
کوئی مطلب مگر آغاز پر ہے

مضامین لپٹے ہین فکرِ رسا سی
زبان جنبش مین ہی حمدِ خدا سی

بنایا جسنی کن سی دو جہان کو
کیا پیدا زمین و آسمان کو

مہ و خورشید و سایہ کو فلک وار
سکھایا بی قدم اندازِ رفتار

طلسمی کارخانہ اک بنا کے
نظر سی چھپ رہا صورت دکھا کے

بلند و پست سب اوسنے بنایا
عدم سی عالمِ ہستی مین لایا

جہان مین اہلِ بینش کی عجب کو
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو

کیا پیدا نشان ہر بی نشان کا
دکھایا رنگ نیرنگِ جہان کا

دیا سامانِ ستانا کسیکو
بنایا خاکِ ویرانہ کسیکو

کسی کو عشق کی لذت عطا کی
سزا دیتی رہی اندوہنا کی

دکھائی جلوہ ہای حسنِ خوبان
بنایا صورتِ آئینہ حیران

چھپائی سیکڑون جلوون کو کہا کی
مثالین صورتین کیا کیا بنا کے

نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

تماشا دوست یار خود نما ہے
تصور بن کے پھرتا جا بجا ہے

کہین شوکت ہی شان انبیا کی
کہین عظمت ہی ذکر اولیا کی

کہین ہی ہمت اخوان یوسف
کہین ہی عصمت دامان یوسف

شرار شعلہ افزا ہی کہین وہ
ادیب ہوش موسی ہی کہین وہ

کہین ہی التماس شوق دیدار
کہین ہی محرم اسرار انکار

کہین طالب کہین مطلوب ہی وہ
غرض ہر رنگ مین کچھ عجب ہی وہ

سنبھل اے سرخوش پیمانۂ شوق
خراب بادۂ خمخانۂ شوق

زیادہ تر نہ دی رخصت قلم کو
می وحدت کی بدلی کھینچ دم کو

کہان تک ایک سی آہنگ فریاد
بدل اب اور کوئی رنگ فریاد

ملک مشتاق ہین حرف دعا کی
فلک پر بھیج تحفے التجا کے

مناجات عاشقانہ

الٰہی دے کوئی دل سر بسر جوش
برنگ زخم خندان غم فراموش

ہمیشہ سایۂ خنجر مین تڑپی
اگر محشر بھی ہو محشر مین تڑپی

وہ دل ہو جو ستم کو ناز سمجھے
وہ دل ہو سوز کو جو ساز سمجھے

سدا ناکامیون سے کام رکھے
جو نکلی کام کوئی نام رکھے

ہنسے رسوائی حال زبون پر
بہائے اشک تدبیر جنون پر

بنی موجِ ہوای پایمالے | سنی زنجیر کی ہرزہ خیالے
جنون انگیز وہ سامان نہ کہائے | خیالِ پاکِ مجنون مین نہ آئے
نہو پامال غم کی سرکشی سے | اوٹہائی نازِ دشمن ہی خوشی سے
رہی ونرات خود دیوانہ اپنا | برنگِ شعلہ ہو پروانہ اپنا
نہ ہم آغوش ہو جانان سی اپنی | پشیمان ہی رہی ارمان سی اپنی
بڑہی گریہ بجہائی چشمِ تر کی | قسم کہائی سرِ داغِ جگر کی
منائی شادیان رنج و محن سے | اوٹہائی عیشِ نو داغِ کہن سے
نہو کاملِ مذاقِ تلخکامی | رہی ہر مدعا مین ناتمامی
حباب آسا طلسمِ یک نظر ہو | کہ اپنی جنبشِ دامان سی ڈر ہو
دکہائی اضطرابِ وقتِ مشکل | رہی سینہ سدا آغوشِ بسمل
ترقیخواہِ تکلیفِ جفا ہو | بلاگردانِ سامانِ قضا ہو
نہین بس آشنا اسیر بہی خاطر | لبِ مضمون سی ہی کچھ اور ظاہر
اجل ہو مہربان دشمن کی بدلی | کفن مجکو ملی دامن کی بدلی
برنگِ شمعِ کشتہ بعدِ مردن | بنی فانوسِ تن آغوشِ مدفن
لحد سی اوٹہکی ہی مضطر بنون مین | غبارِ عرصۂ محشر بنون مین
نہ آنکھون مین نشانِ خواب دیکھون | اگر دیکھون کبہی تو آب دیکھون
رہی سر پر ہجومِ مہ جبینان | سنون ہر دم تقاضای حسینان
نہون شاکی مری ہمراز مجہسی | رہین راضی نیاز و ناز مجہسی
رگِ سودا جنون مین خون کو ترسی | سنی طعنے زبانِ نیشتر سے

گرین لخت جگر آنکھون سی باہر — برنگ اشک بلبل پھول ہوکر
نہ چھوٹی مجھسی تا انجام ہستے — بشکل آینہ صورت پرستے
نہ دیکھون شکل ارباب ریا کے — حریص خرقہ مشتاق عبا کے
عمامہ قہر ہو جبہ بلا ہو — درازی ریش کی عرض دعا ہو
رہون زندہ تمنای قضا سے — امید یاس ہو حرف دعا سے
کبھی پیدا کرون ابرو کی صورت — پریشان دل رہون گیسو کی صورت
رہی مثل گریبان چاک دامن — پھرون تا عمر ہستی پاک دامن
کری دامان صحرا سر پرستی — دکھائی مستیان ویرانہ مستی
قیامت لائی سر پر داغ سودا — بنی خورشید محشر داغ سودا
مرون تیور اگر بدلین الم کے — رکی سینی مین دم رکنی سی غم کے
شفای دل ہو بیتابی کا آزار — شکیبائی رہی صورت سی بیزار
اجل سامان شادی کا سبب ہو — صف ماتم صف بزم طرب ہو
پشیمان چارہ گر بالین سی اوٹھی — مسیحا چشم تر بالین سی اوٹھی
نکل جائین سب ارمان روح و تن کے — اجل آئی مری معشوق بن کے
رہین نا آشنا لب مدعا سے — زبان ہو گنگ حرف التجا سے
بنون اپنی شکست دل کی آواز — رہی مجھپر ہی میرا حشر تک ناز
بڑہین رتبی یہ جنس سرسری کی — اوٹھاؤن ناز قحط مشتری کے
یہانتک کاہش تن مہربان ہو — کہ میری یاد بھی خواب گمان ہو
کمال بی نشانی جب دکھاؤن — تصور کی تصور مین نہ آؤن

پہنچون جس وقت مثلِ نکہتِ گل
بنی مدفن تریارت گاہِ بلبل

ہوا جنت کی دون میلِ نظر سے
لپٹ کر دامنِ خیمہ لہ شہر سی

نہون رسوائی بازارِ قیامت
نہ لون احسانِ سودائی ملامت

سیہ کاری قبولِ لم یزل ہو
لباسِ کعبہ طاعت عمل ہو

بس اے تسلیم کب تک جوشِ مستی
کہانتک شیوۂ مطلب پرستی

کمی کر شوق کی عرضِ التجا مین
گرہ دے طولِ زلفِ مدعا مین

زبان نعتِ سلطانِ امم ہے
سرِ خامہ پہ تسلیم خم ہے

زبان ہے مائلِ ذکرِ پیمبر
دہن ہے حلقۂ گرداب کوثر

نعت جناب سید المرسلین خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ادھر آ اے خیالِ پاک دامان
تکلف ہو چکا تکلیفِ احسان

ادب نے اور ہی جلوہ دکھایا
چراغِ ہوش کو خاموش پایا

خدا ارزش مضمونِ روشن
کہ پھیلائی ہوئی ہین حرف دامن

مبارکباد نعتِ مصطفیٰ ہے
زبان پر نغمۂ صلِّ علیٰ ہے

سکھایا جسنے ہمکو دینِ اسلام
سنائے امر و نہی حق کے پیغام

زمین و آسمان زیرِ قدم ہے
شبِ معراج سیرِ نیم دم ہے

یہانتک فرد یکتائی مین پایا
کہ سایہ بھی نہ پابوسی کو آیا

ہوئی کافر سے جب اعجاز خواہی
بتون نے دی نبوت کی گواہی

احد نے میم احمد کو ازل مین
عنایت کی جگہہ دل کی بغل مین

لکھوں کیا فرق ذاتِ کبریا ئے
نہیں گنجائشِ حمدِ خدا ئے

نہ کہون ہون بی طفیلِ شوق بیحد
نیازِ کبریا نامِ محمد

بی بخشش اگر ایسا فقط ہو
بلاغت نامۂ عصیان غلط ہو

فقیری مین دیا شاہون کو انعام
پڑھا ہر علم بی تفہیمِ افہام

فدا ایسے سببِ سبب کے
تصدق عالمِ اُمّی لقب کے

خدارا ای شہنشاہِ دل افروز
ادھر بھی یک نگاہ معصیت سوز

بہت کچھ ہو چکی غفلت پناہی
بہت دیکھا عتابِ کم نگاہی

یہانتک جوشِ محرومی عیان ہے
کہ مجھسے بدگمان میرا گمان ہے

سوادِ مردمِ چشمِ بتان ہون
سویدای دلِ ہندوستان ہون

عروسِ یاس ہم آغوشِ دل ہے
مری امید مجھسے منفعل ہے

ہوس ہی روضۂ انور کو دیکھون
جبین آستان پر سر کو دیکھون

طوافِ مرقدِ شاہِ نجف ہو
غمِ ناکامیِ دل بر طرف ہو

بناؤن توتیای چشمِ بیخواب
غبارِ آستانِ پاکِ اصحاب

خصوصًا جان نثارانِ پیمبر
ابوبکر و عمر عثمان و حیدر

سببِ تالیفِ کتاب

پہونچ ساقی کہ وقتِ نوش آیا
تری غفلت سی مجکو ہوش آیا

سبو ساغر اوٹھا بھر تلا سے
زبانِ شکوہ دھوئی آبِ صبا سے

سنبھالون خاطرِ پر جوش کو مین
کرون گویا لبِ خاموش کو مین

کہ اکدن اتفاقاتِ جہان سے
ملی فرصت جفای آسمان سے

تسلی کا ہوا جب مست جگر پہ ۔ ہوا بہ اشک حسرت کی چشم تر پہ

عدم کی راہ کی رنج و تعب نی ۔ مبارکباد دی عیش و طرب نی

دل آسودہ مثل اہل ادراک ۔ ہوا مصروف سیر عالم پاک

بشکل روح ادریس و مسیحا ۔ تماشائے ہوا نور قدم کا

ہوئی پیدا اثر حسن شگون کے ۔ کھلے دروازے قصر نیلگون کے

کبھی جبریل کا ہم آشیان تھا ۔ کبھی عنقای وحشت لامکان تھا

کبھی روحانیون سی ساز کرتا ۔ کبھی قسمت پہ اپنی ناز کرتا

کبھی تھا عالم حیرت مین خاموش ۔ بشکل طوطی و ستان فراموش

در معنی پہ آیا جب بہ تکریم ۔ ادب سی کی سخن نی عرض تسلیم

جگہہ دی مسند عزت اثر پہ ۔ قدم چومی ہوا قربان سر پہ

پس عرض نیاز و دستانہ ۔ لگا کہنے کہ ای فخر زمانہ

گل تازہ بہار نکتہ دانی ۔ چمن پیرای فردوس معانی

اجازت ہو تو خدمت مین زبانی ۔ کرون ظاہر کچہہ اپنی خستہ جانی

کہون افسانۂ بیتابی دل ۔ سناؤن داستان قصۂ مشکل

سراپا مثل نی درد آشنا ہون ۔ رہی ہون آپ سی تم سی جدا ہون

کہا دل نی مری تقصیر کیا ہے ۔ جو کہتے ہو کہو تاخیر کیا ہے

کہا جو اہل فن گذرا جہان مین ۔ کیا سکہ روان اپنا جہان مین

لکھا ہر ایک نی مدح و فسانہ ۔ بنایا مجکو ممتاز زمانہ

مگر قربان اس نخل زبان کے ۔ کہ تم قارون بنی نقد بیان کے

لگا کر قفلِ خاموشی دہن مین
چھپا یا جیتی ہی مجھکو کفن مین

کہا دل نی سخن ہی سچ ہی یہ بات
مگر مین کیا کرون ہیہات ہیہات

زمانی مین یہ قحطِ قدردان ہے
کہ مجھکو بات بھی کرنا گران ہے

طبیعت ہٹ گئی شعر و سخن سے
تنفر ہو گیا اظہارِ فن سے

بنا کر حسنِ طلب این و آن کو
کرون آلودہ کیا اپنی زبان کو

ملیگا جب کوئی ممدوح ذیجاہ
بخوبی دونگا دادِ نظم دلخواہ

سخن نی سنکی دل سی یہ فسانہ
کہا اب بھی نہین خالی زمانہ

ہزارون اہلِ فن کی قدردان ہین
خریدارِ گہرہای بیان ہین

خصوصًا صاحبِ اقبالِ جاوید
دو عالم مین یگانہ مثلِ خورشید

رہی دل جانبِ تو شیخ رشید
اشارون مین ہی شکلِ نام پیدا

معززِ محترم ہندوستان مین
حریفِ ہمتِ حاتم جہان مین

می خمخانۂ وحدت سے مدہوش
دل پر معرفت پیمانۂ جوش

علوِ مرتبہ پیدا جبین سے
لیاقت جلوہ گر عقلِ متین سے

یہ عالم ہے کفِ گوہرفشان کا
بنا فرشِ زمین صحن آسمان کا

خمِ تیغِ دو دم گر خون فشان ہو
شفق گون دامنِ کون و مکان ہو

خرامان ہو خضر آسا جدہر سے
ارم آئی قدم لینی کو سر سے

نظر محوِ رضای سینہ چاکان
صفا طینت بشکلِ روحِ پاکان

اثر ہمت مین ابرِ دُرفشان کا
حقیقت مین چمن پیرا جہان کا

بہارِ خُلق بس نکہت فشان ہے
دماغِ اہلِ عالم عطردان ہے

ارادون مین اثر جوشِ نہان کا
مرا ایسا حوصلہ طبعِ جوان کا

ازل ہی صبحِ روز افزونی جاہ
قیامت تک ہے شامِ بختِ بدخواہ

بزرگی بوسہ زن حسنِ جبین ہے
اجازت فخر کی روح الامین ہے

لبی پہرتا ہی در پر چشمۂ خضر
ہمیشہ کاسۂ خورشیدِ انور

شرف دی نام سی اسکی زبان کو
دکہا اعجازِ فن اہلِ جہان کو

مری شہرت ہوا اطرافِ جہان مین
تری عزت ہوا اربابِ بیان مین

یہ مژدہ سنکی دلکو جوش آیا
طبیعت مین عجب کچھ اور پایا

ہوائی نظم خاطر مین سمائے
جگر سی آہ موزون لب تک آئی

بڑہا اندیشہ بہرِ سیرِ افلاک
کیا مضمون نی استقبالِ ادراک

زبان کرنی لگے گوہر فشانی
قلم لکہنی لگا رازِ نہانی

کہلی غنچی گلستانِ سخن کی
لیی سنبل نی بوسی یاسمن کی

داستان بیچ بیان جوش بی ترغیب محبت کی اور رجوع کرنا طرف آغاز حالِ عشق کی

سنبہل ای ساقیِ میخانۂ راز
کہ پہر ہی رغبتِ تکلیفِ آغاز

ہر اک دم ہو رہا ہی نشترِ دل
خراشِ نالۂ استادِ کامل

لحاظِ توبہ و اعظا اوٹہادی
اچہوتی دونون عالم سی پلادی

کہانتک اضطرابِ جوشِ مستی
کہانتک فرصتِ کوتاہ دستی

لبِ ساغر ملادی میری لب سی
سمجہ لون آج مین بنتِ عنب سی

میسر پہر کہان یہ ساز و سامان
زبانِ عیش ہی دم بہر کا مہمان

کہین عشرت کہین ماتم سرا ہے
دورنگی آسمان دکھلا رہا ہے

کہین ہے صبح عید زندگانی
کہین ہے شام مرگ ناگہانی

کہین ہے نغمۂ یاران محفل
کہین ہی شکوۂ بیرحمی دل

کہین ہی جلوۂ لبہای خندان
کہین اشکونسی ہی لبریز دامان

کہین لطف بہار بوستان ہے
کہین اندیشۂ خار خزان ہے

کہین گل تاب رخسار چمن ہے
کہین منقار بلبل نغمہ زن ہے

اکڑتا ہی کہین شمشاد گلشن
کہین قمری اسیر طوق گردن

کہین راحت کہین جوش بلا ہی
غرض دنیا عجب حیرت کی جا ہے

فریب افزا ہے نیرنگ زمانہ
طلسمے ہی یہان کا کارخانہ

زمین و آسمان کی پست و عالی
یہ سب ہین شکل تصویر خیالی

ثبات بی ثباتی کہات مین ہے
فریب مدعا ہر بات مین ہے

نہین تاخیر احسان اجل مین
عروس مرگ ہی ہر دم بغل مین

خوشی سی غم کی ہی تاثیر پہلی
عیان ہی خواب سی تعبیر پہلی

تجھے حرص جہان اے دل عبث ہے
غبار آسا پس محمل عبث ہی

ازل سی زال دنیا ہی ستمگار
لیی پہلو مین ہی پہلوی اغیار

نئی جادوگری ہی اسکی دم مین
کہ دانا دام مین آتا ہی دم مین

ہزارون زہر کہاتی ہین اسی پر
نہین ہی بند یہ تجھ سے کسے پر

خرد نا آشنا فرزانہ اسکا
فسون ہی کم نہین افسانہ اسکا

یہان ذلت وہان تکلیف آرام
برا آغاز ہے بدتر ہی انجام

ہوای عشق باقی مین فنا ہو
برنگ قطرہ دریا آشنا ہو

تہِ تیغ محبت رکھ گلو کو
حیات بی اجل دی آرزو کو

محبت مین لہو پاسنے اگر ہو
ابہی وہ ماہ تابان جلوہ گر ہو

محبت سی ہی روز عیش پرجوش
محبت سی شب غم ہی سیہ پوش

محبت سی یہ الفاظ و معانے
بہم چسپان ہین مثل یار جانے

محبت سی دل لالہ لہو ہے
محبت سی پریشان موج بو ہے

محبت سی گل تر ہی جگر چاک
محبت سی دل بلبل ہی غمناک

محبت ہو جو گرم جلوہ سازی
بنی پروانہ داغ شعلہ بازی

محبت سی ہین روح و تن ہم آغوش
محبت سی گل آدم مین ہی جوش

محبت سی جگرسوزی مزا دی
محبت لذت راحت بہلا دی

محبت کیمیای ہر جگر ہے
محبت جلوہ پرداز نظر ہے

محبت سی ہی لبریز فغان نَے
محبت سی نہین خالی کوئی شی

محبت سی دلون مین ساز دیکھا
محبت سی نیاز و ناز دیکھا

محبت ہی عجب دریای پرجوش
کہ ہر قطرہ ہی طوفان سی ہم آغوش

یہان کا ذرہ ذرہ پر بلا ہے
دو عالم اک سراب کم نما ہے

دم تیغ اجل ہی ساحل اسکا
فنا ہے سہل کار مشکل اسکا

ع بیان [illegible]

بحسرت جان دینی زندگی ہی
قضا اسمین ادای بندگی ہی

گواہ حال جوشش عاشقانہ
سپرد خامہ ہوتا ہے فسانہ

نہین تصنیف طبع نکتہ دان کا
بیان ہی ہمدم صادق بیان کا

کہانتک دل مین داغِ قدردانی
کرون بی پردہ رازِ خوش بیانی

دکھاؤن حسن اعجازِ بیان سے
زبان بوسی لی حرفِ داستان کے

ہر اک سو دہوم ہو فکرِ جوان سے
ہوا کیا کیا بندہی طبعِ روان سے

جلائے گرمیِ مضمون عدو کو
کری بندش پشیمان عیب جو کو

حصولِ مدعایِ دوستان ہو
سخن آویزۂ گوشِ جہان ہو

آغازِ داستان

ادہر آسا سے غارتگرِ ہوش
وفا نا آشنا عاشق فراموش

چھلکتی لامیِ گلگون کہین سی
زبان مین موجِ آبِ آتشین سی

کہ پہر ہون سرخوشِ پیمانۂ عشق
بیان کرتا ہون مین افسانۂ عشق

کہ تہا اک نوجوانِ مست و مدہوش
برنگِ آرزو پروردۂ جوش

ترقیخواہِ آشوبِ جوانے
دعا گویِ بلایِ ناگہانے

تجرد مین بشکلِ سرو آزاد
برنگِ نکہتِ گل خانہ برباد

سر پر شور پامالِ جنون تہا
حنا کی طرح دل لبریزِ خون تہا

جبین مشتاق اوس تصویرِ غم کے
غبارِ سجدۂ پایِ صنم سے

خمِ ابرو نیاز آبادِ حاجات
برنگِ مصرعِ بیتِ مناجات

جگر محوِ فریبِ بیقرارے
سرِ مژگان شہیدِ اشکبارے

عیان رخسار سے جوشِ نہانی
خطِ نوسبز شرحِ نوجوانی

لبون سے شورِ بیتابی بہم تہا
دہن پیمانۂ فریادِ غم تہا

زبان مشغلِ زبانِ عاشق زار — ہمیشہ قصہ خوانِ شکوۂ یار
ازل سے عشق ربطِ آب و گل مین — خلش کے گدگدی پہلوی دل مین
سدا اندِ نظر تھا حسن ذرات — حسینون مین بسر کرتا تھا اوقات
پئے تسکین خاطر کو بکو مین — پھرا کرتا تھا شہرِ لکھنؤ مین
قضا را ایکدن وہ ناشکیبا — چلا گھر سے پئے سیر و تماشا
قریبِ شام سوے چوک آیا — دلِ مضطر کو جو راضی نہ پایا
تمنا خیز ہر جانب نظر کے — ہوئی راحت فزا حسرت جگر کے
جہانِ حسن شور انگیز دیکھا — طلسمِ ناز محشر خیز دیکھا
ہوئی پیدا نگہ کو رغبتِ دور — نظر آنے لگے سامان کچھ اور
کوئے کافر ادا ہے نغمہ پرداز — کوئے رشکِ پری ہے شعلہ پرواز
کوئے بیباک ہے گرم اشارہ — کوئے چالاک ہے محوِ نظارہ
کوئے نازک ادا مسند نشین ہے — کوئے آئینہ رو آئینہ بین ہے
کوئے خندان برنگِ صبحِ نوروز — کوئے برقِ تبسم سے جہان سوز
یہ عالم دیکھتا اپنے ہوا مین — بڑھا کچھ دور راہِ مدعا مین
کہ ناگہ جوشِ مستی رنگ لایا — قضا ئی اور ہی سامان دکھایا
بُتِ بیرحم عصمت نام جسکا — ستم پیشہ عداوت کام جسکا
کھڑی ہے ناز سے کافر لب بام — نگاہِ خشم گر ہے مرگ پیغام
زمانہ ہو رہا ہے محوِ دیدار — عیان ہین وعدۂ فردا کے آثار
وہان جو ہے تحیر آشنا ہے — برنگِ ہوشِ عاشق کھو گیا ہے

وہ کافر حسن پر اپنے ہے مغرور | سراپا مثل برق شعلۂ طور
بھرا بیٹھی مین جوش نوجوانی | زبان مصروف لفظ لن ترانی
قد موزون سراپا نور مین غرق | برنگ مصرع برجستہ برق
عیان ہر عضو سے شان قیامت | سراپا جان وایمان قیامت
دم رفتار کرتا ہے قدم پر | بجای سایہ رنگ روی محشر
وہ کافر زلف یاد و جگر ہے | دل زاہد سے بھی تاریک تر ہے
غضب ہے جا کی پھر آباد ہر کا | اثر ہے زلف مین ام نظر کا
وہ پیشانی کہ جسکا بدر مشتاق | درخشان کوکب اقبال عشاق
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو | کہی ای ساجدین شمس و قمر کو
ہر اک ابرو ہے تیغ خوش نظارہ | سراپا جوہر موج اشارہ
دم جنبش ادا و ہر فتنہ گر کی | مبارکباد ہے زخم جگر کی
خمار آلودگی آنکھون سے پیدا | نظر سے کیف مستانہ ہویدا
نگاہ مست پھرتی ہے جدہر کو | غشی آتے ہے پابوس نظر کو
وہ مژگان وقت آرایش کرین گہہ | دل آئینہ مین مانند جوہر
کنار بام وہ رخسار پر نور | نظر آتی ہین جیسے شعلہ طور
یہی کہتا ہے ہر مشتاق مضطر | سوا نیزے پہ ہے خورشید محشر
دہن گرداب صہبای معانی | زبان موج شراب لن ترانی
تبسم بن کے ہر لب سے ہویدا | تقاضا شوخی طبع جوان کا
زنخدان جلوہ گر مانند گرداب | برنگ آب گوہر خشک و سیراب

صفت گردن کی افزون جو صلی سے
وہی جانی لگائی جو گلے سے

ہر اک شانہ برنگِ دستۂ گل
زیارت گاہِ صبحِ عیدِ بلبل

عیان سینی سی آغازِ جوانی
نمو پستان کی غمازِ جوانی

نزاکت سی عجب عالم کمر کا
گمان سبکو رگِ تارِ نظر کا

کسی صورت نہین آتی نظر ناف
مگر ہی حلقۂ میمِ کمر ناف

یہ نقشہ لطفِ صحبت نی دکھایا
کہ ثابت نی عدم کا لطف پایا

لکھون کیا جسم سے مخفی کا اشارہ
عیان مہ و ماہ نو مین اک ستارہ

ہر اک زانو طرب انگیزِ عشاق
بظاہر جفت خوبی مین مگر طاق

نمایان پانچی سی ساقِ پر نور
تہِ فانوس جیسے شمعِ کافور

دوبالا حسن ہی جوشِ صفا سے
عیان رنگِ حنا ہی پشتِ پا سے

غرض اس طرح وہ خورشید سیما
ہر اک جانب سے سرگرمِ تماشا

جوان نی بھی نگاہِ شوق ڈالی
تمنای دلِ مضطر نکالی

کششِ شوق نی جادوگری کی
پھری چتون ادھر شکتِ سی کی

کھلین در پردہ عرضِ دل کی راہین
ملین باہم گلی دونون نگاہین

لیی سینی مین اوس شمعِ رسیدہ سر کے
خدنگِ ناز نے بوسے جگر کے

رہی کچھ دیر مثلِ تو خریدار
نیاز و ناز باہم گرمِ بازار

پھر آخر جذبۂ دل نی کمی کے
ہوئی تاثیرِ بیداری ہمی کے

ادا سی صورتِ ابرو پہ کھیچے وہ
طبیعت کیطرح سے ہٹ گئی وہ

چھپائی شکل اپنی دل کی صورت
گرا یہ خاک پہ بسمل کی صورت

ہجومِ شورِ بیتابی نے آکر
کیا دل کو ستم آبادِ محشر

حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام
ہوئی سب نذرِ ایماے دلارام

دعا دی جسکو گھڑی حالِ بدی نے
کیا رخصت ہجومِ بیخودی نے

غبار آسا اوٹھا فرشِ زمین سے
ہٹا پہلوی کوی نازنین سے

مگر حیران کہ یہ سامان کیا تھا
یہ کس برقِ بلا کا سامنا تھا

یہ کس بیرحم قاتل سی لڑی آنکھ
یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ

لبون مین کس لیے قفلِ حیا تھا
سکوتِ مدعا کیون مدعا تھا

ہوا یہ کون غائب روبرو سے
کیا کسنے پشیمان آرزو سے

متاعِ صبر و طاقت لیگیا کون
یہ داغِ نامرادی دیگیا کون

اوسی دہن مین وہ پامالِ تمنا
رہا سرگرمِ سیرِ جوشِ سودا

جب آدھی رات نے انجام پایا
بلاے تازہ نے گھر مین آیا

بیانِ دردِ محبتِ فراق کا اور تنگ آکر نکلنا جوان کا شہر مینو بہر لکھنؤ سے

پلا ساقی مے خونابۂ دل
کہ ہون حیرت فروشِ چشمِ بسمل

قرارِ بیقراری جوش پر ہے
ہجومِ کیفِ مستی ہوش پر ہے

زبان ہے گفتگو سے پھر ہم آغوش
طبیعت مین ہے یون یادِ فراموش

کہ تا وقتِ سحر وہ نوگرفتار
رہا مانندِ چشمِ نجم بیدار

بسر کی جل کی مثلِ شمع ماتم
اوٹھا وہ دودِ جگر کی طرح برہم

نہ پہلو مین دلِ آفت رسیدہ
نہ دل مین صبرِ وحشت آرمیدہ

پریشان خاطری پیدا نظر سے
چکان ابرِ مصیبت چشمِ تر سے

فغانِ بے اثر لب سے ہویدا
امید یاس ہر مطلب کی پیدا

نہایت بیخودی نے جب ستایا
اوسی کوچے مین مثلِ ہوش آیا

ہوائے جلوہ جانان مین ششدر
برنگِ نقشِ پا بیٹھا زمین پر

مبرّا ہو کے ہر شور و شر سے
لڑی چشمِ ہوس دیوار و در سے

خیالِ یار کو ٹھہرا کے ہمراز
کیا یون شکوۂ تکلیف آغاز

کہ اے محرومیِ تقدیر تا چند
کرون مین چاکہائے دل کو پیوند

اوٹھاؤن نازِ بیتابی کہان تک
رہون پابندِ بیخوابی کہان تک

کہان تک گلفشانی چشمِ تر سے
کہانتک چاک دامانی جگر سے

لحاظِ شکوۂ بیداد کب تک
خیالِ عصمتِ فریاد کب تک

کہانتک پاسِ شرمِ پردہ داری
کہان تک شرطِ ضبطِ دلفگاری

اوٹھین شعلے کہان تک داغِ تن مین
رکی کبتک رہین نالے دہن مین

خلشہائے سرِ مژگان کہان تک
غمِ بیرحمیِ جانان کہان تک

تقاضائے دلِ مضطر کی حد ہی
جفاہائے بتِ خودسر کی حد ہی

یہان لب پر یہ تقریرِ خیالی
وہان مشقِ غرورِ بیمثالی

یہان رخصت طلب صبر و تحمل
وہان آغازِ آغازِ تجاہل

یہان دل شعلہ زارِ شوقِ دیدار
وہان برقِ تغافل گرم بازار

یہان ہر دم تقاضائے تمنا
وہان صبر آزمائی کارفرما

یہان شورِ جنون محشر در آغوش
وہان حکمِ عدو خاموش خاموش

یہان شام مصیبت جلوہ افروز — وہان سامان صبح روز نوروز

یہان سو رنگ ننگ و بد لیتا — وہان ہاتھون مین مہندی عبیر ملتا

یہان احسان مرگ ناگہانے — وہان کیف شباب کا بڑا سنے

یہان ہنگامہ آرائی پہ نالہ — وہان دور شراب و پیالہ

یہان مستی وہان شوخی و شنگی — غرض ہر رنگ مین رنگ دو رنگی

اسی صورت سے گذری جب کئی سال — فلک نے اور پہینکا قرعۂ فال

غبار وحشت رسوائی بنایا — بہ رنگ قیس سودائی بنایا

ہوئی بیگانگی اپنے سے پیدا — رم آہو ہوا ایسی سی پیدا

لگا فرق آنے وضع بے خلل مین — لگا رہنے مزاج اب تب بل مین

پڑی برہم مزاجی مثل سنبل — ہوا نے قید شکل نکہت گل

بہ رنگ شور رسوائی جہان مین — لگا پہرنے ہر اک شہر و مکان مین

کشاکش سے جنون کی تنگ آکر — ہوا آمادہ ترک لکھنؤ پر

یہ سوجہے عالم بیچارگے مین — کہ ہو چندے بسر آوارگی مین

تمنائی وفا عصمت سے معلوم — یہ ارمان خوبی قسمت سے معلوم

یہان سے ہو کر جدا اوس شعلہ رو سے — جلائی کون دل داغ عدو سے

غرض اک دن سیر دیوانگے مین — بگڑ کر شیوۂ بیگانگے مین

چلا گہر سے بہ رنگ نبض مضطر — ہوا قربان خاک کوی دلبر

تڑپ سی کچھ دل پہ جوش ٹھہرا — وہان دم بہر بہ رنگ ہوش ٹھہرا

کہا ای کوچۂ دلدار قربان — تصدق ای غبار کوی جانان

عدو سمجھا ہی جس رخ پہ مجھکو — جدا کرتا ہے سنے تقصیر مجھکو
یہی مضمون فلک سمجھا رہا ہی — بلا ہی جان فرسا یہ مدعا تھا
قدم جمتی نہین مجبور ہون مین — برنگ دست شل جلد و جہون مین
جنون کا حکم ہی گھر سی نکلیے — گریبان گیر ہی وحشت کہ چلیے
ترقی پر ہی احسان خرابی — امنگون پر ہی جوش اضطرابی
کہان مہلت ہی تکلیف جنون سے — خبر کیا وون دل لبریز خون سے
نہایت مختصر ہی طول وحشت — خدا حافظ بس اب تکلیف رخصت
یہ کہکر مثل عہد نوجوانے — بڑھا وہ مست ذوق باغ زندگانے
طپش دل مین برنگ نبض مضطر — روان اشک ندامت ہر قدم پر
زبان دلداری ضبط سخن مین — فغان خوابیدہ آغوش دہن مین
تحیر ہمت و بیداسے نگے پر — تاسف رخصت فرزانگی پر
اسی صورت خیال این و آن مین — رہا سرگشتہ اطراف جہان مین
کبھی شہر وسکی رسم سی جنت آباد — کبھی صحرا ہجوم آباد فریاد
کبھی گرد رم وحشی غزالان — کبھی ہمصحبت نازک نہالان
کبھی ریگ بیابان غازہ رو — سواد شہر گلگونہ شام گیسو
غرض کچھ روز وہ مایوس امید — پھرا مثل نگاہ یار بے قید
قضارا حسب حکم بخت ناکام — ہوا اک شہر مین داخل سر شام
عجب وہ شہر شہر دلبری تھا — طلسم آباد حسن کافری تھا
برنگ خلد اک فردوس ثانی — ترکھتا داغ جو سر آسمانے

ہوا مین ہے دم عیسیٰ کی تاثیر — نواز ن ہر طرف مرغان تصویر
ظہور شان قدرت ہر مکان سے — ملک کرتی زیارت آسمان سے
جوان ہر سمت مثل ہوش دانا — نظر کرتا تہا قدرت کا تماشا
کہ آیا سامنے اک مرد درویش — برنگ غنچۂ نو رستہ دلریش
سراپا نے طمع صورت گدا کے — بھری دل مین ہوس پائے خدا کے
حقیقت آشنا و معرفت کا — مقامات ولایت سی خبردار
شراب ذوق سی دل مست و سرشار — سدا یاد خدا موشی مین ہشیار
نہ رکھتا کچھہ تعلق پاس باتے — مگر باقی کی دلمین آس رکھتے
شریف و پارسا و مرد ان تہا — لباس فقر مین سلطان نہان تہا
کہا اوسنے کہ تو آیا کہان سے — کہا آبادی ہندوستان سے
کہا گھر کس دیار نامجو مین — کہا جنت نظیر لکھنو مین
کہا مقصود اس غربت سی کیا ہی — کہا ترک تمنا مدعا ہی
کہا کافر ہی یا پابند اسلام — کہا بی قید کو مذہب سے کیا کام
کہا کس شغل مین رہتا ہی سرشار — کہا نفی عدد و اثبات دلدار
کہا کچھہ تو مصیبت آشنا ہی — کہا دل مین غم الفت بھرا ہی
کہا پھر کس لئے محنت سفر کے — کہا ہون بوئے گل عادت سفر کے
کہا جائیگا آخر اب کہان کو — کہا تقدیر لی جائی جہان کو
کہا کیا یار سے اپنے خفا ہے — کہا یہ وہم بیجا آپ کا ہے
یہ سنکر رحم آیا نوجوان پر — لی آیا پیر ساتھ اپنی مکان پر

رہا مصروفِ خلوت روز و شب وہ | لگی راحت سی دل اوپر تب وہ
سحر کو بعدِ مشقِ ورد و اشغال | ہوا پا بوسِ مہمان وہ کہن سال
وہی آغاز کی مہمان نوازی | وہی دی دادِ لطفِ سرفرازی
کہا کچھ دن یہین آرام کر تو | ٹھہر چندی بسر ایام کر تو
نہین حکمت سی خالی نکتہ ساز | کچھ اس مین مصلحت ہی مصلحت ساز
یہ سنکر مثلِ زلفِ خانہ بردوش | رہا وہ نوجوان خود فراموش
کششِ سوزشِ کامل مین جو پائی | طبیعت اسکی سوی فقر آئی
کیا قطع تعلق این و آن سے | ہوا برخاستہ خاطر جہان سے
ہوس پیدا ہوئی طاعت کے عادات | زبان رہنی لگی صرفِ مناجات
اکیلا بیشتر خلوت مین رہتا | مراقب کثرت و وحدت مین رہتا
قضارا بعد چندی شیخ فانی | ہوا داغِ وفای زندگانی
جو اسکے پیچھے آیا عہدِ پیری | ہوئی پیدا ہوای دستگیری
لگا ہر موی تن کرنے گرانی | پڑھی تکلیفِ زورِ ناتوانی
ہوا عمرِ فنا کا مختصر طول | سدہارا سوی جنت مرد مقبول
رہا وہ بوریای فقر خالی | ہوئی تجویزِ اعیان و اہالی
بسے جاروب کش شام و سحر تہ | کری اوقات طاعت مین بسر تہ

داستان جانا جوان کا طرف باغ سلطانی کی اور عاشق ہونا دختر بیکر پادشاہ کا

خدا را ان کوئی اندازسا تہے | ادہر بہی اک نگاہ نازسا تہے

جمال دختر رز زرد رو ہے
نظر محتشم فرش آرزو ہے

برنگ رنگ نیرنگ زمانہ
بدلتا ہی نئی صورت فسانہ

کہ اک دن وہ جوان پیکر غم
اوٹھا گھر سے برنگ شور ماتم

پڑھا مثل نسیم صبحگاہ ہے
سو بستان سرای پادشاہ ہے

کہ شاید کچھ تسلی ہو جگر کو
قرار آئی دل وحشت اثر کو

ہوا کہتا ہوا باغ جہان کے
ہوا خدمت مین حاضر باغبان کے

کہا ای نونہال دلربائے
چمن پیرای باغ آشنائے

یہان مین بلبل بی آشیان ہون
ابہی نادیدہ لطف بوستان ہون

تمنا ہی کہ روی گل کو دیکھون
ہوس ہی اک نظر سنبل کو دیکھون

لگاؤن سرو کو دم بھر گلے مین
نکالون یاسمین سی حوصلی مین

سوئے نرگس نگاہ شوق ڈالون
گل لالہ کو چہاتی سی لگالون

زبان برگ سوسن لون دہن مین
لب رنگین گل چوسون چمن مین

نہ گذرون شوخی طبع رسا سے
کرون اٹکھیلیان باد صبا سے

مزاج گل جو پاؤن سرو دان مین
عنادل سی کرون بحث فغان مین

دکہاؤن گرمی فریاد کیا کیا
جلاؤن خاطر صیاد کیا کیا

جماؤن رنگ یہ اپنے سخن کا
کہ ہو دم بند مرغان چمن کا

کہا گلچین سے نے ختم گفتگو پر
چمن صدقی کیا اس آرزو پر

یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو
فدای بوسۂ خاک قدم ہو

اجازت باغبان نی راہ کی دی
صدا غنچون نی بسم اللہ کی دی

چمن مین آمد آمد کا ہوا غل
گلی سننے کو دوڑی نکہتِ گل

ہوئی جب باغ کی در تک رسائی
قدم لینے ہوای جنت آئی

نظر جس نخل پر پونہچی نہ سر کے
نہ پائی شوق نی فرصت سفر کی

گلون کی عارضِ رنگین جو بہائی
پکارا دل کہ ٹہہرو ہم بہی آئی

ثمر کو سجدے مین افتادگی تہی
درختون مین مسلمانزادگی تہی

بہرا دامانِ گل پاکیزگی سے
دلِ غنچہ لہو دوشیزگی سے

نظر آیا عجب سامانِ گلشن
ہوئی ہوش خرد قربانِ گلشن

جلایا گرمیِ گلہای تر نے
لپٹ ہی شعلۂ داغِ جگر نے

کبہی بیرحمیِ دل یاد کرتا
کبہی بیساختہ فریاد کرتا

کبہی مستانہ دل مین جوش آتا
کبہی مانندِ سبزہ لوٹ جاتا

کبہی کرتا طوافِ عارضِ گل
کبہی سنتا فغانِ دردِ بلبل

کبہی مثلِ صبا پہرتا چمن مین
کبہی بو ہو کی چہپتا یاسمن مین

کبہی نرگس سی آنکہین چار کرتا
کبہی سوسن سی شوق اظہار کرتا

غرض محوِ چمن تہا مثلِ بلبل
کہ قسمت نے کہلایا اور ہی گل

رئیسِ شہر کی دختر قضارا
کسی غم کی نہی تہی جسکا مدارا

بلا بالا قیامت چال اوسکی
جفا اک عادتِ پامال اوسکی

طبیعت مین مزا عاشق کشی کا
نہ خشم خاص ہو جب ناخوشی کا

بسوے نوجوان وہ ماہ پارہ
ہوئی مست کششِ لطفِ نظارہ

دلِ مشتاق مین اک جوش آیا
محبت نے جگر کو گدگدایا

ہوا عالم دگرگون ماہ وش کا ۔ لیا احسان آہِ نیم کش کا

اوٹھایا شورِ فغانِ بی صدا نے ۔ زبان چوسی سکوتِ مدعا نے

ہوئی قفلِ دہن رسمِ خموشی ۔ حیا کرنے لگی نشتر فروشی

جگہ کرنے لگی کاوش جگر مین ۔ لگی بڑھنے تراوش چشمِ تر مین

جوان رنا سے ہوا جسمِ چمن سے ۔ ہوا غم آشنا رشکِ سمن سے

اوٹھی یہ مثلِ موجِ شعلہ بیتاب ۔ گری مانندِ اشکِ چشمِ پرآب

اداکین ضعف نی رسمین وفا کے ۔ خبر دی غش نی تکلیفِ قضا کے

زمین پر وہ بتِ پیچیدہ گیسو ۔ سراپا صورتِ تصویرِ جادو

نہ ابرو مین وہ سامانِ اشارہ ۔ نہ آنکھون مین وہ آشوبِ نظارہ

نہ وہ لب آشنا حرفِ سخن سے ۔ نہ وہ حرفِ سخن پیدا دہن سے

نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ پری کا ۔ نہ وہ عالم مزاجِ دلبری کا

کوئی رشکِ چمن تھی اوسکی ہمراز ۔ بشکلِ روح و تن ہر وقت دمساز

ہجومِ جوشِ غم سی جی بھر آیا ۔ زمین سی اوسکو مثلِ ناز اوٹھایا

لیا آغوش مین دلبر کی صورت ۔ سنبھالا خاطرِ مضطر کی صورت

افاقہ جب ہوا وہ رشکِ تصویر ۔ چلی کہتی ہوئی ای وای تقدیر

اوسی کیفیتِ جوشِ بلا مین ۔ ہوا رونق فزا دولتسرا مین

چھپایا رازِ دل ہر جستہ جو سی ۔ رکھا محرم لب کو گفتگو سے

بظاہر خندہ زن دلشاد رہتے ۔ جگر مین حسرتِ فریاد رہتے

سحر سی شام تک وہ نو آزاد ۔ بسر کرتی تھی یون ہین شاد ناشاد

جب آئی رات یعنی پردۂ راز — نقابِ چہرۂ یارانِ ہمراز

اکیلی گوشۂ خلوت مین آتی — وہ کثرت چھوڑ کر وحدت مین آتی

خیالے کھینچتے شکلِ جوان کو — صنم خانہ بناتے اوس مکان کو

برنگِ شمعِ بزمِ جان گدازے — کیا کرتی سحر تک عشقبازے

کبھی حالِ دلِ پر داغ کہتے — کبھی افسانہای باغ کہتے

کبھی کہتے کہ ای دلدار جانے — عروجِ نشۂ جوشِ جوانے

نہ کیونکر دل مین تیری آرزو ہو — تصدق اوس بغل کی جسمین تو ہو

کبھی کرتے بیان سوزِ درون کا — کبھی شکوہ دلِ لبریز خون کا

کہ فرقت سے تری مین خستہ جان ہون — صدای خندۂ زخمِ نہان ہون

لگی ہی آگ ہر داغِ کہن مین — زبان مانندِ شعلہ ہی دہن مین

نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار — مین ہون مانندِ چشمِ یار بیمار

سدا آنچل ہی منہ پر دودِ دل کا — مرا چہرہ ہی چہرہ منفعل کا

یہ آنکھین ہاے بہارِ بوستان ہین — برنگِ چشمِ بلبل گلفشان ہین

ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے — فلک کاہی کو ہی دودِ جگر ہے

بہار ہر آنکھ مین جوشِ بلا ہے — شبِ غم توتیای چشمِ ما ہے

وہ ہون بیدار شکلِ چشمِ کوکب — مری ہر آنکھ ہی پیمانۂ شب

ذرا فرقت مین جھپکی ہی یہ آنکھین — عوض طالع کی ہین بیدار آنکھین

یہان تک ناتوانی زور پر ہے — کہ بارِ آسمان تارِ نظر ہے

جگر سے اب تلک آتا ہی غم کا — سفر ہی منزلِ ملکِ عدم کا

خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہے / نفس بھر دہن تار رفو ہے

غرض تا صبح وہ مہر دل افروز / بیان کرتی تھی احوالِ جگر سوز

شبِ غم جس گھڑی روپوش ہوتے / برنگِ شمع یہ خاموش ہوتی

بساطِ خواب سی غمناک اوٹھتی / سحر آسا گریبان چاک اوٹھتی

برنگِ خندہای عیش و آرام / جلیسون مین بسر کرتی تھی تا شام

داستان مبتلا ہونا رازِ عشق کا اور جانا وحشت کا قید خانی مین

پلا ساقی مِی پر جوش مجکو / بنا اپنی طرح بیہوش مجکو

کہ جس سی پردہ اوٹھ جائی حیا کا / بنون آئینہ عشقِ خودنما کا

اوٹھاون نازِ رسوائی جہان مین / لقب میرا ہو سودائی جہان مین

اسیری مین ہون دلگیر کچھہ دن / سنون ہمین نالۂ زنجیر کچھہ دن

چمن پیرا بہارِ داستان کا / دکھاتا یون ہی رنگ اپنی بیان کا

کہ مدت تک بتِ راحت فراموش / رہی مثلِ زبانِ شمع خاموش

بسر کی زندگی ضبطِ نفس مین / چھپایا شعلے کو دامانِ خس مین

ہوا آخر یہ عشقِ فتنہ سامان / برنگِ بوی گل چھپکر نمایان

حجابِ شیشۂ لبریزِ بادہ / ہوا غماز قلقل سی زیادہ

وہ رخ یعنی بہارِ نوجوانے / ہوا ہم جلوہ برگِ خزانے

قلق مین وہ مثالِ ہمیتالے / ہوئی ہم رنگِ تصویرِ خیالے

نہ وہ ارمان رہا سیرِ چمن کا / نہ وہ عالم بہارِ یاسمن کا

بنی وحشت مین زلفِ عنبر افشان | برنگِ عاشقِ مفلس پریشان
انیسون نے جو دیکھا غم سے پامال | کہا قربان صدقے کیا ہے حال
تردد کس لیے دن رات کا ہے | ابھی سے غم تمہین کس بات کا ہے
ہجومِ ضبط و ہنگیر کیون ہے | خموشی صورتِ تصویر کیون ہے
ہر اک دم کیون ہے دم کی نوحہ خوانی | اجل مشتاق کیون ہے زندگانی
یہ کاہش ہے دلِ غمناک مین کیون | ملاتی ہو جوانی خاک مین کیون
یہ پہلے نالۂ شبگیر کب تھا | زبان پر شکوۂ تقدیر کب تھا
جگر کو آہ کی رخصت کہان تھی | نظر ہمصحبتِ حسرت کہان تھی
پر ارمان تھا دلِ ناشاد کس دن | بڑھی تھی ہمتِ فریاد کس دن
خدا کے واسطے دل کو سنبھالو | خیالِ این و آن پر خاک ڈالو
ہمین عرض خبر تھی شرط یکبار | اب آگے تم ہو اپنے دل کی مختار
یہ سنکر محرمانِ باوفا سے | جھکایا سر کو احسانِ حیا سے
اوٹھی کہتی ہوئی وہ غم کی تصویر | ابھی کیا کیا نہ سنوائے گی تقدیر
اکیلی گوشۂ خلوت مین آکے | گری فرشِ زمین پر جوش کہاکے
بھر آیا غم سے جی خالی مکان مین | لگے رونے خیالِ نوجوان مین
ہوا گرمِ سفر شعلہ جگر سے | اوٹھا طوفانِ گریہ چشمِ تر سے
ہوئی مصروفِ شیون و بکا وہ | بنی ماتم سرا خلوت سرا وہ
بڑھی جب انتہا شوقِ فغان کے | ہوئی بے پردگے رازِ نہان کے
جلیسون مین لگا ہونے یہ چرچا | کہ اس رشکِ پری کو غم ہے کس کا

محبت کے نشان سب ہین ہویدا
مقرر ہے کسی خوشرو پہ شیدا

وہی حسرت بھری ارمان جگر مین
وہی الماس ریزی چشم تر مین

وہی کاہش وہی بیتابی دل
وہی ہر دم غبار رقص بسمل

وہی ہے چھالۂ لب آہ و نالہ
وہی ہے سینہ بہار داغ لالہ

وہی ہے تکلیف دل جس سے ہویدا
وہی راز نہان ظاہر سے پیدا

وہی ہے آنکھون سے ہنگام نظارہ
عیان ہیجواسے چشم ستارہ

وہی ہے مہر خموشی نقطۂ خال
وہی ابرو زبان شکوۂ حال

غرض سبکو اسی کی جستجو تھے
کہون کیا ہر زبان ہر گفتگو تھے

جب آئی یہ خبر گوش پدر تک
لگی تلوون سے پہنچی مغز سر تک

تب غیرت سے دل نے جوش کھایا
پرستاران خدمت کو بلایا

کہا کیا حال ہی رشک پری کا
سبب کیا ہی سبب نوحہ گری کا

طبیعت کیون مصیبت آشنا ہی
جنون ہی خبط ہی وحشت کیا ہی

تعلق کس لیے آوارگی سے
غرض کیا گریۂ بیچارگی سے

خطاب شاہ سنکر ہر پرستار
ہوئی یون جلوہ بخش حسن گفتار

کہ اے تاج سر اقبالمندان
عروج اعتبار سر بلندان

خبر اس حال سے ہمکو نہین ہے
کہ غم مین کس لیے بیتاب نازنین ہے

گذرتے تھے دل غمناک پر کیا
بلا ہی خاطر بیباک پر کیا

قرینے سے کچھ ایسا جلوہ گر ہے
کہ تیر عشق دل مین رخنہ گر ہے

ہوا ہو گو سوا اسکے بھی شر کچھ
مگر ہمکو نہین [illegible] خبر کچھ

یہ سنکر وہ کنیز کہنہ و مساز ہوئی مصروف عرض قصۂ راز
دکہائی سحر پردازی زبان سے نئی صورت سے کیفیت بیان کے
کہا ای شاہ خداوند زمانہ مفصل یون ہے یہ مجمل فسانہ
کہ اک دن اک جوان رشک شمشاد سراپا مثل بوی گل چمن زاد
عیان رخ سے شباب آبرو تہا ابہی آغاز خط نادیدہ رو تہا
نمایش جلوہ گر ہر حال مین تہے بجوائی رسم استقبال مین تہے
تقاضای تمنا سے مکدر تماشائی تہا ہر جانب وہ ششدر
بہجوم شوق دل سے اوسکو ناگاہ پسند آئی ہوای گلشن شاہ
بہار آسا ہوا داخل چمن مین لگا پہرنے خیابان سمن مین
کسی غرفی مین دختر سیمبر تہے نظر سوی جوان گرم نظر تہے
تقاضا صورت عشاق یکدم ہوئین نظرین جدا دل کی باہم
جوان رخصت ہوا گلشن سے گہر کو ہوا مائل مزاج غش ادہر کو
ہوا سینہ برنگ شانہ صد چاک لیا بیستا یون ہی بوسہ خاک
یہی ہی سرگذشت دختر شاہ یہی ہی ماجرای درد جانکاہ
یہی ہے غلغلہ شور جنون کا یہی افسانہ ہے حال زبون کا
یہی وجہ ملال ہر چار سو ہے اسی کی شش جہت مین گفتگو ہے
سپرد ہمت تقدیر کیجے نہین چہوٹ سکے تدبیر کیجے
یہ سنکر پادشہ آیا محل مین تردد سے مزاج راست بل مین
کہا بانو سے حال عشق دختر سنایا قصۂ آشوب محشر

گئی جب یہ خبر تا گوش بانو — ہوا روپوش یکسر ہوش بانو
غضب لایا مزاج گرمجوشی — ادا کی ضبط نے رسم خموشی
ندامت نے عرق افشاں جبیں سے — کدورت دھوئی غبار زمیں سے
نہ سوجھی جب کوئی بانو کو تدبیر — کیا رشک پری کو پابہ زنجیر
رکھا زنداں میں پھر مدت چند — بشکل مردم دیدہ نظر بند
وہ زنداں یا دہان اژدہا تھا — کہ پیغام مصیبت دے رہا تھا
عجب تاریک تیرہ وہ محل تھا — سویدای دل افغان اجل تھا
جگر سے منفعل ارمان نکلتا — ہر اک نالہ عرق افشاں نکلتا
نظر آتی نہ ظلمت سے کہیں راہ — پٹکتے سر در و دیوار سے آہ
ہوائی گرم صرف سینہ تابی — ازل سے میہمان خانہ خرابی
نہ کوئے ہمنفس جز نالۂ دل — نہ ہم صحبت کوئی جز وقت مشکل
نہ کوئے رازداں جز درد پنہاں — نہ کوئے غمگسار دل مگر ہاں
وفا کرتا تھا عہد گرمجوشی — کبھی نالہ کبھی شور خموشی
قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو — لگا لیتے گلے سے بیکسی کو
اوسی زنداں میں وہ رشک زلیخا — رہے ہے منت کش زنجیر سودا

داستان مشورہ کرنا پادشاہ کا ارکان ریاست سے اور عقد کرنا دختر کا ساتھ جوان کے

پلا ساقی شراب نکتہ دانی — کہ جس سے چمکے رنگ خوش بیانی
بناؤں حجلۂ شادی زباں کو — سنواروں میں عروس داستاں کو

بہار وصل ہو پیدا رقم سے
گل شادی کھلین شاخ قلم سے

رہا ہون دام سے مانند بلبل
یہ پہرون ہی قید مثل نکہت گل

زبان دان عالم رمز سخن کا
ادب آموز یون ہی اہل فن کا

کہ جب ماں باپ ہر سحر و فسون سے
ہوئی مجبور تدبیر جنون سے

مشیران ریاست کو بلا کر
کہا افسانہ ہی عشق دختر

بیان کی داستان زخم جگر کے
عیان کی خونفروشی چشم تر کے

کہا افسانہ احوال بون کا
سنایا قصہ تکلیف جنون کا

ہر اک دانا سے وہ محو حکایت
بیان کرتا رہا حرف شکایت

کہا آخر کو یہ مطلب مرا ہے
بتاؤ تم صلاح وقت کیا ہے

ہر اک نے سنکی یہ حال جگرسوز
کہا شہ سی کہ ای مہر دل افروز

ازل سے عشق کافر ماجرا ہی
بلا ہی جان سلطان و گدا ہی

ہزارون کی جگر پانی کیی ہین
بہت دل اسنی طوفانی کیی ہین

ہر اک کی لب پہ شور الامان ہی
زمانہ اس سے لبریز فغان ہے

جہان مین اسکی افسانی ہین مشہور
کہین سایہ ہی یہ کافر کہین نور

کبھی یہ لیلی محمل نشین تھا
کبھی داغ دل قیس حزین تھا

کبھی شیرین کی تھا آوارگی یہ
کبھی خسرو کی تھا بیچارگی یہ

کبھی رنگ فریب پیرن تھا
کبھی پیغام مرگ کوہکن تھا

کبھی ارمان دل پرجوش کا ہی
کبھی نالہ لب خاموش کا ہی

کبھی کعبی مین یہ لبیک خوان ہے
کبھی ناقوس دیر مغان ہے

کبھی داغ دل مایوس دیکھا — کبھی رنگ کف افسوس دیکھا

بہر صورت یہ عشق فتنہ ایجاد — فلک کا ہی ستمگاری مین استاد

یہ وہ سودا ہے جو اچھا نہوگا — مسیحا سے علاج اسکا نہوگا

خبر دیتی ہے عقل دوربین یہ — سپرد نوجوان ہو نازنین یہ

برسم عقد و آئین مقرر — گل و بلبل رہین یکجا تو بہتر

سوا اسکے نہین تدبیر کوئی — مٹا سکتا نہین تقدیر کوئی

یقین ہے ولولہ دیوانگی کا — اثر پیدا کرے فرزانگی کا

ملی فرصت خلشہای درون سے — سبکدوشی ہوا احسان جنون سے

یہ سنکر مشورہ اہل خرد کا — نہ پایا اسنے موقع حرف رد کا

پتا درویش کا آخر لگایا — بہانے سی قدمبوسی کی آیا

ادا ہر طرح رسم آبرو کے — ادب سی التماس گفتگو کے

فسون آمیز کہہ سنکر فسانہ — لے آیا نوجوان کو تا بخانہ

اوسی بستانسرای بیخزان کو — دیا پھر اقامت نوجوان کو

کئی خادم حسین و دلکش طرحدار — حضوری مین کئی آمادۂ کار

کنیزین رشک سرو جویباری — ہوئین حاضر پئ خدمتگذاری

پھری دن بخت جسم پارسا کے — لیی بوسے قبائی وقت پا کی

کلاہ خسروانے زیب سر کے — ملی ادبار کو رخصت سفر کے

غذای روح پرور قوت جان — ہوئی لذت فروش کام مہمان

نشاط و عیش و لطف زندگانی — عیان ہر سمت جوش کامرانی

فروغِ نیرِ اقبال چمکا — نحوست نے لیا رستہ عدم کا

دلی بااین ہمہ وہ مست مدہوش — عروسِ یاسِ عصمت سے ہم آغوش

وہ صورت چاند سے پھرتی نظر میں — سحر ہوتے شبِ غم چشمِ تر میں

یہی کہتا کہ یہ ساماں کیا ہے — کہاں ہوں کس کی یہ دولتسرا ہے

سبک وہ تھا کہ ہر دل پر گراں تھا — میں ایسی بزم کے قابل کہاں تھا

فلک کیوں مہرباں مجھ پر ہوا ہے — جفا کی بدلی کیوں رحم آشنا ہے

یہ سب ناز و تنعم ہے بہانہ — نیا افسوں ہے کچھ سوچا زمانہ

خلشہائے مصیبت دیکھتا ہوں — دکھاتی ہے جو قسمت دیکھتا ہوں

غرض ہنی لگا درویش مہماں — فلک کی شعبدہ بازی سے حیراں

قضا را ایکدن شاہِ زمانہ — ہوا ہم بزمِ درویشِ یگانہ

ندیمان و عمائد سب عقب میں — اراکینِ ریاست ساتھ چپ میں

پسِ آئین و آدابِ ملاقات — ہوئی سب سخنہائے حرف و حکایات

بآخر حسنِ تقریبِ بیاں سے — کہا دستورِ اعظم نے جواں سے

یہی قسمت کہ ہم فیضِ قدم سے — ہوئے افزوں سرفرازی میں جم سے

پڑا سایہ جو سنگِ آستاں پر — دماغِ خاک پا ہے آسماں پر

دہن سے شکرِ احساں شاد ہوکر — نکلتا ہے مبارکباد ہوکر

خصوصاً خسروِ عالی نسب کو — وہ عشرت ہے کہ ہو عالم میں سبکو

خوشی سے صورتِ غنچہ چمن میں — نہیں پھولا سماتا پیرہن میں

جگر آباد ہے دل شادماں ہے — تمنا دل سے اپنی کامراں ہے

مگر یک شوقِ پنہان جانگسل ہے
ابھی اک شعلہ تابِ داغِ دل ہے

یہ ارمان ہی جگر مین آرمیدہ
بنائی تمکو اپنا نورِ دیدہ

کری پیوند دختِ نازنین سے
ملائی نقش کو لوحِ نگین سے

یہی امید ہی دورِ خلل مین
تعجب کیا بر آئی آج کل مین

یہ سُنکر وہ جوانِ خستہ احوال
لگا کہنی کہ ای مردِ خوش اقبال

کرون کیا شکر بندہ پروری کا
بیان کیونکر ہو احسان گستری کا

کیا قطری کو لطفِ شہ نی طوفان
بنایا ذرّی کو مہرِ درخشان

جو کچھہ ارشاد ہوتا ہی زبان سے
کرم احسان عنایت مہربانی

زیادہ آرزو کرنے غضب ہی
مری آئین مین ترکِ ادب ہی

حقیقت مین ذلیل و خوار تہا مین
غبارِ کوچۂ ادبار تہا مین

اسیرِ حلقۂ آوارگی تہا
شکارِ ناوکِ بیچارگی تہا

کہان ذرّہ کہان خورشیدِ افلاک
چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک

کرون منظور گر تیری بیان کو
کہی گی خلق کیا شاہِ جہان کو

کہ اک مردِ جہانِ بینوائی
مصیبت زادۂ کوی گدائی

نمک پروردۂ فاقہ ازل سے
سیہ کاسہ زیادہ تر زحل سے

برنگِ آسمانِ تیرہ اختر
قناعت اک ردای نیلگون پر

کہین سی وہ غمِ رسوائی دہر
ہوا مانندِ فتنہ واردِ شہر

نہ پوچھی شاہ نی کچھہ اصل و بنیاد
کیا ہمبسترِ دختِ پری زاد

خلافِ شانِ عقل و بربین ہے
یہ مضمون قابلِ تحسین نہین ہے

قبول طبع کیونکر یہ سخن ہو
کہ قتل شہ پہ عالم خندہ زن ہو

کہا شہ نے یہ سنکر اے جہان گرد
مصیبت زادہ و اندوہ پرورد

فریب افزا یہ انداز سخن ہے
فسون ہے مکر ہے حیلہ ہے فن ہے

سمجھتے ہین تکلف خیز باتین
عبث ہم سے فسون آمیز باتین

رضائے حق بدولت ہے اسی مین
نہ لاؤ کچھ خیال خام جی مین

کرو کوتاہ طول داستان کو
رکھو موقوف عذر این و آن کو

یہ سنکر مثل ضمہ پیش سلطان
سر جہان ہوا وقف گریبان

جمایا تنگ خاموشی نے اپنا
بنایا خوف فراموشی نے اپنا

کہا دل نے کہ اے شوریدہ آہنگ
عبث تقدیر سے کرتا ہے تو جنگ

نہ دے تکلیف عقل نارسا کو
ذرا کر یاد قول پارسا کو

یہان سود زیان تکرار مین ہے
غضب کا سامنا انکار مین ہے

کہان تک یہ نیاز و ناز آخر
بقول سعدی شیراز آخر

خلاف رای سلطان رای جستن
بخون خویش باید دست شستن

نہ کام آئی کوئی افسون بیانے
کیا ناچار اقرار زبانے

شہ والا گہر اوٹھا وہان سے
ہوا رخصت فقیر میہمان سے

بہت محظوظ و خوش آیا محل مین
نوید مدعا لایا محل مین

سنایا تو نے حال نوجوان کو
کیا شکر آشنا نطق زبان کو

کہا اختر شناسون سے بلانے
بتاؤ کیا ہے شکل آسمانے

خبر دو گردش شمس و قمر سے
کرو واقف فلک کی خیر و شر سے

پئے شادی کو سوئے تاریخ بہتر ۔ کرو تقویم کے رو سے مقرر

اونہون نے دی دعا شاہِ جہان کو ۔ زبان پر لائے یون حرفِ بیان کو

کہ زہرہ مشتری سے ہون برابر ۔ پڑی ہین ایک ہی خانی مین آکر

اسد مین ہی ستارہ اعظم ہی افضل ۔ قمر نی قوس مین پائی ہی منزل

دو پیکر مین عطارد آگیا ہی ۔ زحل بھی دلو مین صورت نما ہی

ستارون کی بہت اچھی نظر ہے ۔ سراپا دوستی راحت اثر ہے

پسندِ خاطرِ اقدس اگر ہو ۔ شبِ یکشنبہ عقدِ سعید ہو

یہ سنکر شہ نی فرمایا بہت خوب ۔ یہی ہی مادولت کو بھی مرغوب

دیا اختر شناسون کو بہت زر ۔ کیا رخصت بجاہ و شوکت و فر

وزیرون سی کہا شہ نے بتکرار ۔ کہ ہو سامانِ شادی جلد تیار

خزانہ صرفِ راہِ مدعا ہو ۔ تونگر ہو کہ محتاج و گدا ہو

یہ سنکر حکمِ سلطانِ زمانہ ۔ ہوا مصروفِ سامان وہ یگانہ

پئے وحشت ہوا حکمِ رہائی ۔ کہ دو آغوشِ زندان سی جدائی

سیہ خانے سی وہ دلگیر نکلے ۔ بشکلِ نالۂ زنجیر نکلے

ملی آکر انیس و مہربان سے ۔ کہی گذری ہوئی ہر رازدان سے

شبِ تکلیفِ زندان کی کہانی ۔ بیان کی ہمنشینون سی زبانی

اونہون نی صورتِ شادی بیان کی ۔ مبارکبادی دی وصلِ جوان کے

سنایا مژدہ جیسا مشتہر تھا ۔ کہا جو ماجرا پیشِ نظر تھا

یہ سنکر دلمین وہ حیران ہوئی سخت ۔ لگی کہنی کہان ایسی مری بخت

یہی دن کہ مری قسمت کی کہانی
تو وحشت کا ہی کو یہ رنگ لاتی

طبیعت کیون جنون تاثیر ہوتی
مجھے کیون حاجتِ زنجیر ہوتی

کہا سب کچھ مگر جوشِ تمنا
ہوا جویا سراغِ مدعا کا

امید و یاس ہین دو ماہ پارہ
ہوئی ہر سمت سے گرمِ نظارہ

کہ رنگین چار دیوارِ مکان ہے
زمین ہم رنگِ صحنِ آسمان ہے

تکلف سی بچھی ہین جا بجا فرش
بساطِ خاک ہی آئینۂ عرش

ہجوم ماہرویان چار سو ہے
تماشا گردِ راہِ آرزو ہے

دوبالا ہی ہر اک کا حسنِ کامل
بنا ہی غازۂ رو رنگِ محفل

عماری جلوہ بخشِ انجمن ہین
برنگِ غنچہ گلگون پیرہن ہین

صراحی سجدۂ مستانہ مین ہے
ادای خدمتِ پیمانہ مین ہے

نگاہ مست و گرمِ نازِ ساقی
طلبگارِ حواس و ہوشِ باقی

بلند آہنگ ہین نغمے برابر
سکوتِ وجد مین ہے شورِ محشر

یہ عالم دیکھکر بولی کہ قربان
زہی قدرت زہی صنعت زہی شان

اسی عرصی مین وقتِ شام آیا
فروغِ صبح نے انجام پایا

کیا خورشیدِ گردون نی کنارا
عروسِ شب نے زلفون کو سنوارا

ہوا گرمیِ صحبت کا بہانہ
دیا ہر شمعِ محفل نے زبانہ

چراغون کا یہ جس شعلہ چمکا
ہوا دیوار پر عالم شفق کا

بنا کر میہمان کو شاہ نوشاہ
لی آیا بزم مین با شوکت و جاہ

ہوا ہنگامۂ عشرت دوبالا
طرب نی حوصلہ دل سے نکالا

ہوئی سنتے پردہ دخترِ رز سبو سے — لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
مئی ساغر نے نکہت جوش کے دی — لبِ ساقی نے رخصت نوش کے دی
حدیثِ قلقلِ مینائے لبریز — ہوئی ایمان فروشِ زہد و پرہیز
سرِ تقوے خمار آلودہ ہو کر — گرا پھر تلانے پائے خُم پر
پشیمان شرمِ توبہ دل سے نکلے — چھپا کر مُنہ سرِ محفل سے نکلے
نہ سنتا پندِ واعظ کوئے مے نوش — ہر اک تھا مثلِ مینا پنبہ در گوش
ہوا برقِ بلا اندازِ رقاص — لگا گھر کرنے دل میں نازِ رقاص
موافق ساز سے آواز ہو کر — ہوئی پردے سے باہر راز ہو کر
وہ انگیزِ بدن انداز کے ساتھ — وہ لینا مُنہ پہ آنچل ناز کی ساتھ
وہ موجِ بوئے گل ہر ہر کلائے — دکھائی تھی ادائے خوش ادائے
کبھے تو پھیرتے وہ حور تانے — سرِ فتنہ پہ دستِ مہربانے
کبھے کج انگلیوں سے ماہ پارہ — قیامت سے تھی سرگرمِ اشارہ
صدائے صور تھی گھنگرو کی جھنکار — ہوئی خوابیدگانِ خاک بیدار
اسی صورت سے با صد عیش و آرام — ہوا آغازِ شب مشتاقِ انجام
رہی آخر گھڑی بھر رات باقی — ہوا حکمِ عروجِ جام و ساقی
میانِ بزم سازِ محفل سوز — ہوئی اہلِ شریعت سے نوا فروز
ملا کر شکلِ زہرہ مشتری سے — کیا عقدِ جوان شکلِ پری سے
کھلے غنچے دلوں کی صورتِ گل — مبارکباد کا ہر سو ہوا غل
فراغت پائی خویش و اقربا نے — لگے ہر سمت بجنے شادیانے

سمٹ کر آستین و دامن طول شب کا
بنا آنچل رخ صبح طرب کا

چھپا مہتاب آغوش سحر مین
ہوا خورشید نو [illegible] نظر مین

بشکل ہمت والا گہر بار
ہوا [illegible] شمشیر جہاندار

اسیرون کو بصد توقیر و اعزاز
کیا انعام [illegible] سے سرافراز

غریبون پر بشکل ابر نیسان
ہوا ہی [illegible] گوہر افشان

وہ دن مانند صبح عید نوروز
رہا تا شام عیش افزا الم سوز

ہوا جب گیسوئے شب مثل دامن
نقاب چہرہ خورشید پر شکن

دگرگون ہو گیا عالم جہان کا
طلسمی رنگ چمکا آسمان کا

بشکل چشم مشتاق نظارہ
ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ

اوٹھے شعلے دلون مین آرزو کے
ہوئی مشتاق لب بادہ ہو کے

عبادت مین ہوئی مصروف زاہد
ہوئی عشاق ہم آغوش شاہد

لپٹ کر شوق باہم کے بہانے
لگی دل کی لگی دل کی بجھانے

لب مینا ہوئی قلقل کی مشتاق
کیا شیشون نے عزم حسرت طاق

لگے ملنے سبو ساغر گلے سے
لگی مستی ٹپکنے حوصلے سے

ہجوم آرزو جب رنگ لایا
جوان بھی بزم سی خلوت مین آیا

بٹھایا پہلوے مان گلبدن نے
چھپایا منہ کو گھونگھٹ مین دلہن نے

جلیسین شرم رخصت سیمبر سے
ہوئین پنہان نظر آسا نظر سے

بجز تصویر دیوار مکان کے
نہ باقی رہ گیا کوئی جو جانے

ہوئی حاصل جو تنہائی جوان کو
لیا آغوش مین آرام جان کو

بنی بوی عروسی موج بادہ | بڑھی کیفیت مستی زیادہ
گل رخسار سی گہونگھٹ اوٹھا کی | لیے بوسے لب نگین ادا کے
ہجوم جوش کیف موجزن مین | زبان رشک گل لی لی دہن مین
ہوا پھر وقف دست کام اونے | ترنج نخل باغ نوجوانے
نکالے حوصلے دست ہوس کے | لیے بوسے نصیب بوالہوس کے
تمنا نے نہ اسپر اکتفا کے | بڑھی حسرت حصول مدعا کے
لگین ہونی بہم درپردہ گہاتین | سوجہائین شوق کی کچھ اور باتین
زیادہ تر طبیعت رنگ لائے | عبارت چہوڑ کر مطلب پر آئے
سر الماس کچھ کاوش پہ آیا | گہر نے لعل کا جوبن دکہایا
تڑپ کر رہ گئی دخت پریزاد | مزا دینے لگی آہستہ فریاد
بہر صورت ہوئی راحت فروشی | رہی کچھ دیر باہم گرمجوشی
ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی | ہوئی کچھ انتہا آغاز بس کی
بشکل طبع و تخییل مجسم | ہوئی آخر جدا مل مل کی باہم
جوان سی دخت شاہ یگانہ | کہا کی صبح تک دل کا فسانہ
وہ عالم لطف گلگشت چمن کا | وہ قصہ رود عشق حیلہ فن کا
وہ ہونا برملا راز نہان کا | وہ کہانا طیش بانوی جہان کا
وہ تکلیف اسیری کی کہانے | وہ زنجیر جنون کی مہربانے
وہ بیتابی سی دل کا ساز کرنا | وہ اپنے بیکسے پر ناز کرنا
غرض گذرا تہا جو قصۂ غم | کہا کی رات بہر با چشم پرنم

جوان ہی آستان اپنی وطن کے ۔ حکایت گردش چرخ کہن سے

سبب ہر وقت رنج بیسبب کا ۔ بیان تکلیفہای روز و شب کا

جہان مین خستہ و دلریش پھرنا ۔ بناکر صورت درویش پھرنا

تمام احسان جور آسمان نے ۔ بیان کرتا رہا یک یک زبان نے

سحر کو جب خمار آلودہ خواب ۔ اوٹھا بستر سی خورشید جہانتاب

کیا کچھ رخصت شب نے اشارہ ۔ ہوئی برخاستہ بزم ستارہ

وہ دونون خوابگاہ مدعا سی ۔ اوٹھی نیچی کئی آنکھین حیا سے

داستان جانا جوان کا واسطی تلاش کے او جدا ہو کر لشکر سے وطن مین آنا اور جاننا سنکے حال عصمت کا

تری صدقی تری قربان ساقی ۔ خدارا پھر وہی احسان ساقی

دل حسرت زدہ پھر جوش پر ہے ۔ تصدق شرم توبہ نوش پر ہے

وہی پھر صحبت دیوانگی ہے ۔ وہی پھر رخصت فرزانگی ہے

جنون انگیز ہی پھر حال میرا ۔ سر زنجیر ہی پامال میرا

خبردار غم عاشق یہان سے ۔ سخن آرا ہے یون بزم نہان سے

کہ چندی وہ جوان کشتۂ ناز ۔ رہا ہر دم عروس نو سی دمساز

برا ہر وقت شغل کامرانے ۔ ادا کرتا رہا رسم جوانے

مگر دل مین وہی ہرزہ خیالے ۔ وہی ہے سر مین ہوائی پایمالے

وہی داغ غم فرقت جگر مین ۔ وہی شوق رخ عصمت نظر مین

فراموشی مین اکثر یاد کرتا ۔ تہ لب بی صدا فریاد کرتا

پشیمان شرمساریون سی رہتا / خجل روی غمِ پنہان سی رہتا
یہی کہتا کہ مین کس سے جدا ہون / یہ کس کا ناز بردارا ہوا ہون
غرض اک دن نہایت تنگ آیا / ہجومِ جوشِ سودا رنگ لایا
بڑھی دیوانگی حد سے زیادہ / کیا گلگشتِ صحرا کا ارادہ
ہوا خاصہ جلوسِ شہریارے / چلے مانندِ بوے گل سوارے
پھرا جب دو پہر لشکر وہ سارا / ملا اک دشت پر وحشت قضارا
لکھون تعریف کیا اوسکی قلم سے / بلا انگیز تر وحشتِ عدم سے
تمازت سی عیان جوشِ تبا ہے / تڑپتی ریگ مثلِ ریگ ماہے
نہ سایہ تھا نہ برگِ خشک و تر تھا / برنگِ شاخ آہو ہر شجر تھا
کفِ سائل کیصورت چشمہ بے آب / ہوای گرم سے ہر مرغ بیتاب
حرارت سی دھوان اوٹھتا جگر مین / تپش سے آبلہ پڑتا نظر مین
یہ عالم دیکھکر وحشتِ بلا کا / نظر مین پھر گیا سامان قضا کا
کمالِ تشنگی لایا غضب مین / ہوئین جانین نہان آغوشِ لب مین
گھٹے ہمت لحاظِ آرزو کے / پھر اک نی جستجوی آبجو کے
وہ ساری اہلِ لشکر ہوگئی بیتاب / لگے کرنے تلاشِ چشمۂ آب
جوان مانندِ سنگِ میل تھا / رہا گھوڑے پہ محوِ سیرِ صحرا
طلسمِ قدرتی پیشِ نظر تھا / تماشا جلوہ گاہِ خیرہ تر تھا
قضارا مثلِ دل قابو سے بیزار / ہوا اک آہوے وحشی نمودار
وہ آہو یا ہوای مدعا تھا / برنگِ شوق دل مین پھر رہا تھا

قصۂ بیقراری و صبر پیدا
سر وحشت نہ رم کا مل سے پیدا

ستم نا آشنا صید کمان سے
گریزان وحشت آباد جہان سے

ہوا اک صید کی پیچھے جوان کو
کیا گمراہ اپنی رخش خوش عنان کو

وہ آہو صورت اشک چکیدہ
ہوا آرام سے دامن کشیدہ

بشکل جسم و سایہ دونون باہم
ہوئے صید کمند حلقۂ رم

تصور تھا جوان آہو گمان تھا
فقط فرق خیالی درمیان تھا

قریب شام وہ آہوی خستہ
ہوا غائب برنگ رنگ جستہ

جوان حسرت زدہ مایوس ہو کر
لگا کرنے تلاش اہل لشکر

بہت کی جستجو لیکن نظر سے
نہ گذرا ایک بھی نوع بشر سے

پھرے قسمت نگاہ یار ہو کر
مقدر سو گیا بیدار ہو کر

پریشان خستہ آوارہ جگر خون
لگا پھرنے میان دشت و ہامون

نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و حشم تھا
نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا

نہ وہ ظل ہمای چتر شاہی
نہ وہ سر بین خیال کجکلاہی

ہوا آغاز جب آغاز شب کا
بشکل داغ دل مہتاب چمکا

پس پردہ سی ہر نقش طلسمی
لگا دینے فریب نور جیسے

جوان ناچار گھوڑی سی اوتر کر
ہوا منت کش آرام بستر

کوئی نخل کہن تھا مثل طوبی
بغل پروردۂ فردوس اعلی

طرب بخش چمن نہار طرب تھا
ہر اک پتا کف اہل کرم تھا

مطرا صورت سرو گلستان
بہار ہشت جنت جس پہ قربان

اسی کی ہیچی وہ برگشتہ قسمت | ہوا شرمندۂ احسان راحت
رفیق بیکسی زخم سبک پا | رہا محو گیاہ سبزہ صحرا
جوان بیٹھا ہوا بالای بستر | بشکل آینہ حیرت سی ششدر
دل پر سوز و جان شعلہ پیوند | گذرگاہ خیال چند در چند
کبھی گریان غم اہل وطن مین | کبھی سوزان تپ داغ کہن مین
کبھی شاکی دل نامہربان سے | کبھی دلتنگ جور آسمان سے
کبھی پیش نظر نیرنگ تقدیر | کبھی سیر طلسم غم سی دلگیر
کبھی کہتا کہ یارب مین کہان ہون | یہ کیون پامال جور آسمان ہون
کہان لائی مری قسمت کہان سے | کہان لیجای گی وحشت یہان سے
کبھی کہتا دل مضطر سے اپنے | ملون گا کسطرح لشکر سے اپنے
وہان ہر ایک پر روز و شبانہ | گذرتی ہوگی کیا ہی آب و دانہ
احبا بیخور و بیخواب ہونگے | مری فرقت مین سب بیتاب ہونگے
اسی صورت وہ پامال زمانہ | بیان کرتا رہا اپنا فسانہ
کہ اسمین ماندگی ہی ہوگی بیتاب | کیا آنکھون نے میل بوسۂ خواب
ہوئی غفلت سی بیداری ہم آغوش | بجالائی دل و جان خصمت ہوش
کیا روح جہان پیمانے اپنا | تعلق عالم علوی سی پیدا
نظر کرتا ہے کیا وہ بادیہ گرد | کہ بیٹھے دم خضر صفتے اک جوانمرد
سر بالین بشکل بخت آکر | یہ کہتا ہی کہ ای برگشتہ اختر
کہان پھرتا ہی آوارہ جہان مین | پڑا ہی مست کس خواب گران مین

محبت مین سر آرام جان کیا — ہوای لشکر و طبل نشان کیا
نہ سمجھا آبروی صادقے کو — لگا یا داغ نام عاشقے کو
یہ سب سامان ننگ حیا ہی — خلاف غیرت اہل وفا ہے
اگر دل مین ہی جوش ہوس تھا — تو ناحق درپی سوز نفس تھا
محبت بازی طفلان نہین ہے — بہت مشکل ہی یہ آسان نہین ہے
ادہر سودای شاہی مغز سر مین — ادہر داغ غم عصمت جگر مین
غم معشوق و شوق بادشا ہے — تباہی ہی تباہی ہی تبا ہے
دورنگی ہی گل بازی کو دیکھا — ادہر کا ہی نہ بیچارہ ادہر کا
دورنگی سی لب ساحل ہی بیتاب — نہ موج ریگ ہی نی موج آب
اوٹھا پردہ دوئی کا درمیان سے — گذر جا ہر حجاب این و آن سے
یکا یک علم غیب سے سدہارا — اور آنکھین کھل گئین اسکی قضارا
جو دیکھا ہر طرف گذری نظر سی — تماہی شب کی آغاز سحر سی
جوان فرش زمین ہی اوٹھکی ششدر — درآیا پشت رخش خوش عنان پر
توکل پر وہ یکتای زمانہ — ہوا اک سمت کو آخر روانہ
رفاقت مین تمنای وطن تھی — عوض رہبر کی ہیم راہزن تھی
نکوئی رازدان جز کاہش دل — نکوئی ہمسفر جز طول منزل
بیابان در بیابان کوہ در کوہ — لگا پہرنے بصد تکلیف و اندوہ
اسی صورت سی وہ نکورات کرتا — توا کہ سے بسر اوقات کرتا
کئی دن جب رہا وہ جادہ پیما — ہوا تخت مین آ کر جلوہ فرما

وہان گذری نظر سی چند انسان — بصورت آدمی سیرت مین حیوان

گران دل بےسبب انداز اونکا — عداوت سی زیادہ عناد اونکا

جگہ ہوتا تھا شک ہر سخن مین — زبانِ تیر تھی گویا دہن مین

جوان کو دیکھکر سمجھے وہ کافر — کہ یہ کوئی ہے نووارد مسافر

وطن کی اور کوئی گلزمین ہے — یہ بلبل اس گلستان کا نہین ہے

تماشے قریب آکر جوان کے — نکالے حوصلے لطفِ بیان کے

لگے کہنے کہ ای سرو سرافراز — ہوا کیونکر یہان تو سایہ انداز

ہوا کس وجہ سی عازم یہان کا — ارادہ دلمین ہے کہتا ہی کہان کا

کہان رہتا ہی کہہ تیرا کہان ہی — وطن ہے کہتا ہی یا نہ خانمان ہے

کہا گہر تو مرا ہے لکھنؤ مین — مگر مین گم ہون اپنی جستجو مین

نکالا جوششِ وحشت نے مجکو — جگہہ دی وادیِ غربت نے مجکو

کہون کیا کیا بہت گذرا زمانہ — لیے پہرتا ہی مجکو آب و دانہ

تمنا ہے کہ اب جاؤن وطن کو — ستاؤن داغِ یارانِ کہن کو

ہوس ہے کہتا ہون لطفِ دوستی سے — ملون مین جادۂ ہندوستان سے

کرو تکلیفِ رسمِ رہنمائے — بجالاؤ کچھہ آدابِ وفائے

یہ سنکر جملہ وہ غولِ بیابان — ہوئی آمادۂ سامانِ احسان

بڑھی آگے بشکلِ شوقِ منزل — ہوئی ہمراہ مثلِ کاہشِ دل

جب آئی سرحدِ ہندوستان پر — ہوئی آمادہ قتلِ نوجوان پر

زر و سیم و جواہر جسقدر تھا — وہ سب نذرِ جفای راہبر تھا

نہ کھوڑا رکھا یا سے نہ اسباب — رہی عریان تنی یا جان بیتاب
پریشان خستہ آوارہ جگر ریش — بڑا تھا وہان سی مثل درویش
نہ زادِ رہ نہ سازِ استقامت — گدایانہ سدا قطعِ مسافت
رہا وارفتۂ جوشش آرزو مین — ہوا وارد رونق افزا لکھنؤ مین
ملا خویش و عزیز و اقربا سے — ہوا ہم بزم یار و آشنا سے
دل و جان سی ہوئی ما باقیِ بان — گلے ملکر کہا اے خوب ارمان
قضارا ایک دن یارانِ باہم — برنگ غنچۂ گل تھی فراہم
طرب انگیز سامان ہر طرف تھا — بشکلِ غم تکلف بر طرف تھا
ہنسی سے دل لگی تھی قہقہے تھے — محبت خیز باتین کر رہے تھے
نشاط افزا ہر اندازِ سخن تھا — کنارِ عیش ہر انجمن تھا
تمامی سوزشِ دل کا فسانہ — بیان کرتی تھی باہم دوستانہ
جوان بہی التماسِ ماجرا سی — تکلم آشنا تھا آشنا سے
بآخر جوشِ تکلیفِ نہان سی — لگا یون کہنے یارِ ہم زبان سے
کہ وہ بالا بلا عصمت کہان ہے — بتِ کافر ادا عصمت کہان ہے
کہان ہنگامہ آرای وفا ہے — کہان بیگانہ جو لطف آشنا ہے
کدھر مائلِ مزاجِ دلبر ہے — کدھر مصروفِ حسن کافری ہے
کہا اوسنے تمسخر سے کہ ای یار — کہون کیا حال اوسکا مین دلافگار
رئیس شہر ہی کوئے دلاویز — حسین و دلکش و خوشوضع و نوخیز
رہی کچھ روز تک نوکر جوان سے — نکالا کی ہوس جوشِ نہان سے

ہوا باہم کچھ ایسا ربط پیدا — کہ وہ دونوں ہوئی آپس میں شیدا
لگی بڑھنے بہت نار و بر و کے — چڑھی مستی شرابِ آرزو کے
ہوا اس عشق کا آخر یہ انجام — کہ گھر میں پڑ گئی اوسکی وہ گلفام
وہیں اب تک گلِ رنگین ادا ہے — وہیں نکہت فروشِ مدعا ہے
وہیں رہتی ہی مستِ بادہ و جام — وہیں کہتی ہی لطفِ عیش سی کام
وہیں ہی سرخوشِ کیفِ جوانی — وہیں ہی محوِ رسمِ کامرانی
یہ سنکر وہ جوانِ سر بسر جوش — رہا مثلِ زبانِ شمع خاموش
جگر سی کھینچکر آہِ نہان کو — کیا برہم طلسمِ جسم و جان کو
تہ و بالا ہوا سامانِ محفل — لگی سر پیٹنے یارانِ محفل
پدر مادر سرِ بالین پہ آکر — گری مانندِ اشکِ تر زمین پر
ہوئی کم حوصلہ ضبطِ فغان سے — لیے نالون نی بوسی آسمان کے
تقاضای تپِ سوزِ نہان سی — ہوئی مصروفِ شیون اس بیان سے
کہ ہی ہی کیا یہ قسمت رنگ لائی — تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی
یہ دن یہ سن یہ آغازِ جوانی — یہ خوابِ نازِ مرگِ ناگہانی
یہ پر ارمان سفر کرنا جہان سے — یہ تیرا اسنے نشان ہونا نشان سے
کہان جائیں کریں ہم کس سی فریاد — دریغا حسرتا ای وای بیداد
ہجومِ شورِ ماتم اس قدر تھا — سویدای دلِ محشر وہ گھر تھا
ہوا شورِ فغان آخر گلوگیر — بنا تھا ہر لب لبِ خاموش تصویر
لگی تجویز ہونے گور کفن کے — خلش پیدا ہوئی غسل و کفن کے

پھر صورت جنازہ نوجوان کا
ہجوم خلق و شور آہ و فریاد
کوئی حیرت سی تصویر مکان تھا
گریبان چاک تھا کوئی الم سے
کوئی تھا سرنگون بخت زبون سی
غرض وہ حلقۂ اہل عزا مین
سر امید دل پر خاک ڈالے
عزیز و آشنا الحمد پڑھ کر

نہایت شان شوکت سی نکالا
نظر آیا زمانہ ماتم آباد
کوئی مست شراب و خشت تھا
کوئی تھا خاک بر سر فرط غم سے
پشیمان تھا کوئی اپنی فسون سے
ہوا مدفون زمین کربلا مین
کنار گور سے حسرت نکالے
ہوئی رخصت بہ خاطر مکدر

داستان نکلنا گھر سے دختر شاہ کا تلاش جوان میں اور لکھنؤ میں آکر جانا بستاے جادوی

خدا را اب تو ای ساقی ولا سے
گریبان گیر تکلیف وفا ہی
خبردار مصیبت کے بیان سے
کہ اوس وحشت بلا مین فوج شاہی
تلاش نوجوان مین خستہ ناشاد
قریب شام سب مایوس ہو کر
بسر کی شب خیالات عجب مین
سحر اک نئی آئی نہ دشاہ دلگیر
جو کچھ گذری تھی کیفیت جوان پر

مجھی بیہوش کر جام فنا سے
قضا کی ہاتھ میرا فیصلا ہے
ہوا ظاہر یہ اسرار نہان سے
رہی دن بھر گرفتار تباہی
پھری ریگ روان کیطرح برباد
ہوئی بی آب جوں نقش بستر
چلی وقت سحر رنج و تعب مین
کہا افسانہ نیرنگ تقدیر
بشکل درد دل لائے زبان پر

تحیّر خیز یہ سنکر فسانہ — ہوا ششدر شہنشاہ زمانہ
مزاج پاک پر صدمہ ہوا وہ — دل عاشق کی صورت کھو گیا وہ
جگر مانند دامان نظارہ — ہوا دست الم سے پارہ پارہ
پریشان ہو گیا مجموعۂ دل — ہوئی کشت تمنا برق حاصل
یہ شمشیر بلا انگیز ناگاہ — ہوا اندوہ رنز دو بانو شاہ
بشکل ساز دل دل مین جھنک کر — ہوئی بیتاب مثل اشک مضطر
بحسرت جانب دختر نظر کے — شتاب آرزو پر چشم تر کے
لگی کہنے کہ ہی ہی یہ جو اسنے — یہ تکلیف جفای آسمان نے
بسر کس طرح سے ہو گئے خدایا — مقدر نی یہ کیا سامان دکھایا
یہ عالم دیکھکر ہر محرم راز — ہوئی آئینہ سان حیرت سی ہمساز
سبب پوچھا ہجوم درد و غم کا — کہا نیرنگ تکلیف ستم کا
کہا کیا حیلہ سوجہا آسمان کو — کہا صحرا مین کھویا نوجوان کو
کہا کیونکر کہا جس وقت دلگیر — گیا سوی بیابان بہر نخچیر
اراکین ریاست ہمعنان تھے — ترقی خواہ پابوس جوان تھے
کسی میدان دشت پر بلا مین — پھری سرگشتہ جوش مدعا مین
کمال تشنگی سے ہو کی بیتاب — لگے کرنے تلاش چشمۂ آب
اکیلا رہ گیا آخر وہان پر — نہین معلوم کیا گذری جوان پر
نظر آیا نظر پھر وہ نہ آیا — کسی نے پھر نشان اوسکا نہ پایا
رفیقون نی بہت کچھ جستجو کے — مگر نکلے نہ حسرت آرزو کے

وہاں سے پھر کی جو احباب آئی — یہ وحشت خیز مضمون ساتھ لائی

اسی سے دل مصیبت آشنا ہے — اسی غم سے جگر داغِ بلا ہے

یہی ہے باعثِ فریاد و زاری — یہی ہے جلوہ بخشِ بیقراری

یہ سنکر ہر کسے کا جی بھر آیا — قلق کو دل نے سینے سے لگایا

بھڑایا سلسلہ آہ و فغان نے — کیا پیوندِ سینہ آسمان نے

خموشی نے کیا لب سے کنارا — ہوا شورِ قیامت آشکارا

چلے فریادِ غم دل سے کشیدہ — سرشک آنکھوں سے نکلے آبدیدہ

تصور تھا وہ عروسِ نو پر ارمان — رہی خونابہ نوشِ ضبطِ پنہان

ندی رخصت خموشی نے فغان کی — رہی پابند شرم اپنے آن کی

سہا کی کشمکش رنج و تعب کے — حیا مانع رہے ترکِ ادب کے

مگر دل میں تھی شلِ نی غم آباد — جگر سے تا دہن لبریز فریاد

پشیمان ہو گئی جوشِ آرزو سے — اوٹھی ناچار ماں کی روبرو سے

لیے سوزِ جگر خلوت میں آئے — غم و رنج لئے جنت میں آئے

لپٹ کر خوابگاہِ نوجوان سے — لگے رونے تپشہای نہان سے

بنا سوزِ درون سے سینہ گلخن — چھپے اشکِ جگر گون سے یہ دامن

ہوئی مشتاق فرقت میں کفن کے — رکھی باقی نہ دہجی پیرہن کے

پئے تعظیمِ استقبالِ ارمان — بڑھا ہر پارہ چاکِ گریبان

فغان نے رسمِ بیتابی ادا کے — صدا دی لب نے شورِ مرحبا کے

قلق میں محو تھی رنج و الم میں — لگی کہنے بسرِ ذوقِ ستم میں

کہ اے سروِ چمن زارِ تمنا — کہاں ہے مائلِ گلگشتِ صحرا
کہاں ہے محوِ نظارہ جنون مین — کہاں پھرتا ہے آوارہ جنون مین
کہاں دلدادۂ نخچیر ہے تو — کہاں صیادِ آہو گیر ہے تو
کہاں وحشت شریکِ بیکسی ہے — کہاں قسمت فریبِ مدعی ہے
کہاں تکلیف ہے راحت کہاں ہے — کہاں تو تختۂ مشقِ آسمان ہے
اسی صورت سے چندے وہ پریزاد — رہی شرمندۂ احسانِ فریاد
برابر صحبتِ آہ و فغان مین — بسر کے انتظارِ نوجوان مین
مگر دل کی لگی بجھنے نپائے — کہین سے کچھ خبر اوسکی نہ آئے
رہی قسمت ترقی خواہ غم کے — خلش بڑہتی گئی خارِ الم کے
تھکی سب چارہ گر چارہ گری سے — کنارہ کش ہوئی حالِ پری سے
بآخر وہ بتِ سرمایۂ ناز — ہوئی یون دل سے اپنے مشورت ساز
کہ اے پروانۂ شمعِ جگر سوز — گداز آموزِ داغِ سر بسر سوز
تجھے اب کیا ہے پاسِ ننگ و ناموس — کہاں تک احتیاطِ ناز افسوس
اوٹھا دے پردۂ شرم و حیا کو — بٹھا سینے مین نقشِ مدعا کو
غبار اوسکا نکل قیدِ مکان سے — برنگِ جوشِ خاطر مل جوان سے
جہان ہو جلوہ وہین تو آرزو مین — بسر کر عمر داغِ جستجو مین
اسی عالم مین اکدن نصف شب کو — کیا آگہ دلِ فرصت طلب کو
کہ یہ موقع ہے ترکِ اقربا کا — یہی ہے وقت عرضِ مدعا کا
نکر غفلت کہ غفلت کا نہین وقت — نکل جائے نہ قابو سے کہین وقت

یہ کہکر جوشِ تکلیفِ جگر مین — ہوئی مصروف سامانِ سفر مین
لباسِ نو عروسی کو کیا چاک — حجابِ جسم کی مردانہ پوشاک
رکھی سر پر کلاہِ رشکِ خورشید — تصدق جسپہ ہو اقبالِ جمشید
قبای لالہ گون زیبِ بدن کے — گلابی ہوگئی رنگت سمن کے
غرض اس طرح وہ وحشت یگانہ — قدم فرسا ہوئی بیرونِ خانہ
پسِ دیوار کوئی رازدان تھا — عنان گیرِ سمندِ خوش عنان تھا
قریب اوسکی پہونچکر بے محابا — ہوئی بالای زین یہ جلوہ فرما
کہا رخصت کہا اللہ نگہبان — کہا کچھ اور رہے امیدِ احسان
کہا وہ کیا کہا ہمراز تو ہے — دمِ آخر یہ بس تجھسے آرزو ہے
رہے مدنظر پردہ ہمارا — نہو یہ رازِ پنہان آشکارا
یہان سی اب تلک نے تو ہوا ہو — خدا جانی سحر کی وقت کیا ہو
یہ کہکر وہ بتِ پروردہ ناز — ہوئی آمادہ مشقِ تگ و تاز
اوٹھائی باگ اسپِ خوش عنان کے — ہوس کی کوششِ قطعِ جہان کے
خیالِ کاوشِ تقدیر سر مین — غمِ غماز کا کھٹکا جگر مین
کبھی پیدا کبھی پنہان نظر سی — سراپا برقِ تکلیفِ سفر سے
کئی دن مثلِ خورشید جہان گرد — پھری وہ خستہ و آلودہ گرد
بہت کی جستجو لیکن کسی جا — نشانِ نقشِ تمنا کا نپایا
بمجبوری تلاشِ نوجوان مین — قدم فرسا ہوئی ہندوستان مین
کئی دن بعد عشقِ فتنہ پرداز — ہوا آسانیِ مشکل سے دمساز

ہجومِ شوقِ جوشِ آرزو میں / لی آیا اوسکو شہرِ لکھنؤ میں

باُجرت اک مکان لیکر شب و روز / لگی رہنی وہ خورشیدِ دل فروز

کمالِ خُلق سی سبکو لُبھایا / ہر اک سی رابطہ اوسنی بڑھایا

تمامی دوست وقتِ خلوتِ عیش / لگی رہنی شریکِ صحبتِ عیش

قضارا ایک دن یارانِ باہم / بشکلِ ہوشِ دانا تھی فراہم

بہم ہنگامہ آرای بیان تھے / سخن پردازِ نیرنگِ جہان تھے

کوئی اون سب مین یارِ رمزدان تھا / سراپا دفترِ حالِ جوان تھا

دمِ اظہارِ افسونِ زمانہ / کہا اوسنے وہی غمگین فسانہ

وہی مضمونِ عشقِ سربسر جوش / بنایا گوہرِ آویزۂ گوش

کیا وقتِ سحر اوسنی بناکام / سرِ آغاز کو پابوسِ انجام

یہ سنکر لی رہی دلمین مگر دل / بنا محشر فروشِ رقصِ بسمل

برنگِ بادۂ مینای خاموش / سکوتِ لب سی توام شعلۂ جوش

ہوئی یاسِ جوانِ یار جانے / مبارکبادِ مرگِ ناگہانے

ہوئی برخاستہ جو وقتِ صحبت / اوٹھی وہ شعلہ سارِ داغِ حسرت

رفاقت مین اجل کو لی کی دلبر / ہوئی حاضر مزارِ نوجوان پر

لپٹ کر تربتِ شوریدہ سر سے / کیا گلپوش ہر داغِ جگر سے

سرِ بالین بصد تکلیفِ جانکاہ / کیا روشن چراغِ شعلۂ آہ

کلاہِ خسروی پھینکے زمین پر / اوڑائی خاکِ زلفِ عنبرین پر

لبِ نازک کو دی رخصت فغان کے / ادا کی رسمِ تکلیفِ بیان کے

کہ ای پیوندِ چاکِ دامنِ خاک
غبارِ کاروانِ جانِ غمناک

ہوا ای صید مین آیا کہان تو
بنا کس جا نشانِ بی نشان تو

ندامت کیا ہوئی اہلِ وطن سے
چھپائی شکل کیون ہیا کِ کفن سے

نہ یاد آئی کبھی بھولی ہی گھر کے
نہ میری ناشکیبی پر نظر کے

تری غم مین ہوا برہم زمانہ
دگرگون ہو گیا سب کارخانہ

نہ وہ رنگین بہارِ انجمن ہے
نہ وہ صحنِ زمین رشکِ چمن ہے

جہان تھے کامرانے رونق افروز
وہان حسرت برستی ہی شب و روز

یہ پونہچا حال جوشِ آرزو مین
کہ نکلے آپ تیری جستجو مین

جہان مین صورتِ خورشید و مہتاب
پھری دن رات تنہا بیخور و خواب

مگر تجھکو نہ ای غمناک پایا
جو پایا ہی تو زیرِ خاک پایا

تمنای دلی دل سے نہ نکلے
یہ لیلے گردِ محمل سے نہ نکلے

زبانِ شمع تھی گویا جہان مین
جلا کے حسرتِ لطفِ بیان مین

غرض یون ہی مزارِ نوجوان سے
بیان کرتی رہی نوحہ زبان سے

ہجومِ غم سے ہی آخر تنگ آکر
ہوئی راہی عدم کو روحِ مضطر

لیا احسان تکلیفِ کفن کا
مٹایا سب کی جھگڑا روح و تن کا

احبا سنکے یہ افسونِ تقدیر
ہوئی خود گم برنگِ نقشِ تصویر

قناعت کی نہ بازاری خبر پر
چلی سب بیت شوریدہ سر پر

وہان آکر جو دیکھا چشمِ تر سے
تو گذرا اور ہی سامان نظر سے

کہ اک وحشت پرور رشکِ تصویر
مزارِ نوجوان سے ہی بغل گیر

تقاضای تمنا جوش پر ہے — فدا مختار لب خاموش پر ہے
لیے ہی پہلوِ مدفن بغل مین — زبان ہی شکر احسان اجل مین
ہوا ثابت کہ یہ سیارۂ اختر — کسی خورشید طلعت کی ہی دختر
تعلق اسکو تھا حسنِ جوان سے — اسی کی عشق مین نکلی مکان سے
یہان آکر اوسے جو مژدہ پایا — ہجوم جوش غم یہ رنگ لایا
ہر اک نی عالم آہ و فغان مین — کیا دفن اوسکو پہلوی جوان مین

داستان اثر کرنا عشق جوان کا دلِ عصمت مین اور لپٹ کر قبر جوان سے جان بحق تسلیم کرنا

شتابی لا می گلنار ساقی — دم رخصت نکر تکرار ساقی
پلا اک جامِ آخر انجمن مین — لگا دی قفلِ خاموشی دہن مین
کہان پھر صحبتِ لفظ و معانی — تمامی پر ہے دورِ خوش بیانی
زبانِ سینہ بالی نالہ پر ہے — سکوتِ مدعا آغاز پر ہے
شرر ریز بیان نوکِ زبان ہے — گل افشان یون چراغ داستان ہے
کہ جب اس عشقِ کافر ماجرا کے — برآئے آرزو مشقِ جفا کے
برنگِ اشکِ نامقبول مژگان — کیا دونون کو زیرِ خاک پنہان
یتیمی نے لیے بوسی الم کے — ہوئی کم حوصلے نازِ ستم کے
مزا جاتا رہا آہ و فغان کا — جگر پانی ہوا اشکِ روان کا
برنگِ جانِ شیرین روحِ فرہاد — لگے پھرنی مصیبت خانہ برباد
نشانِ سجدۂ زاہد کی صورت — ہوا سے آبرو و داغ کدورت

کچھہ جذبۂ دل گھات مین تھا | اثر کا منتظر ہر بات مین تھا
کی تکلیف محرومی گوارا | ہوا در پردہ آخر آشکارا
دل عصمت مین مثلِ شیشۂ سحر | در آیا شوق ہم آغوش ہوکر
برنگِ رشتۂ تسبیح یکبار | ہوا سو جا رگِ جان سی نمودار
جگر کو جوش غم نی گدگدایا | زبان تک نالۂ شکوہ بنکی آیا
مزا دینے لگی کاوش جگر مین | لگی گھر کرنے حسرت چشمِ تر مین
ہجومِ ضبط نی رخصت طلب کے | بن آئی نالۂ رخصت طلب کی
خلل واقع ہوا عیش و طرب مین | تبسم چھپ رہا آغوشِ لب مین
بڑہی کاہش بیانِ حالِ بسمل | ہوئی آرامِ جان بیتابیِ دل
کچھہ ایسا جوشِ خاطر رنگ لایا | کہ ہر دم کو دمِ شمشیر پایا
نہ خود واقف نہ واقف محرمِ راز | بنی اپنی شکستِ دل کی آواز
جگر مین صدمۂ جانکاہ رہتا | سفر مین کاروانِ آہ رہتا
ستم کے ہر گھڑی ایجاد رہتی | طبیعت مائلِ فریاد رہتے
خموشی مین اثر شورِ جنون کا | فغان مین رنگ نیرنگِ فسون کا
ہوئی وہ رفتہ رفتہ تنگ آکر | برنگِ بوئی گل جامی سی باہر
مگر حیرت کہ یارب راز کیا ہی | یہ کیسا سوز ہی یہ ساز کیا ہی
یہ کیا افسردگی ہی سر بسر جوش | یہ کیسی بیخودی ہی غیرتِ ہوش
یہ کسکو لاگ ہی میری جگر سے | یہ تیرِ بے خطا آیا کدھر سے
یہ کسنی سحر یا افسون کیا ہی | یہ کسنی دل کو میری خون کیا ہی

الم کیوں ہمدمِ آغوشِ دل ہے
شکایت کیوں زباں سے متصل ہے

نہ قندیلِ حرم سے نے شعلۂ دیر
جلاتی ہے مجھے کیوں حسرتِ غیر

یہ کس نے آرزو کی آرزو ہے
یہ کس خود گم کی دل کو جستجو ہے

ہوا کیا وہ سرورِ نوجوانی
ہوا کیا وہ فراغِ زندگانی

فلک آمادۂ پرخاش کیوں ہے
مقدر کو سرِ پاداش کیوں ہے

بہ صورت بُتِ بیگانۂ ہوش
بیاں کرتی رہی افسانۂ جوش

تسلی کی عوض ہر دم شب و روز
ترقی پر رہا سوزِ جگر سوز

کسی صورت دلِ مضطر نہ ٹھہرا
شرر آسا کبھی دم بھر نہ ٹھہرا

خور و خواب و نشاط و کام اس نے
ہوئی سب نذرِ جوشِ نوجوانے

نہ پیدا کی نہ خود بیٹھی رہی وہ
نہ آرائش نہ رنگینی رہی وہ

رہا ہمدم نہ آئینہ نہ شانہ
نہ مستِ نازِ چشمِ جادوانہ

نہ وہ شوخی رہی طرزِ بیاں میں
نہ پیدا کی رہی باقی زباں میں

طبیعت ہٹ گئی ناز و ادا سے
ہوئی مانوس سودا و دوا سے

قضارا دن جو نوچندی کا آیا
تمنائے دلی نے جوش کھایا

پئے کسبِ شرف اپنی ہوا میں
ہوئی وہ رونق افزا کربلا میں

مقابر پر رہی کچھ دم جبیں سا
ہوئی پھر مائلِ سیر و تماشا

کہ شاید کچھ دلِ مضطر بہل جائے
کہیں سینے سے خارِ غم نکل جائے

ہر اک جا وہ مثالِ مبتلائے
پھری مانندِ تصویرِ خیالے

ولیکن کاوشِ قسمت سے اصلا
دلِ پروردۂ وحشت نہ بہلا

وہی آشوب جوشِ بیقراری — رہا آرام جانِ دلفگار سے

ہوا جب سایہ گستر دامنِ شام — کیا اک قبر کے پہلو مین آرام

بچھا کر چاندنی فرشِ زمین پر — ہوئی مثلِ مہِ نو جلوہ گستر

قضارا تھی وہ تربت نوجوان کے — اوسی مشتِ غبارِ ناتوان کے

ملا موقع جو باہم متصل کا — بھڑک اوٹھا شرارہ داغِ دل کا

لگی گھبرا کے کہنے ہمزبان سے — یہ قبر آباد ہی کس خستہ جان سے

کشان ہی جذبِ دل سوی محبت — مجھے آتے ہی کچھ بوی محبت

وفا مشتاق تکلیفِ وفا ہے — ہوای وصل پیغامِ قضا ہے

سرِ مژگان ہی تر رونی سی پہلی — جگر پانی ہی خون ہونی ہی پہلی

بھرا آتا ہی جی خالی جگر ہے — ترقیخواہِ طوفانِ اثر ہے

یہ سنکر وہ جلیسِ رشکِ لیلی — ہوئی یون چہرہ آرای تسلی

کہ ای شاکیِ دلِ لبریزِ خون کی — تجھی ابتک ہی کیفیت جنون کی

کہان یہ قبرِ کہنہ اور کہان تو — خدارا ہوش مین آ بدگمان تو

یہ اندازِ جنون اچھا نکالا — ترا عالم ہے عالم سی نرالا

یہ سنکر چپ رہی پر وقت پا کے — کہا اک اور نی سب حال آ کے

کہ یہ تربت ہی تیری خستہ جان کی — شہیدِ تیغِ نازِ امتحان کی

جلایا آتشِ حسرت نی تیری — ملایا خاک مین غفلت نی تیری

نہ دیکھی کچھ بہارِ نوجوانی — پہلی پھولی نہ شاخِ زندگانی

ہوا دیوانہ جوشِ آرزو مین — پھرا برسون ہوای جستجو مین

پشیمان ہو گئی آخر مدعا سے — پر ارمان اوٹھہ گیا دار فنا سے

کشش کو بعد مردن رحم آیا — کہ تجھکو لا کی پہلو مین بٹھایا

وگرنہ کیون خبر ہمراز دیتا — نہ تھی کاہی کو فرصت ناز بیجا

یہ سنکر وہ بت برگشتہ تقدیر — رہی کچھ دیر خود گم شکل تصویر

نہ لائی تاب پھر ضبط نہان کے — خموشی بن گئی صورت فغان کے

لپٹ کر پہلوے گور جوان سے — کنارہ کش ہوئی روح روان سے

عدم کو جلوہ گاہ راز سمجھے — تن خاکی کو بھی غماز سمجھے

حجاب مدعا تھی صحبت گل — گئی تنہا برنگ نکہت گل

انیس و ہمدم و ہمراز مطلب — عجب سی رہ گئی منہ دیکھکر سب

اقارب سنکے یہ غمگین فسانہ — تحیر سی رہی تصویر خانہ

لیے ہمراہ سامان قیامت — ہوئی سب حلقہ زن بالای تربت

ہجوم حسرت و آہ و فغان مین — کیا پیوند آغوش جوان مین

فسون عشق کا فرما جدا سی — گئی ناکام سب دار فنا سے

محبت طرفہ برق جلوہ گر ہے — جہنم سوز جسکا ہر شرر ہے

نیاز مدعی ہی ناز اسکا — قضا انجام ہی آغاز اسکا

نظر کو جلوہ گاہ ساز پایا — جگر کو پایمال ناز پایا

بیان اسکا نہین ممکن زبان سے — زبان مجبور ہی اسکی بیان سے

خموشی التماس التجا ہے — حد مطلب سکوت مدعا ہے

نہین ہی یہ مقام نکتہ دانی — یہان بہتر ہے عذر بے زبانی

دیا انجام طومارِ وفا کو | کیا رخصت ہجوم مدعا کو

خاتمہ کتاب

بحمد اللہ کہ یہ نظم گرامی | ہوئی گلگونۂ حسن تمامی
مبارکباد رخصت دی قلم کو | سنایا مژدۂ ہستی رقم کو
رکا الماس فکر جان گسل کا | ہوا موقوف آنا لخت دل کا
ہوئی گم گوہر افشانی زبان کی | تراوش ہو چکے ابر بیان کی
ہوا روپوش حسن خوش کلامی | حدیث عشق نے پائی تمامی
دعا مجھکو دل بیتاب نے دی | صدای مرحبا احباب نے دی
خصوصا اعتبار نکتہ دانی | جواب طالب و قدسی ثانی
تخلص شمس و اشرف علی نام | سراپا مخزن الطاف و اکرام
سنا یہ قصہ جب میری زبان سے | نہایت خوش ہوئی طرز بیان سے
لکھی تاریخ سال اسکی بصد سوز | شعاع فکر عالی مجلس افروز
۱۲۷۹ھ
یہی حسرت ہے مجھکو بھی جہان مین | کہ ہو مقبول بزم دوستان مین
پسند خاطر اہل سخن ہو | سویدای دل ارباب فن ہو
جگر سوزی فروغ شعلہ زا دے | کباب دل مرا سبکو مزا دے
ورق ہو مطلع صبح معانی | رقم ہو زلف شام نکتہ دانی
نہ دیکھین لغزش پای قلم کو | نہ دین آنکھون مین جا دود رقم کو
قدم ہے سہم ہستی مین اکثر | نہین رکھتا قدم سے کیفے برابر

شراب تند شوخی اثر سے — ٹپک پڑتے ہی جام بیخبر سے
خراباتی ہوں رندانہ بیان ہے — زبان موج می میری زبان ہے
نہیں ہے طلب مجھی اظہار فن سے — بری ہوں دعوی شعر و سخن سے
کہاں فرصت جفای آسمان سے — کہ ہوں ہمراز طبع نکتہ دان سے
کروں غواصی بحر معانی — دکھاؤں جلوہ گوہر فشانی
فقط ہے مشغلہ شعر و سخن کا — سبب ہی ذکر عشق ہی یہ فن کا
ازل سی بسکہ ہوں دیوانہ عشق — مجھے مرغوب ہی افسانہ عشق
یہی ہمدم فقط رہتا ہی میرا — اسی سی غم غلط رہتا ہی میرا
تمنا ہی رہوں جبتک جہان میں — رکھوں ہین عشق کو آغوش جان میں
حسینوں پر سدا مرتا رہوں میں — فدا دل عشق میں کرتا رہوں میں
یہ قصہ جو حضور سامعین ہے — مرا اس میں تصرف کچھ نہیں ہے
سنا جو صاحب صادق بیان سے — کیا موزون زبان نکتہ دان سے
غلط ہی یا سراسر معتبر ہے — خدا جانے کسی اسکی خبر ہے
معاف ای نکتہ چین میں مخطا ہوں — کہ پابند رضای آشنا ہوں
نہ تھی کوئی غرض اسکی بیان سے — میں تھا مجبور حکم ہمزبان سے
طبیعت نی دکھائی گرمی شوق — سخن میں بنگئی ٹپکی کثرت ذوق
کھلائی غنچے بستان بیان کے — دکھائی رنگ گلبرگ زبان کے
بہار آئی چمن زار سخن میں — چہک اوٹھی عنادل انجمن میں
سخن کو تا دای تسلیم ہے جوش — بہت کچھ کہہ چکا خامہ خاموش

ندی اب طولِ آہنگِ فغان کو	سکھا اندازِ خاموشی زبان کو

تمت

مناجات بزبانِ فارسی

الٰہی من سگِ دنیای دونم — ہوا و حرص باشد جوشِ خونم

بہر و ریشود خم گردنِ من — بود پروردہ عالم تنِ من

بہوی استخوانِ خشک جوشم — بیک لقمہ دو عالم میفروشم

سیہ بختی ہمن عہد و فا بست — تہیدستی شدہ خطِ کفِ دست

سراپا اندرین عالم فضولم — چو عرضِ عاشقان ردِ قبولم

نمیدانم کہ این مصلحت بود — کہ این نابودرا فرمودہ بود

اگر بہرِ عبادت آفریدی — بخود انصاف کن از من چہ دیدی

نہ شستم فرشِ راحت ہیچگاہے — جبین کردم نہ وقفِ سجدہ گاہے

ہمہ ناکردنی کردارِ من شد — ہمہ ناگفتنی گفتارِ من شد

بمن دِرساعتی ابلیسِ مکار — فرستد تحفۂ لاحول صد بار

نہ من آنم کہ گاہی عہد بستم — بیک پیمانہ صد پیمان شکستم

نہ یاد آمد ز ہولِ روزِ محشر — نہ اندیشہ ز دودِ شعلہ پرور

گہی مثلِ دہانِ بت خموشم — گہی با نالہای گرم جوشم

گہی سرخوش بجوشِ بادۂ ناب — گہی مستِ خمارِ نشئہ خواب

گہی دلدادۂ اندازِ سلقے — گہی محوِ خرامِ نازِ سلقے

گہی پامالِ جورِ نازنینان — گہی خاکِ گذرگاہِ حسینان

پریشانم برنگِ برگِ کاہے ۔ ز رحمت کہربا یانہ نگاہے

بسوے مائلِ پرواز گردان ۔ برنگِ شعلہ بالا تاز گردان

کشش زخضرِ راہِ مدعا کن ۔ چو آہِ بیکسان مارا رسا کن

نیاساید دمی پای دویدن ۔ رمد از سایۂ من آرمیدن

ز حسنِ این حسینانِ مجازی ۔ عطا کن دیدہ ام را بی نیازی

نگردم گردِ کوےِ خوبرویان ۔ نیاز آرم بہ بانازِ نکویان

بسوز و سوزِ عشقت مشتِ خاکم ۔ برنگِ شمع سازد شعلہ پاکم

دران وادی کہ محشر نام دارد ۔ کہ ہم اندوہ و ہم آرام دارد

مکن رسوا بفعلِ ناصوابم ۔ بیفگن از نظر فردِ حسابم

ز نیک و بد مکن از من سوالے ۔ من بیدل ندانم قیل و قالے

ترا گفتا نہ کہ کردم شرمسارم ۔ مجالِ گفتگو کوتاہ دارم

برضوان از کرم ارشاد فرما ۔ کہ این بس ابر در جنتِ ما

برآید از دلِ ہم محشر آباد ۔ کہ از تسلیمِ ما شد آزاد

شجرۂ طیبۂ خاندان خواجہ مودود صاحب قدس سرہ

الٰہی بآن شاہِ عالی مقام ۔ جنابِ محمد علیہ السلام

الٰہی بآن نورِ چشمِ رسول ۔ درِ درجِ عفت ملقب بتول

الٰہی بآن شیرِ یزدان علیؑ ۔ امام و درِ شہرِ علمِ نبی

الٰہی بآن تشنہ جانِ ضعا ۔ حسین ستمدیدۂ کربلا

الٰہی بآن عابدِ ناتوان　　اسیرِ کمندِ جفا پیشگان
الٰہی بآن باقرِ نیکفال　　ہمایون نژاد مبارک خصال
الٰہی بآن قبلۂ راستان　　امامِ جہان جعفرِ خوش بیان
الٰہی بآن شمعِ بزمِ یقین　　ضیا بخشِ دل کاظمِ شاہِ دین
الٰہی بآن نخلبندِ ہدیٰ　　گلِ گلشنِ صدق موسیٰ رضا
الٰہی بآن سرورِ متقی　　جہانِ امامت محمد تقی
الٰہی بآن زیبِ صدرِ قبول　　علی نقی فخرِ آلِ رسول
الٰہی بآن خواجۂ دین پناہ　　علی اکبر آسمان پایگاہ
الٰہی بآن سیدِ نورِ عین　　شہِ کشورِ فقر خواجہ حسین
الٰہی بآن نامِ نامے کہ بود　　بہ خواجہ محمد زبان الکشود
الٰہی بآن خواجۂ بیعدیل　　کہ ہمنامِ انبیاست الا الخلیل
الٰہی بآن سرورِ نیک ذات　　مسمی بہ سمعان عالی صفات
الٰہی بآن خواجۂ بحر و بر　　شہِ ناصرِ دین والا گہر
الٰہی بآن سیدِ پاک زاد　　شہِ خواجہ مودودِ قدسی نہاد
الٰہی بآن خواجۂ اصفیا　　ابی احمدِ تارکِ ماسوا
الٰہی بآن خواجۂ پاکباز　　شہِ رکن دین عارفِ حق طراز
الٰہی بآن خواجۂ نیکنام　　حقیقت شناسِ ولایت نظام
الٰہی بآن مہرِ برجِ یقین　　فلک آستان خواجہ قطبِ دین
الٰہی بآن خواجۂ حق پژوہ　　ابی احمدِ ثانی باشکوہ

الٰہی بآن خواجۂ محوِ حال — ابو یوسفِ ثانی باکمال
الٰہی بآن خواجہ کو را قلم — کند پیشِ زاہد محمد رقم
الٰہی بآن خواجۂ نامور — کہ مودودِ ثانی بود مشتہر
الٰہی بآن شاہِ خواجہ علی — خبردارِ سرِّ خفی و جلی
الٰہی بآن کامل و متقی — فلک مرتبہ حضرتِ خواجگی
الٰہی بآن خواجۂ انس و جان — ابوالاعلیٰ انتخابِ جہان
الٰہی بآن زبدۂ کاملے — جہانِ شرف خواجہ عبدالعلی
الٰہی بآن سیدِ اولیا — شہِ خواجہ بھیکھ حقیقت نما
الٰہی بآن خواجۂ رازدان — ابو ناصرِ قبلۂ عارفان
الٰہی بآن خواجۂ مستِ ہو — کہ جان محمد بود نامِ او
الٰہی بآن خواجۂ باصفا — غریبِ شہنشاہِ ملکِ بقا
الٰہی بآن خواجۂ باکرم — عنایت کہ با اسمِ ذات ست ضم
الٰہی بآن خواجہ شیخ و شاب — محمد بھکھاری فرشتہ جناب
الٰہی بآن افسرِ اولیا — سعیدِ ازل خواجۂ اصفیا
الٰہی بآن خواجہ بحر و بر — محمد کہ مثلش نیامد دگر
الٰہی بآن پیشوائے زمن — شہِ عالمِ قدس صفدر حسن
براحوالِ تسلیم خستہ جگر — نگاہے ز چشمِ ترحم اثر
ز رحمت نظر کن براحوالِ من — کہ شد برقِ خرمن مہ و سالِ من
زمانہ دمِ چارہ سازی ربود — ز من این فسر و مایہ بازی ربود

جوانی شد و وقت پیری رسید | دم حسرت و ناگزیری رسید
بسر شد بلهو و لعب روزگار | نکردم کاری که آید بکار
زبون کرد این نفس سرکش مرا | سراپا چو خس سوخت آتش مرا
ز تو دور و نزدیک بیگانه ام | ز دیوانگی مست و دیوانه ام
جهنم که میرقصد از نام من | پشیمان کن از حسن انجام من
رسیدست خواری بدان پایگه | که سایه گریزد ز همسایه
در رحمت که امیدگاه منست | همه وقت وقف نگاه منست
خطاب خطا در زفرد امکن | دران داوریگاه رسوا مکن
ز نفس من طعنه هر نفس | چه کردی که داری بجنت هوس
ندانند که جنت بکردار نیست | ببخشد رحمت و لطف غفار
ز عشق تو روزی خورد گوشمال | چنان کن که این دشمن بدسگال
پشیمان شود از خیالات خویش | نیارد دگر این مقالات پیش
گناهم ز حد گرچه بیرون گذشت | ز اندازهٔ فکر افزون گذشت
ولیکن بدانم که این فضل وی | به پیشت نیرزد برابر جوی
کرم از تو گر هست از من سپاس | ز دوزخ چرا در دل آیم هراس
چرا پاس اوقات فرصت هم | بتاراج امید رخصت دهم
دریغست با این همه جاه تو | تهیدست رفتن ز درگاه تو
ز لطف تو ای کارساز جهان | بدل چند امید دارم نهان
یکی آنکه هنگام جان باختن | شود مشکل نزع آسان بمن

بود دوم آنکه چون زین جهان بگذرم — بخود نقد ایمان سلامت برم

سوم آنکه در قبر وقت خطاب — بآئین اسلام گویم جواب

چهارم به نعشم عذاب فشار — چنان کن که بر گل نسیم بهار

بود پنجمین آنکه روز جزا — بدستم دهی دامن مصطفی

ششم در ترازو بحلم و عطا — نسازی سبک وزن اعمال ما

بود هفتمین آرزو در جگر — که از پل کنم برق سا گذر

همین هست هشتم تمنای من — که باشد صف انبیا جای من

نهم ده بفردوس اعلی مقام — طفیل محمد علیه السلام

دهم بهر آن حسن عالم خراب — کن از پرده دیده من نقاب

[illegible] زین در جناب توای ذوالجلال — چه سازم بیان التماس و آل

[illegible] عرض تمنای من — بقول نظامی بس است این سخن

[illegible] مایه خویشش را — تو دانی حساب کم و بیش را

عرضداشت بحضور ابو المنصور ناصر الدین سکندر جاه قیصر زمان محمد امجد علیشاه خلد الله ملکه

بعرض شهنشاه عالی مکان — فلک آستان و ملک پاسبان

هنرمند و هم قدردان هنر — چو خاقان و قیصر به گیتی سمر

بشان و بشوکت بعز و بجاه — بمان تا قیامت چو خورشید و ماه

جگر خسته تسلیم شوریده سر — ز دل میکشد نالهٔ غم اثر

بلطف و کرم ساعتی هوش دار — با فسانهٔ من دمی گوش دار

که از دست گردون بجان آمدم
ز بیچارگی در فغان آمدم

چگویم چه از بخت بر دل گذشت
که آسان نفس هم بمشکل گذشت

بعهدی که دولت رهین تو بود
جهان زیر نقش نگین تو بود

ملک خطبه‌ات با صد عز و شان
همی خواند بر منبر آسمان

بهمراه مهدی علیخان قبول
مرا بود اعزاز خدمت حصول

هم از خوشنویسی هم از شاعری
قوی داشتم جهت چاکری

نفس مست نکهت بر آوردمی
گذشتی نه بی خنده چون گل دمی

حیاتم بعیش و طرب می گذشت
بآرام دل روز و شب میگذشت

که ناگاه این چرخ نامهربان
دگرگونه شد در پی امتحان

حسد برد بر عیش و آرام من
نمک ریخت در بادهٔ جام من

نصارا طمع کرد بر ملک و مال
فتاد اختر لکهنو در وبال

نه آن باده ماند و نه آن جام ماند
مگر شکوهٔ بخت ناکام ماند

چه ارباب جوهر چه ارباب جاه
بیکبار گشتند جمله تباه

بسی جاده پیمای غربت شدند
بسی زاویه گیر تربت شدند

من از تیره بختی چو دود فغان
نه در خاک رفتم نه بر آسمان

چو نقش قدم خاک بر سر مدام
به بیچارگی میکنم صبح شام

فلک را باین ضعف تاب و توان
هنوز ست با من سر امتحان

کنون بر سرم آن جفا میرود
که از باد بر نقش پا میرود

بسی کردم اندیشه با جان خویش
کزین شهر بیرون کشم رخت خویش

بدرگاه آن شاه گردون وقار / کشم انتقام از غم روزگار
بجای بالم شادمانی کنم / به پیرانه سر نوجوانی کنم
ز بالم شود چشم خود از نشاط / ز افسردگی کم کنم ارتباط
رسیدن بقصد بصد عز و جاه / بخوانم حضور شه جم کلاه
بهشت برین و گل تاب سنبل هم / بگوش گل آواز بلبل هم
ولیکن چه سازم که یا یکی / رسیدست اکنون همان پاسکی
که در اشک هم شکل گوهر نماند / بزردی رو صورت زر نماند
همین هست بس در عیان و نهان / که دارم دعای تو ورد زبان
بود پای پرگار تا در سفر / بود نقطه تا بهر مرکز مقر
عدوی تو بادا بگردش مدام / محب تو دارد بآرام کام

نمکخوار سرکار عالیجناب
جگر خسته تسلیم خانه خراب

خط بدوستی نوشته شد

چمن پیرای باغ دلفگاران / نسیم گلشن امیدواران
سزاوار نیاز بی‌نیازی / سرافکن غنچهٔ افسون طرازی
چراغ افروز بزم بیوفائی / فروغ شعلهٔ ناآشنائی
رسیده بادهٔ نامهربانی / سنان شعله‌های لن ترانی
تمنای دل حسرت هم‌آغوش / مراد خاطر مطلب فراموش
بهار بوستان غم نصیبان / شمیم گیسوی شام غریبان

چه باشد لب بنایت را سخن ساز / بقول اوستاد نکته پرداز

زعمر خویشتن برخوردار باشی / بشرطی آنکه با من یار باشی

پس از تسلیم کلک ساحری فن / چنین شد سحرساز از نکتهٔ من

که در وقت هجوم یادگاری / بعهد انتهای بیقراری

رسید از دور پیک گرم رفتار / برنگ یاد یار شعله رخسار

خطی آورد و سرنامه کشودم / نگاه شوق به هر حرف سودم

زهی خط مثل خط گلعذاران / پسند خاطر ریحان نگاران

زهر حرفش تمنای هویدا / زهر نقطه نگاه شوق پیدا

کشش‌های خطش سر راه مدعا بود / سواد شهر مطالب رهنما بود

بیاضش جانفزا چون عارض حور / سوادش دود شمع شعلهٔ طور

چمن سامان شد از نظاره دیدن / شنیدن نامه شد از ناشنیدن

بجوش آمد دل پرورده غم / زمین بوسید اشک چشم پرنم

زبیتابی جگر بیتاب گردید / دل من پارهٔ سیماب گردید

فغان آمد بفریاد لب من / گذشت از چرخ هفتم یارب من

سپهر از تف پر سوز جانم / رگ شمع است مغز استخوانم

دلی دارم وفای از یاد رفته / بسنگ رنگ و برباد رفته

کنون بشنو ز ترحم ای خود آرا / لب من بوسه زد حرف قسم را

بتمکین دل در خون نشسته / بننگ اعتبار رنگ جسته

بامید دل حسرت نصیبان / به بیم شکوه‌های ناشکیبان

بدستاری که در رهن شراب ست — بزهدی کو بذوق می خراب ست
به لغزشهای پای باده نوشان — باستقلال دور میفروشان
به لطف راحت خواب جوانی — بتکلیف هجوم ناتوانی
بتکرار لب فریاد بلبل — باندازِ تغافل کاری گل
بجنت ساکنان کوچهٔ دوست — بآن چشمی که چشمش جانب اوست
بچاک دامن زخم جگرها — بسوزن کاری تار نظرها
بآن خوابی که بیدار است ناکامش — بآن غفلت که هشیار است کامش
که بر حال من مضطر نظر کن — چو مهر از مهر بر خاکم گذر کن
بیا بنشین دمی اندر کنارم — ندارم طاقت دوری ندارم
بیا بنگر که هجرت کارگر شد — ز جسمم روح مشتاق سفر شد
الم هر وقت دامنگیر حالست — مگر در عنصرم گرد ملالست
بکشت زعفران گر پا گذارم — بجای قهقهه شیون برآرم
من آن شمعم که غم شد جزو ذاتم — نمیسوزم مگر در بزم ماتم
ز نیرنگ الم گشتم خیالی — بخود می گردم از حالی بحالی
گهی گریان ببخت دل که خون شد — گهی حیران بحال خود که چون شد
گهی از پند ناصح سر بدیوار — گهی از طعنهٔ احباب بیزار
گهی از آرزوی وصل دلشاد — گهی از داغ هجران محو فریاد
برنگ لاله گه پر خون درونم — گهی چون بوی گل از خود برونم
گهی با سرنوشت خویش در جنگ — گهی از وسعت آباد جنون تنگ

غرض یا بعد یا آزاد و دام من ‌ ‌ ز تو هر گونه و ما افتاده ام من

دلم را مایل پرواز گردان ‌ ‌ نظر آسا بسوی یار گردان

نماید جلوه‌های قرب و دوری ‌ ‌ شود غیبت اثر بخش حضوری

جمالی را که سوز و عکس تابش ‌ ‌ بکن از پرده چشم نقابش

تن و جان و دل و روح جگر را ‌ ‌ ز نور خویش کن خورشید سیرا

همین کافیست بهر التجایم ‌ ‌ نمی سازد به طول فکر دایم

نمودم ختم طومار وفا را ‌ ‌ دعا گفتم بجوهر مدعا را

نامه بر زهره و مشتری

عطارد رفت نزد زهره و مشتری ‌ ‌ باوج سخن نوری و انوزی

ز مهر خداوند خورشید و ماه ‌ ‌ بمانید بر اوج اقبال و جاه

ز تسلیم آواره و خسته تن ‌ ‌ بسمع رضا بشنوید این سخن

که اینک ز یار وفادار خویش ‌ ‌ شنیدم که آن نجم فرخنده کیش

ز تا غاعلی شمس برهم شدند ‌ ‌ بنوعی پریشان و پرغم شدند

ز مسند گه عیش و آرام خویش ‌ ‌ ز ایوان فرخنده فرجام خویش

بنا مهربانی برون کرده اند ‌ ‌ ز تیغ ستم خون درون کرده اند

ندانم که این خطائی برفت ‌ ‌ گزو بر سرش این جفای برفت

بظاهر بجز لطف و عیش مدام ‌ ‌ بر و هست بر نهی منکر حرام

بتهذیب اخلاق نام آورست ‌ ‌ سخنور آن سخن گو سخن پرورست

بعلم بدیع و معانی بیان | سبق بردہ از شاعران جہان
شما را بیاموخت شعر و سخن | خبر داد از خوب و ناخوب فن
بجان داد تعلیم عقل و تمیز | بخدمت بسر برد عمر عزیز
فراموش کردن حق اوستاد | بود روسیاہی بدار المعاد
گرفتم کہ رند سیہ کار ہست | خداوند خود را گنہگار ہست
غفور ست پروردگار جہان | شما را تعصب نزیبد چنان
کہی فکر شاید بر افعال خویش | دمی شرم باید ز اعمال خویش
ہمہ روز رقص و سرود و غنا | ہمہ شب فسوق و فجور و زنا
کجا گفت پیغمبر نیک فال | بقرآن کجا کرد ایزد حلال
ز انصاف دور ست نزد خرد | جفا بر کسی کو بجان پرورد
شما را بدین پایہ و اعتبار | رسانید شمس فلک اقتدار
وگرنہ بسی تجبر در لکھنو ہست | کرا اینقدر عزت و آبرو ہست
نپرسد کسی را کسی در جہان | بتعظیم و تکریم نام و نشان
بنازید بر خود کہ اندر زمن | شمار شما ہست در اہل فن
بدلسوزیی کو آب و گلست | ز ارباب معنی مرا حاصلست
رخ صاف کاغذ سیہ ساختم | بہرزہ خیالی بپرداختم
وگرنہ کہ باشم کہ بر حال کس | بگستاخکاری بر آرم نفس

چہ من چہ بیانم چہ تقریر من
ہمہ ہیچ تقریر و تحریر من

قطعات تاریخ

قطعهٔ تاریخ وفات مے حکیم نعمان شفیع جہان الدین عبد الحکیم کشمیری

حیف روحِ مادرِ عبد الحکیم — ترک دنیا کرد و بر افلاک رفت
از پی تاریخ او سلیم گفت — پاکدامانی ز گیتی پاک رفت

مثنوی تاریخِ طبعِ کتابِ قاطع برہان از تالیفاتِ جنابِ میرزا اسد اللہ خان غالبِ مغفور

مرتب شد چو این نادر کتابے — ز فکرِ غالبِ عالی جنابے
زہی غالب شہِ ملکِ معانی — خداوندِ جہانِ نکته دانی
سخن را اعتبار از نسبتِ او — دو عالم پر نوا از شہرتِ او
فصاحت تازه پرورِ زبانش — بلاغت زادهٔ حسنِ بیانش
چو ہر حرفش طلسمِ آگہی بود — بدامانش گلِ حسبت نقش بنمود
خبر نزدیک و دور افسانه گردید — بشوقش ہر کسے دیوانه گردید
با آخر منشیِ گردون وقاری — چو من در ہیچ شانی یادگاری
برای طبعِ آن ارشاد فرمود — دلِ دلدادگان را شاد فرمود
بحکمش اہلِ مطبع ساز کردند — صناعت پیشگی آغاز کردند
بحسنِ خط چو یارانم ستودند — سپردِ این سیه نامه نمودند
ز بیم استا حرفِ تمامے — فگندم طرحِ این نقشِ گرامے
بگویم وقتِ تحریر تشریح افتاد — ہنوزم ہست سینه نشتر آباد

عجب تیز تک نوبتیش فلک بود	که من از دل دل از من بیخبر بود
نگه گه دل فتنه بر حسن بالش	گہے شیدای آئین بیانش
گہی حیرت که یارب این چه ساز است	که دل را التماس صد گداز است
نمیدانم در آن غفلت پسندی	چه کلکم داد داد نقشبندی
مگر آن وقت انجام مقالش	خیال آمد پئے تاریخ سالش
نوشتم مصرعی شرح مطالب	عجائب معجزه تحقیق غالب

۱۲۶۲ھ

قطعۂ تاریخ وفات معلی القاب اُستادنا جناب میرزا محمد اصغر علیخان نسیم رحمة الله علیه

کیا کہوں سوختہ جانی تسلیم	داغ ہی سوزِ نہانی ہی ہی
اوٹھ گئی گلشنِ فانی سی نسیم	رشکِ قدسی و فغانی ہی ہی
ہر طرف سی یہی آتی ہی صدا	موجدِ شعلہ بیانی ہی ہی
مُنہ سی نکلی دمِ شیون تاریخ	ناظمِ ملکِ معانی ہی ہی

۱۲۸۲ھ

قطعۂ تاریخ وفات حقیقت آگاہ معرفت دستگاہ حضرت شاہ ولی الله صاحب قدس سره

آہ جب حضرت ولی الله شاہ	بہرِ سیرِ روضۂ رضوان چلے
خامۂ تسلیم نے لکھا یہ سال	پادشاہِ کشورِ عرفان چلے

۱۲۸۳ھ

قطعۂ تاریخ وفات رشکِ یاقوت رقم جناب حسن رضا صاحب خوشنویس مغفور

بیرحمی قضا سی مرزا حسن رضا کو	ترکِ جہان کا اِسی دل جس دم خیال آیا

ہاتف نے دی صدا یہ تسلیم بہر تاریخ
لکھ لوح حسن خط پر حرف زوال آیا
١٢٨٣ھ

قطعۂ تاریخ تعمیر مسجد سید ولایت حسین صاحب سلمہ

چو مقبول ایزد ولایت حسین
چنین مسجد با صفا ساختہ
پئے سال ہاتف بہ تسلیم گفت
بگو مسجد نو بنا ساختہ
١٢٨٤ھ

مثنوی تاریخ طبع تفسیر سورۂ متبرکہ الحمد

چھپے جب یہ تفسیر علم الیقین
ہوئی سرمۂ چشم ارباب دین
بشارت بڑی جس سے ایمان کے
حقیقت کھلی خوب ادیان کے
محقق دلائل پہ قربان ہوئی
منافق دلون مین پشیمان ہوئی
حدیث پیمبر سے قرآن سے
جدا کر دیا حق کو بطلان سے
مذاہب کی تحقیق کیا کیا ہوئی
کہ ہر بات سے بات پیدا ہوئی
لکھی قاعدے سیکڑون لاجواب
کئی قاعدے مندرج بےحساب
عبارت مسلسل لکھی نور کے
کہ ہر سطر کاکل ہے حور کے
جو نقطہ ہے خال رخ خوب ہے
سراپا سراپائے محبوب ہے
جہان شوخ مضمون کوئی لکھ دیا
ہر اک دائرہ چشم آہو بنا
اگر معترض عقل مین ہو بدگمان
کرے کار ناوک الف کی کمان
کہان تک کرون اوسکی خوبی بیان
مزا اوسکا کیا مری کیا زبان
یہ عالم یہ سحر خداداد ہے
زہے مرحبا آفرین باد ہے

خدا اجر اسکا عنایت کرے ہی | مجھی بھی میسر ہدایت کرے ہی
کرون پیروی نہی اختیار | رہون دین حق پہ قائم سدا
ندون ہاتہ سے تابر و جزا | کبھی دامن حب آل عبا
صحابہ کا ہر دم ثنا خوان رہون | دل و جان سے ہی فدائے قربان عمن
دم ختم یہ دلمین گذرا خیال | کہ لکھون پی طبع تاریخ سال
سنا غیب سے مصرع لاجواب | چھپی ابھی تفسیر ام الکتاب

۱۲۸۴ھ

قطعہ تاریخ طبع دیوان بلاغت بنیاد جناب استادی میرزا محمد اصغر علیخان نسیم مغفور

خدا کی فضل سے یہ انتخاب دفتر معنی | نہایت حسن سے چھپکر قریب ختم آیا ہی
عجب چھپ بن بنی اپنی عجب عالم ہی نوپر | کہ ہر نقطہ دل ارباب معنی کا سویدا ہی
بیاض و سطر و توں سطر ہی ان مینش ہر نہ | سفیدی ہی رخ سلمی سیاہی الف لیلی ہی
تصور پا نہیں سکتا سرا وج بلاغت کو | زمین شعر کو بھی آسمان گویا بنایا ہی
ادا شوخی نزاکت لطف حسن بندش مضمون | بتا دون میں کیا کیا کہ ان شعر نمین کیا کیا ہی
خیال آیا پی تاریخ ای تسلیم مجھکو | کہ اکثر یہ دل مضطر کا اپنی خواہشمند ہی
سنا مصرع یہ استاد ازل کی سمت سے ہاتف | چھپا دیوان کہ تصویر معانی کا سراپا ہی

۱۲۸۴

قطعہ تاریخ وفات والدہ جناب حکیم محمد مسیح صاحب سلمہ

چون ز دنیا مریم قدسی صفت مام مسیح | شد سوی دار البقا چشم فلک تر باد
گفت تسلیم حزین از بہر تاریخ وفات | آن دم محشر بانوی جنت محشور باد

قطعۂ تاریخ وفات فخر العلما زبدۃ الفضلا جناب مفتی مولوی محمد یوسف صاحب رح

مولوی یوسف چو از حکم خدا	در مدینہ گشت مدفون ہای ہای
خامۂ تسلیم تاریخش نوشت	مہر علم آمد بزیر خاک وای

۱۲۸۶ھ

قطعۂ تاریخ وفات مجموعۂ فضل و کمال مولانا جناب برہان الحق صاحب رح

جبکہ فخر علما حضرت برہان الحق	طرف عالم علوی ہوئی دنیا سی رواں
دی مری دل نی صدا سنگ لحد پر تسلیم	لکھو تاریخ ہوا مہر فضائل پنہاں

۱۲۸۶ھ

ایضاً

قضارا مولوی برہان صاحب	سوی افلاک یان گشتند رخصت
دم پرواز جان و روح پاکش	ز ہاتف خواستم تاریخ رحلت
بگوشم گفت ای تسلیم محزون	بگو رفتہ ز دنیا سوی جنت

۱۲۸۶ھ

قطعۂ تاریخ تولد فرزند نجابت راجہ امیر حسن خان صاحب والی محمود آباد

چون خداوند جہان داد براجہ صاحب	نور چشمی کہ رخش رشک دہ مہتابست
فکر کردم پی تاریخ ولادت تسلیم	عقل من گفت زہی نیر عالمتابست

۱۲۸۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع دیوان فصاحت عنوان حضرت جوش سلمہ

چھپا فضل خالق سی کیا خوب نادر	سخن حضرت جوش رشک حزین کا

که جسکی هر اک سطر سنبل سی بهتر — بیاضِ ورق پر گمانِ یاسمین کا
بلاغت فصاحت په صدقی سخنور — جگر حسنِ صحت په خون نکته چین کا
دمِ سیرِ نظاره بیهوش و بیخود — لبِ ذوق پر شورِ صد آفرین کا
لکها سالِ تاریخ تسلیم همنے — مرقع هی دیوان تهملویه چین کا

قطعۂ تاریخ طبع دیوان جناب سلیمان جاه صاحب تخلص اسد سلمه ۱۲۸۷ھ

طبع شد چون کلامِ پاکِ اسد — بطریقِ صواب و طرزِ حسن
روز و شب از کمال آئینه‌ناز — معنیِ تو با وجِ فکرِ من
دمِ خواندن لطافتِ بیتش — موجِ کوثر کند زبان بدهن
چشمِ حاسد که باد کور سواد — میشود از نظاره‌اش روشن
لفظ و معنی بصورت و معنی — بوی نسرین و غنچهٔ سوسن
بهرِ تاریخ سال ای تسلیم — گو دکاوید بوستانِ سخن
۱۲۸۷ھ

قطعۂ تاریخ وفات سلطان العلما تاج الفضلا مولوی محمد عبد الحلیم صاحب رحمة الله

چو علامهٔ عصر عبد الحلیم — سوی خلد رختِ اقامت ببرد
جهان است چرخ در ماتمش — جگر خون شد و خون غم و غصه خورد
طریقت ز فوتش رهِ خود گرفت — حقیقت کنون در حقیقت بمرد
دلِ اهلِ عرفانِ قدسی نهاد — ز مژگانِ تر اشکِ حسرت فشرد
بسالش بمن روحِ سعدی بگفت — بجان آفرین جانِ شیرین سپرد
۱۲۸۷ھ

قطعهٔ تاریخ وفات فخر الاطبای جهان زبدهٔ حکمای زمان جناب حاجی حکیم محمد یعقوب صاحب رح

عالم و حاجی حکیم حضرت یعقوب آه — کرد پی سیرِ خلد عزم سوادِ چمن

از دلِ پرسوزِ خلق دود و الم سر کشید — تیره و تاریک شد عالمِ چرخِ کهن

بسکه مصیبت نماخنده فراموش کرد — در نظر آمد مرا غمکده هر انجمن

خامهٔ تسلیم سال بهرِ وفاتش نوشت — هاى ارسطو زمان وای فلاطون سخن

۱۲۸۷ھ

ایضاً

شب ازین دارِ علل آه محمد یعقوب — طرفِ عالمِ آرام چو گشتند روان

گفت رضوان بدرِ خلد بسالش تسلیم — آمده فخر اطبا ز جهانِ گذران

۱۲۸۷ھ

ایضاً

چو یعقوبِ اسحاق سیرت بمرد — بر اوجِ فلک شورِ ماتم برفت

رقم کرد تسلیم تاریخِ فوت — ارسطو مقالے ز عالم برفت

۱۲۸۷ھ

قطعهٔ تاریخ تصنیف کتاب تواریخ کشمیر مصنفهٔ جناب دیوان کرپارام صاحب دام اقباله

زهی دیوانِ کرپارام ذیجاه — وزیرِ اعظمِ سرکارِ کشمیر

ز فرشِ خاک تا عرشِ معلی — چو من بی مثل در تقریر و تحریر

زمین از پایهٔ عیشش سرِ افلاک — سرِ گردون پی سجده زمین گیر

بتحقیقاتِ حالِ آن حوالے — کتابی دلربا فرمود تحریر

ز حسنِ لفظ و اعجازِ معانی — سراپا شد ورق هم رنگ تصویر

بتاثیر و بہ تمکین و بہ صحت — ہمہ حرفش جواب خطِ تقدیر
بیاضش ہمچو رویِ مہ جبینان — سوادش غیرتِ زلفِ گرہ گیر
ز الفاظش چنان پیدا معانی — کہ جوہر از دلِ پُرآبِ شمشیر
چو دیدم آن گلستانِ سخن را — خیال آمد کنم تاریخ تحریر
رقم کردم ہمین مصراع تسلیم — عجب جا و بہارِ باغِ کشمیر

۱۲۸۷ھ

ایضاً

حالِ کشمیر چو کردہ رقم — نائبِ راجہ بطرزِ حسن
کلکِ تسلیم بسالش نوشت — باو گلدستۂ بزمِ سخن

۱۲۸۷ھ

مثنوی تاریخ طبع شاہنامۂ شہنشاہ سخن یادگار زمن فردوسی علیہ الرحمہ

سپاس ایزدی را کہ با رمِ سپہر — برافروخت از پرتوِ ماہ و مہر
جہان را از شاہانِ والا تبار — برآراست مانندِ خرم بہار
چہ در ہند و ایران چہ در روم و شام — بہ کیشِ محمد برآورد نام
برون از گمان برپرستانِ او — درود خدا باد بر جانِ او
پس این نگارش سرِ خامہ ام — چنین می طرازد سرِ نامہ ام
کہ چون شاہنامہ بانجام کار — در آمد بہ گرمیِ بیشمار
جہانی ہوا خواہِ دیدار شد — بجانِ گرامی خریدار شد
خداوندِ من سرورِ نامور — ہنرمند و ہم کارِ سازِ ہنر
بنازد بخود کامرانی از و — دلِ مردہ را زندگانی از و

نویسد شمولہش اگر خامہ ام — شود آسمان سایۂ نامہ ام
پئے سال گفتن مرا یاد کرد — بہ ہمت نوازی بسی شاد کرد
ز الماس اندیشۂ جان خراش — نمودم عقیق جگر پاش پاش
سپس این فغان وای آوازہ کرد — جہان داستان کہن تازہ کرد
۱۲۸۷ھ

مثنوی تاریخ طبع دیوان دوم جناب جوش سلمہ اللہ

زہی حضرت جوش والا تبار — کلیم جہان قدسی روزگار
طبیعت پہ اونکی معانی کو ناز — سخن پایۂ فکر سے سرفراز
کیا جمع دیوان دوم شتاب — کہ عالم مین نکلی نہ جسکا جواب
ہوا طبع وہ انتخاب عجیب — دلاویز و دلچسپ و دلکش غریب
لکھا ہمنی تسلیم مصرع سال — چھپا خوب دیوان یہ بیمثال
۱۲۹۸ھ

قطعہ تاریخ سال وفات عالم باعمل فقیہ بیبدل جناب مولوی علی محمد صاحب

دریغ عالم و واعظ علی محمد را — چو حکم ترک جہان از جناب یزدان شد
سفر نمود و جہانی بدیدہ پرآب — ز ہر طرف پی تودیع او شتابان شد
ز اشک ریزی احباب خویش و اہل تبار — زمین تمام گلابہ چو فصل باران شد
ہمہ بذکر و صلاح و عبادتش گویان — بہ عصمتش ہمہ حیران کہ قدسی انسان شد
بحرف معجمہ تسلیم سال فوتش گفت — فرشتہ بفلک از زمین پرافشان شد
۱۲۹۹ھ

ایضاً

هزار حیف شب پانزده بماه صیام | چو روز بخت من و سیاه شد دیجور
مزاج پاک جناب علی محمد را | ز اعتدال بدر برده هیضه شد رنجور
قریب صبح ازین عالم عدم آباد | برو جانب کوثر هوای جام طهور
چنین نوشت پی سال خامهٔ تسلیم | که شمع محفل وعظ از اجل شد بی نور

۱۲۸۸ھ

قطعه تاریخ وفات ارسطو مثال بقراط مقال جناب حکیم سید حسین علی صاحب

حکیم شاعر معجز بیان حسین علی | که راز اعجد بلش زو با بدر آمد
بگوش او چو رسید از ملک پیام اجل | بچرخ جان شد و زیر زمین جسد آمد
نوشت خامهٔ تسلیم سال تاریخش | مسیح دم بشفاخانهٔ لحد آمد

۱۲۸۸ھ

ایضاً

چون حسین با علی شاعر حکیم | عرصهٔ این عالم فانی نوشت
خامهٔ تسلیم تاریخ وفات | عقل اول منتخب ثانی نوشت

۱۲۸۸ھ

ایضاً

مرد چون این سید والا گهر | هم سخندان هم طبیب باکمال
گفت تسلیم حزین تاریخ فوت | شاعر دانا حکیم بی مثال

۱۲۸۸ھ

نظم بطور رباعی

کوئی مخلوق اتنے عجائبات کی ہے | کوئی پیدا ہوا عالم کی حفاظت کے لیے
بھیم سیتاہ تہی ہاں سند قلم کی تسلیم | اتنی اس صفحہ ہستے یہ کتابت کے لیے

خاتمہ الطبع از نتیجہ طبع خامہ گہر بار یکتاے فن ماہر سخن جناب شیخ فدا علی صاحب متخلص بہ عیش سلمہ

ثنا ہم کلیاتِ جہان کے دیوانِ آفرینش کو جب دیکھتے تو اوسکی اوستادی پر پہڑین جو
سربستہ ہین کہ نہ خیمۂ آسمانکو زمین سے باین فاصلۂ کبری بی اسباب او تاد مرتفع فرمایا
کہ جسکو بادِ مخالف و ہوای عاصفِ حوادث کبہی نہ گرا سکے عقل ہزار خیل ہوکر
مضمونِ حقیقت کو نہ پا سکے شعر مہندس بہی جو پید از رازِ شان + نداند کہ چون
کشید آغازِ شان ـ یہہ یہان ہر نازک فکر کی عقل دنگ ہے بڑے بڑے دانشمندون کا
قافیہ تنگ [illegible] ہی اوسی دیوانِ آفرینش کی مطلع نبوت اور مقطع امامت کے حسن معنی
اور رعنائی بندش کو جس وقت خیال کرتے تو ہمہ دیبِ حیرت رہ جاتے ہین کہ
[illegible] افلاک مین ایسا فرد مطلع موزون فرمایا ہے کہ جسکی مدح مین
جن و انس کے حواس خمسہ منتشر ہین بقول شخصے مدح اوسکی کرے گا کیا مداح
خلق کا جسکے ہو خدا مداح + ہزاران درود و ہزاران سلام + زما بر محمد علیہ السلام
اما بعد اقل الخلیقہ بل لاشی فی الحقیقہ ننگِ انام فدا علی الشہیر بہ اچھے صاحب
ہمہ تن [illegible] متخلص بہ عیش سراپے نام قافیہ سنجانِ عالی طبع اور شاعرانِ نازک خیال کی
خدمات عالی درجات مین گزارش پرداز ہے کہ دیوانِ فصاحت بنیان
بلاغت عنوان شاعرِ شیرین زبان ناظم ہمہ دان غواصِ بحرِ عروض و قوافی
دُرِ مکنونِ عمانِ ہوشکافی بلبلِ نغمہ سرای گلستانِ خوش بیانی طوطیِ شکرین مقال
بوستانِ سخندانی خدیوِ اقلیمِ سخن تازگی بخشِ مضامینِ نو و کہن رنگین فکر
شیرین کلام مشہور بین الخواص و العوام سرخیل شعرای جدید و قدیم ہمپایۂ قدسی

کلیم شیخ امیر اللہ متخلص بہ تسلیم شاگرد رشید جناب غفران مآب میرزا محمد [illegible]
نسیم جنت مقیم بعنوان شایستہ و طرز بایستہ کہ جسکا ہر مصرع مستانہ و شعر
عاشقانہ ہے خدا کے فضل سے قیامت کی طبیعت غضب کی فکر پائی ہے
محاورہ دانی زبان کی عذوبت انتہا کی ہاتہ آئی ہے مضمون چست بندش درست
ترکیبیں صحیح الفاظ مرغوب غرض جو بات جس شعر میں ہے بہت خوب حسب الحکم و
ارشاد جناب فیضمآب عالیجاہ بلند پایگاہ رفیع الشان منبع الجود والاحسان
جوان بخت و جوان دولت جوان سال منشی نول کشور خوش اقبال دام اقبالہ مطبع عالیہ مرجع
جناب ممدوح الصدر میں کارپردازوں کے اہتمام سنجیدہ اور فکر شایستہ سے
نہایت عمدہ و تحفہ بتصحیح تمام و تنقیح مالاکلام بخط خاص مصنف علام طبع ہو کر
مطبوع طبائع عشاق انام و پسندیدہ کافۂ خاص و عام ہوا اپریل سنہ ۱۸۷۲ع
مطابق ماہ صفر سنہ ۱۲۸۹ ہجری میں تمام ہوا احباب نے جو تاریخیں طبع دیوان
کی موزون فرمائیں ان میں سے قطعوں کی تفریح خاطر کیواسطے ذیل خاتمہ میں مندرج پائیں الراقم

شاعر عالی گہر تسلیم را
طبع شد با صد ہزاران آب و تاب
در نگین بنا رو زمین شعر را
نیست غافل لمحہ از فکر شعر
لذت وصل صنم یا بد بدل
چون عروس نو دلم سامی شد
بہر سال انطباعش عیش دل

ایضاً

ہست دیوان موجۂ دریای نظم
در معنی لولوی لالای نظم
ہست در ملک سخن دارای نظم
در سرش ہر دم بود سودای نظم
نظم معشوقست او شیدای نظم
جوشش حسن شاہد رعنای نظم
گفت مہ الا گوہر یکتای نظم

مبارک ہو یہ مژدہ اب عاشقون کو	کہ دیوان تسلیم عمدہ چھپا ہے
سبھی ہین طبعِ منقوط مین تم	لکھو عیشؔ باغِ مضامین کھلا ہے

۱۲۸۹

قطعۂ تاریخ چکیدۂ خامۂ عنبر شمامۂ جناب شیخ محمد عمل احمد صاحب متخلص کیفؔ سلمہ

نہ کیونکر خوب ہو دیوان تسلیم	بہت مشتاق ہین اس صد مین خوشگو
لکھی یہ کیفؔ نے تاریخ اوسکی	کلام شاعر ہے بے مثل دیکھو

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جادو بیان نواب اعلیخان انجمؔ شاگرد جناب خواجہ وزیر صاحب مغفور

مولوی منشی امیر احمد صاحب مخلص لطیف	کرد دیوان جمع از تحریک ہر برنا و پیر
لاجرم تسلیم بیداری تخلص آن شفیق	ہم عدیم المثل و یکتا ہست خلقِ قدیر
بلبل خوش گفتگو چیانست ار بیاید از فلک	در تسطیر صفت عاجز شدہ گردو دبیر
این خبر شد مشتہر ہر سو بشہر لکھنؤ	رفتہ رفتہ منشی عالی ہمم ہم شد خبیر
کانکہ نامیش منشی نول کشور بدان	ہم بپیش ہم لیق و ہم حلیق و ہم امیر
بحر فیضش آن قدر امواج ار حاتم بدی	غرق در آب تحیر میشدی گشتہ حقیر
چشمہ شیرین چہ گنجینۂ غیبست آن	چون نبات منتش بہر صغیر و ہر کبیر
بہر طبعش دفعۃً در مطبع خود حکم داد	خواستم تاریخ و سال طبع از طبع منیر
گفت کن ہر چار رکن مصرع آخر نگاہ	فی البدیہہ عیسوی سالش بیآمد دلپذیر

۱۲۸۹	ہم نرو و بار کان آخر سال ہجری از حساب بود ما انجم سال طبعش گو کہ دیوان بی نظیر	۱۸۷۲

قطعۂ تاریخ از فکر رسا افصح الفصحا ابلغ البلغا جناب مولوی محمد فصیح الدین صاحب فصیح شاگرد جناب میر ضمیر صاحب مرحوم

مرے مشفق امیر اللہ تسلیم — نہیں ہے شاعری میں مثل جنکا
نسیم دہلوی کے ہیں وہ شاگرد — ہو چھپ کس طرح سے اونکا شہرا
کلام اونکا ہے مطبوع زمانہ — کہ ہیں جسکے معترف پیر و برنا
کروں تعریف جو اونکی بجا ہے — زمانے میں نہیں ہی مثل اونکا
مرتب کلیات اونکا ہوا جب — تو چھپ جائے یہ تھا اونکا ارادا
براہِ قدردانی اون سے لیکر — اودھ اخبار کے مالک نے چھپایا
الٰہی جسنے چھاپا ہے یہ دیوان — رہے دنیا میں اوسکا بول بالا
ترقی دیجیو مطبع کو ذات — رواں جب تک رہیں گنگا و جمنا
ہوا تیار چھپ کر جب وہ دیوان — تو دلمیں تھا لکھوں میں سال اونکا
مگر ہو مصرعِ تاریخ نادر — موافق شان کے ہو اور زیبا
یکایک یہ صدای غیب آئی — وفا تو کیوں ہی پیچ و تاب کھاتا
رقم کر یوں برای سالِ تاریخ — چھپا دیوان نخستینِ سودا

۱۲۸۹ھ

ایضاً

چھپایا گیا نظیر ایسا دیوان — ہر شہر ہے جسکا رشکِ میر و سودا
مصرع یہ لکھا وفا نے بہرِ تاریخ — تسلیم کا کلیات نادر چھپا

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکارِ سخنور معنی شناس سید فدا حسین صاحب بسمل شاگرد جناب میر محمد ابراہیم صاحب تسلیم

ہوا طبع دیوانِ تسلیم وہ — کہ ہر بیت جسکی درِ عشق ہے
محبت کا دریا جو ہر بحر ہے — تو مضمون ہر اک گوہرِ عشق ہے
کہیں حالِ عاشق کہیں کیفِ یار — غزل جو ہی اک محضرِ عشق ہے
لکھی غیب سے یاس تاریخ طبع — یہ دیوان دل دفترِ عشق ہے
۱۲۸۹ھ

ایضاً

جو تسلیم ہیں مستندوں میں مری — کہ بیشک وہ ہیں تاجدارِ سخن
ہوا طبع اونکا بہت سا کلام — دیا حق نے ایسا وقارِ سخن
ہوا طبع کہنے سے احباب کے — بہت بڑھ گیا اقتدارِ سخن
دلِ یاس مصروفِ تاریخ ہے — اوسی پر بڑھا اعتبارِ سخن
یہ مشغلہ یاس ہی ان دنوں سے — دیگر — فلک پر ہو یعنی افتخارِ سخن
کہے پھر یہ تاریخ مطبوعِ طبع — دیگر — یہ دیوان ہے رنگِ بہارِ سخن
۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ طبع از کمترین کالکے ہم سلک منشی لالہ بھگوان دیال صاحب عاقل

تسلیم سخنور و سخن سنج — دیوانِ خوشش فرح فزا گفت
موزون کردہ شعر لطف بیش — ہر کس کہ بدید مرحبا گفت
سحبان پیشِ فصاحتِ او — سبحان اللہ و حبذا گفت
شد طبع و قبول ناظرین باد — ہر اہلِ نظر دمِ ثنا گفت

بہرِ تاریخِ سالِ طبعش
عاقل بس نظمِ دلربا گفت
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکرِ بلبلِ نغمہ سرا منشی اللہ گو بند پرشاد صاحب متخلص فضا شاگردِ منشی [illegible]

چو دیوانست رشکِ باغِ رضوان
مضامین شستہ تر از آبِ تسنیم

فضا بنوشت سالِ انطباعش
ہمای شاعران دیوانِ تسلیم

قطعۂ تاریخ از نتائجِ طبعِ ماہرِ عروض و قوافی شیخ محمد حسین صاحب متخلص بہ شافی شاگردِ حکیم صاحب سلمہ ۱۲۸۹ھ

ہوا جب کہ دیوانِ تسلیم طبع
فلک سے یہ ہاتف نے بھیجا سلام

یہ شورِ کلامِ نمک پاش اٹھا
دل و جان سے طالب ہوئے خاص و عام

سنی ہوں جو اشعارِ رنگین خوب
یہی ہیں یہی ہیں یہی ہیں تمام

فصاحت سے خالی نہیں کوئی لفظ
بلاغت سے پُر ہیں مضامیں تمام

عجب حسنِ ترکیب لفظوں میں ہے
غضب لطفِ بندش کا ہے انتظام

جو کی فکرِ تاریخ شافی نے جھٹ
رقم کر دیے خوب شیریں کلام
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائجِ فکرِ بلند نظم [illegible] جناب عبد الاحد صاحب متخلص بہ [illegible] سلمہ

شاد شد شکر کہ شد طبع کلامِ تسلیم
رنگ و بو یافتہ صد گونہ از و گلشنِ شعر

مہر ناچیز و تاریخ بیک مصرع گفت
حبذا معدنِ ابیات نہی مخزنِ شعر
۱۲۸۹ھ ۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از فکرِ یادگارِ شعرای اسلاف جناب شیخ اشرف علی صاحب متخلص بہ اشرف

تسلیم کا یہ دیوان کیا خوب چھپ کے نکلا
ہر بیت پہ فدا ہے عالم کی جانِ شیریں

نظم طرب فزا لکہہ یا چشمۂ مضامین	تاریخ طبع اشرف ہاتف نے دو بتائین
۱۲۸۹ھ	۱۲۸۹ھ

ایضاً

ہی شاہد دلنشین بیان تسلیم	کیا خوب ہوا ہی طبع دیوان عجیب
مطبوع ہی کیا ہی گلستان تسلیم	اشرف یہ لکھو برای سال تاریخ

قطعۂ تاریخ طبع از نواب فضل علیخان بہادر عرف لاڈلی صاحب تخلص شوق وارث گڑہ کا بہار ۱۲۸۹ھ

یہ گلدستۂ فکر رشک نسیم	خدا کے عنایت سی سب چھپ چکا
کہ دیوان چھپا نادر و دلپذیر	یہی لکھوای شوق مصرع سال

قطعۂ تاریخ طبع از نواب محمد تقی خان صاحب تخلص افسر شاگرد تسلیم دہلوی ۱۲۸۹ھ

مقبول و پسند ہفت اقلیم	جس وقت چھپی یہ نظم دلکش
جوش فکر سلیم تسلیم	لکہا افسر نے بہر تاریخ

قطعۂ تاریخ از طبع عالی فکر حسین مرزا صاحب تخلص ثریا شاگرد جناب عبد الغفار صاحب ۱۲۸۹ھ

بحمد اللہ نسیم فیض حق کو مہربان پایا	کھلا گل حضرت تسلیم کے باغ تفکر کا
کبھی ایسا کسی نی غنچۂ رنگین کہان پایا	خوشی کیونکر نہو ہر اک کو اسکی طبع ہونے کی
فصاحت مین جسی یکتا سر اہل زبان پایا	بہار آئی ہی یہ باغ سخن مین اوس سخنور کے
طبیعت کو نسیم صبح کی صورت روان پایا	کھلای گلشن فکر رسا کی کیسے کیسے گل
ہر اک دیوانکا اوسکی صفحۂ صحن گلستان پایا	نظر آئی شجر اشعار گل مضمون چمن غزلیں

نہال اسکی عجب شیرین ثمر معلوم ہوتی ہین — ہر اک کو وصف مین اس باغ کی رطب اللسان پایا
کبھی ایسی گلستان مین خزان آتی نہین دیکھی — ہمیشہ اس روش کا باغ ہم نے گلفشان پایا
ندا ہوا اس طرح طوطی کسی باغ تفکر کا — ہمیشہ بلبل مضمون کو اسکی خوش بیان پایا
ثمر یا طبع کی تاریخ لکھنے کو جو بیٹھا مین — کہا دل نے یہ دیوان بوستان بیخزان پایا

۱۲۸۹ھ

ایضاً

یہ دیوان تسلیم ہے یا گلستان — یہ سب شاخ گل ہین کہ اشعار دیکھو
گل سال کلک ثمر یا نے بھولا — خزان سے مبرا یہ گلزار دیکھو

۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نو افکار طبع والا گوہر میر عطا حسین صاحب نسیم شاگرد عبدالحسن خان صاحب مدظلہ

چو دیوان تسلیم ترتیب یافت — بصد حسن و خوبی بصد زین و زیب
پے دیدنش ہر کرا فہم بود — شب و روز دیدم کہ بد ناشکیب
دلم خواست تیسیر سال طبع — نوشتم مضامین زہی دلفریب

۱۲۸۹ھ

ایضاً

چھپا اچھی طرح دیوان تسلیم — ہوا کس طرح خوش دیکھ کر دل
طبیعت مین وہ طاقت ہی کہ جس سے — زمانہ بھی ہی خوش فکری کا قائل
رسائی کا یہ عالم ہے کہ دیکھو — بہت آسان کہی ہر طرح مشکل
جہان کی شاہد مضمون نے شوخی — کیا شیدای خوش نظمے کو بسمل
حقیقت مین دواوین کہن کو — مٹایا ہے بسان نقش باطل
جہان انکی غزل جلسے مین سن لے — نہین جمتا کسیکا رنگ محفل

ہوئی روحِ نسیم دہلوی خوش	کیا نام خدا وہ نام حاصل
جو دانا ہے وہ مانیگا بلا شک	جلے گا رشک سے نادان جاہل
مناسب ہے کہ سالِ طبع اسکا	لکھیں بہارِ نظم کامل
	۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ طبع از شیخ محمد حسین صاحب ملال شاگرد نسیم دہلوی رحمہ اللہ

چھپا جب یہ مجموعۂ دلفریب	ہوئی دل سے مشتاق برنا و پیر
کرے سیر جو کوئی اس باغ کے	سنے بلبل سدرہ کا ہم صفیر
ہر اک دائرہ رشکِ خورشید ہے	ہر اک نقطہ اسکا ہے ماہِ منیر
بلاغت فصاحت میں بے مثل ہے	نہ اسکا ہے ثانی نہ اوسکا نظیر
لکھا مصرع سال ہمنے ملال	یہ دیوان زیبا چھپا بے نظیر

قطعۂ تاریخ از فکر فصاحت منصب حافظ عبد السمیع صاحب کوکب شاگرد عبد اللہ خاں صاحب فصاحت سلمہ

۱۲۸۹ھ

چھپا طرفہ دیوان تسلیم کا	ہر اک شعر و مضمون خوش اسلوب ہے
عجب شاہد فکر ہے نور عین	کہ واقف ہیں طالب یہ مطلوب ہے
سخن ناشناس اسکو سمجھیں گے کیا	تمام اہلِ دانش کو مرغوب ہے
جو تاریخ کی فکر کوکب نے کے	کہا خوب ہے واہ کیا خوب ہے
	۱۲۸۹ھ

ایضاً

دیکھا جو کلام پاکِ تسلیم	مشتاق ہر ایک اہلِ فن ہے
ہر رنگ کی ہیں گلِ مضامین	دیوان ہے یا کوئی چمن ہے

نقش تسخیر ہین کہ ابیات
کوکب چھپنی کی اسکی تاریخ

مفتون ہر ایک مرد و زن ہے
دیکھے تو فصاحت سخن ہے
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از نتائج افکار میرزا اصغر علی بیگ صاحب تخلص گوہر

ہوا ختم چھپ کے یہ دیوان آج
پئے سال تاریخ گوہر شتاب

نکہدارِ لاویز و طرزِ حسن
رقم کر ہین و بہجہ نکات سخن
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ چکیدہ کلک گوہر سلک منشی سیتارام صاحب تخلص صبر

شدہ مطبوع چون دیوان تسلیم
برای سال طبعش باولِ شاد

پسندِ خاطرِ ہر پیر و برنا
بگو صبر حزین مرغوب دلہا
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ از مستغنی الاوصاف جناب شیخ عبد الغنی صاحب غنی سلمہ

زہے کلام سخن آفرین امیر اللہ
چھپا جو اندنون دیوان کمال صحت سے
لکھو یہ مصرعِ تاریخ اے غنی تم بہی

کہ جسکی دیکھنے سے باغ باغ ہو خاطر
دلون مین جوش ہوئی کیا کہیا جہان شاعر
کلام بحر معانے شاعرِ ماہر
۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ نتیجۂ فکر فخر شعرای عہد نگارندۂ بلاغت نامہ جناب منشی آغا علی صاحب شمس سلمہ

بیمار تہا ای شمس مرض بشدت سے
دیوان مرا چھپتا ہے تاریخ تو کہہ

تسلیم نے اگر روز کہا مجھسے بیان
تا سنکے کرین قدر تری اہل زبان

ناچار دلِ زار سے مین نے یہ کہا	تسلیم کا دیوان ہی رشکِ سحبان

قطعۂ تاریخ از نتائجِ فکر حاجی ن صاحب تخلص رنگین شاگرد جناب میر محمد زکی صاحب مرحوم

جبکہ احسانِ خدای پاک سی	چھپ گیا یہ دفترِ سحرِ حلال
حسنِ مضمون دیکھکر صدقی ہوئی	جانِ پاکِ قدسی و روحِ کمال
کیون نہو تعریف مین اسکی مدام	ہر زبانِ ناطقہ پاتے ہین لال
مصرعِ تاریخ اسے رنگین لکھہ	خوب یہ دیوان چھپا بے مثال

دائرۂ متضمن تاریخ طبع از افکار رشک قدسی کلیم جناب منشی محمد انوار حسین صاحب تسلیم

سبحان اللہ ان بزرگ نازک خیال کی بلند پروازی و دشوار پسندی احاطۂ وہم و گمان سے باہر ہے عنقای قیاس روح القدس کا مرام اول مین بے بال و پر ہے اوجِ فکر سے زمینِ شعر کو آسمان بنایا ہی سامنے خیالِ برتر کے لامکان کو پست پایا ہی زورِ فکرِ رسا خداداد ہی ہمیشہ خاطرِ عاطر مائل ایجاد ہی اختراع خلقت مین ہی ابداع طبیعت مین ہی جو تاریخ ارشاد فرمائی ہی صورت دکھائی ہو گونکو حیرت ہوئی زرد رنگت ہوئی سچ ہی شاعری اسی کا نام ہی ہمپایۂ اعجاز ایسا ہی کلام ہی سے شاعری جزویست از پیغمبری + اور کیون نہو استعداد و قابلیت حصہ انکا ہی فصاحت و بلاغت خاصۂ طبع اہی فہم کامل علم نافع خدا نے عنایت فرمایا ہے ذاتِ جامع صفات کو نمونۂ قدرت بنایا ہے احباب اس دائرۂ تاریخ کو ملاحظہ فرمائین دادِ فکرِ سخن دین تحسین و آفرین بانیر لائین
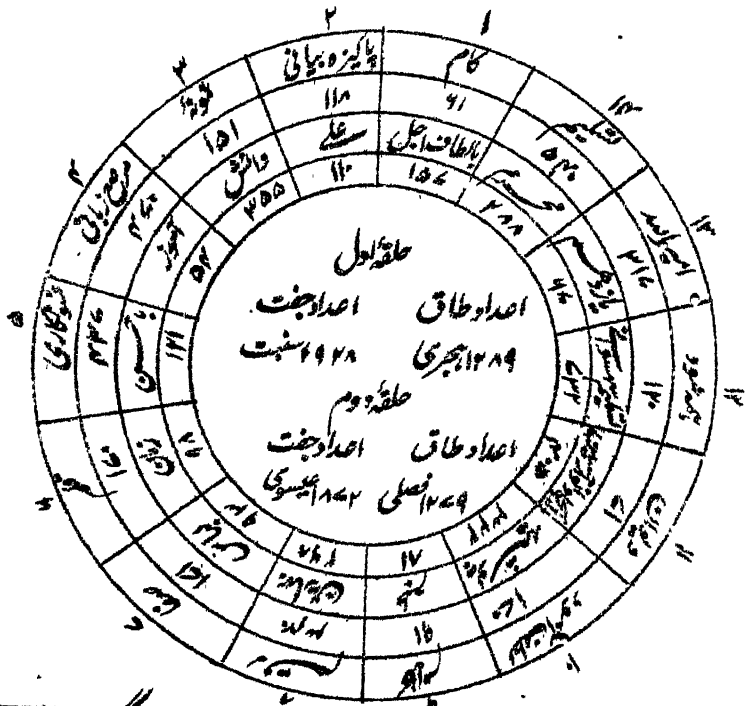
دائرہ مشتمل تاریخ طبع اول دیوان شاعر نازک خیال میرزا مچھو بیگ صاحب عاشق شاگرد نسیم دہلوی مرحوم

التماس محمد مرتضیٰ عرف میرزا مچھو بیگ عاشق شاگرد جناب غفران مآب
میرزا محمد اصغر علی خان نسیم دہلوی بخدمت فیض درجت احباب
بصد آداب کہ جب میرے استاد برادر بلکہ بجائے استاد فن شعر میں
طبیعت خداداد شفیق واجب التعظیم جناب منشی امیر احمد صاحب
تسلیم کا کلیات چھپنے لگا حسب ارشاد فدوی کو بھی تاریخ کی فکر
ہوئی اسکی عبارت بیساختہ میں تاریخ نکلی ایک الف حسب قاعدہ
ملفوظی زیادہ ہے ہر چند کسی قدر خلاف ہو لیکن یقین ہے ایسی

ضرورت مین معاف ہو عبارت تاریخی یہ ہی کلیات انبیا تسلیم
بباعث طول اور دائرہ وغیرہ مفصل تشریح نہین لکہا سمجھنے والے سمجھ لین گے
انہین اٹہارہ حرفون سے ۱۲۸۹ تاریخین نکلتی ہین اگر ضرب کے
قاعدون مین صفر کا لحاظ ہوگا جو شکل ہندسے ہی وہی شمار مین آویگی
صنعت معما تخئیل حکمائی کی زور آزمائی ہی اگرچہ طرز نو ایجاد ہے
مگر یہ بات بہی خدا داد ہی
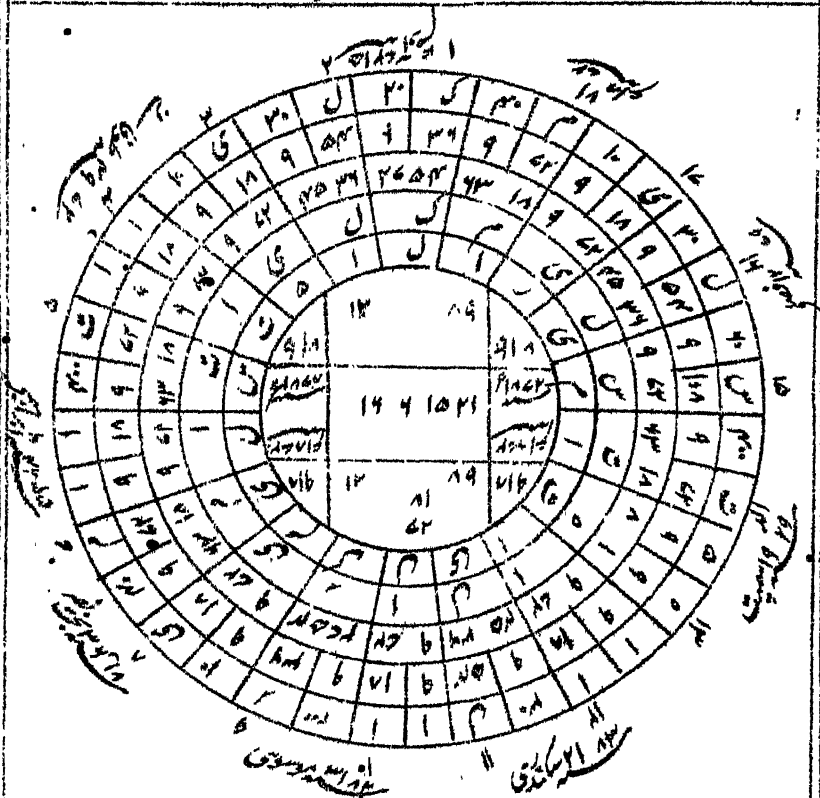
تقریظ نتیجہ فکر استاد جمیل شاعر جلیل فاضل لوذعی عالم المعی آفتاب
گوہر دانش مولوی غلام محمد خان صاحب متخلص بہ تپش افسر و خیار رسالہ انتظام

رباعی

اے اہل خیال و مجاز دان افکار	کیا جانے کوئی علو شان افکار
آثار وجود لامکان کی ہے نمود	گو وسط دماغ ہے مکان افکار

سبحان اللہ عالم خیال بھی ایک اور ہی جہان ہے اور اوسکی گلی اور ہی زمین و آسمان ہے اگر اشرف المخلوقات کے عمدہ خیالات کے لیے قوت مفکرہ کی بدولت نہ سامان خیال ہوتا تو اس تنگناے عالم مین جینا محال ہوتا اگر اوس مہر انور کے انوار مشرقستان دماغ مین جلوہ گر نہوتے اشراقیون کے دل منور نہوتے انت نور الانوار نہ کہتے تیرہ خاکدان ظلوم وجہول مین پڑے رہتے ہر آئینہ فکر کی تعریف خیال کی توصیف بیان کرنا کسکی مجال کسکے تاب و طاقت ہی جب تک انکی امداد نہو زبان ایک جز و سے حقیقت ہی اسد اسد وہ کیا چیز ہے جسکے واسطے ہمکو ایسے بیش قیمت جواہرات سکے معدن عطا ہوئے ہین دل و دماغ کے مخزن عطا ہوئے شاید وہ رشتہ گوہر سخن ہے جسکی آب و تاب نے موسی کے ہوش بہلائے ارنی کہکر پچتائے ہان ای اہل سخن ابتو تمھاری بن آئی دولت جاوید پائی جسقدر فخر و نازش ہو زیبا ہی جہان تک کمال کلام مین کوشش و کاوش ہو بجا ہی بس یہی سبب ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اللہ نے اس طرف اپنی توجہات کو مصروف رکہا ہی ہر ایک حالت مین کچہ نہ کچہ ضرور لکہا ہی اس وقت یہ بات بیان کرنی فضولیات سے ہے کہ کیا کیا ظہور عاشقان معنی کی کرامات سے ہے ان من الشعر لحکمة ہماری سیے

ایک روشن دلیل ہے اور الشعرا تلامذۃ الرحمٰن کی رہنمونی مین کیا قال و قیل
ہے سب جانتے ہین کہ قدماے سے کر اس زمانے تک کی زبان آور
شراب سخن مین ہر وقت سرشار رہتے آئے ہین اور بڑے بڑے
لعل سے بے بہا اوسکے لیے شعر کہتے آئے ہین جس شخص کو یہ مذاق نہین
وہ بے مذاق ہے اوسکی زیست زمانے مین شاق ہے گویا نتیجہ
آفرینش ہی یہی ٹھہرا کہ جس سخن آفرین نے زبان عطا کی اور
قواے بیان عطا کی تفکر کا مادہ دیا تخیل سالم کا دماغ بخشا اوسکو
بیکار چھوڑنا قدرتی نعمتون کی قدر نہ کرنا اور طبیعت جی مرنا ہے
اہل دل نے ایسے لوگون کے لیے جنکی طبیعت مین مذاق کلام نہین
چاشنی معانی سے شیرین کام نہین بد دعائین کی ہین اور سب
سے سب نے تمنائین کی ہین بارے شکر ہے کہ ابھی تک ہندوستان
مین دریاے سخن موجزن ہے آب و تاب اور چمک دمک کے ساتھ
یہ دُر یتیم شمع انجمن ہے بلکہ شمع انجمن کیا ہر ایک اہل بزم کا آویزہ
گوش ہے گوہر جان ہر ذی ہوش ہے غواصان بحر معانی موتی
رولتے ہین اور قدر شناس اون موتیون کو لعل و زر کے برابر
تولتے ہین

رباعی

معروف زبان جوہر فشانی مین ہے	دریاے طبع اب روانی مین ہے
کیون گوہر شہوار سخن کے نہو قدر	مشہور نولکشور قدردانی مین ہے

سچ تو یہ ہے کہ اگر دنیا مین ایسا جوہر شناس نہوتا تو کوئی کاہے کو

دُرِ شہوارِ سخن کہ وہ تا مصداق اسکے صدہا اہلِ تصنیف کا کلام ہے کہ اوس پر
ابرِ نیسانِ کرم کا قطرہ گرا اور ہر صدفِ مراد پر ہوا ایسے جوہری کی تعریف
مین عقل دنگ زبان لال ہے اور جوہرِ ناطقہ محیطِ عرضِ خاموشی
واقعی یہ ہے کہ ایک امرِ محال مین ناحق سخت کوشی ہے خلاصہ کلام
یہ ہے کہ شیوا کار فرمائے مقدم الاوصاف نے کمال پسندی
جوہر شناسی کے اقتضا سے شاعرِ نازک خیال عدیم المثال
انتخابِ روزگار یادگارِ دیار سحر بیان اہل زبان شیرین کلام مشہور
انام شیخ امیر اللہ نام تخلص تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی کے
کلیات کو اپنے مطبعِ فیض منبع مین چھپوایا ہے دریا دلی سے
اس دریائے معانی کو بہایا ہے جواہرات کے مخزن کوڑیون کے
مول لٹایا ہے سبحان اللہ جسکے مصنف کا یہ نام ہو اوسکا
کیونکر نہ بہتر کلام ہو حق تو یہ ہے کہ جو خوبیان اوس مین ہین
بیان سے باہر ہین اربابِ بصیرت پر ظاہر ہین نہ مصنف کو استغنا کے
سنے اونکے اظہار کی حاجت نہ راقم کو موشگافیون کی ضرورت
ع حاجتِ مشاطہ نیست روی دلارام را ٭ صفاتِ معنی کے
قطع نظر حسنِ صورت بھی خوبی تصحیح و پسندیدگی تقطیع سے کہ

اور روی نگار دلکشاتر	و ز بادِ بہار جان فزاتر

جلوہ دکھا رہا ہے صرف ایک نظر دیکھکر جملہ خوبیون کا لطف
آرہا ہے اہلِ مذاق کو چاہیے کہ نقدِ جان دیکر خرید فرمائین

جلاوتِ تازہ اور لطف نے اندازہ اوٹھائین فقط

منہ

طبع شد دیوانِ تسلیم بلیغ	کوست در فن جہانی اوستاد
ہم غنا وہم دعایتش	گفت تاریخش بلیغ الدہر یاد

ایضاً قطعہ تاریخ از نتائجِ فکرِ سخنور کامل منشی ہرگوبند لال صاحب عاقل ۱۲۸۹ھ

روشن ہی جہانِ شاعری مین	خورشیدِ سپہر نامِ تسلیم
نادان کا ذکر کیا ہے جس جا	دانا ہین اسیرِ دامِ تسلیم
الفاظ ہین صورتِ پرستار	مضمون ہی ہر اک غلامِ تسلیم
اس مطبعِ خاص مین چہپا جب	دیوانِ طرب نظامِ تسلیم
لکہا عاقل نے سالِ تاریخ	ہی راحتِ دل کلامِ تسلیم ۱۲۸۶ھ

قطعۂ تاریخ طبع از طبعِ سخنور نکتہ سنج فطرت مولوی باسط علی صاحب شوکت

تسلیم کا لاجواب عمدہ دیوان	اس مطبعِ پاک مین چہپا ہی اچہا
رنگین ہی کلام بوستان کی صورت	سعدیِ جہان ہی اوسکو کہنا زیبا
شوخیِ کلام کہہ رہی ہی مجہ سے	دنیا مین نہین نظیر اسکا پیدا
شوکت یہ سالِ طبعِ دیوان مجکو	تہی فکر کہ کیا لکہون مین ای یارِ خدا
آخر کو دیہ فکرِ عالی سے مری	کیا نظمِ ہمایون ہی علی لکہا ۱۲۸۹ھ

قطعهٔ تاریخ از نتایج فکر میرزا محمد بیگ صاحب متخلص مضطر شاگرد شایان

چو شد از طبع این تحفه سوی دل — درین مطبع نامی و خوب تر

بپرسید سال ای مضطر خوش بیان — بگفتا بی‌بها لختهای جگر

۱۲۹۹

مثنوی مشتمل بر تاریخ طبع از مصنف

بنام حکیمی که جان آفرید — پی شعر گفتن زبان آفرید

بمن طبع موزون عطا کرده است — ز قدرت خیالم رسا کرده است

ز گردون نشستند شبها بمن — کند لفظ و ترکیب تلقین بمن

ز لطفش بجوش آمده جوش را — بدو نقش برباید دل و هوش را

زبان تازه دارد سحرگاه و شام — بنعت محمد علیه السلام

گزیده تر از قدسی و انس و جان — گرامی تر از خلقت دو جهان

سپهر نبوت ازو نوریاب — وجودش همه غیرت آفتاب

فلک آستانی ز درگاه او — ملک پاسبانی در جاه او

پس از حمد و نعت خدا و رسول — چنین میکنم عرض بهر قبول

که چون این کتاب محبت اثر — شده طبع در مطبع نامور

سخن پایگاه فلک یافته — ز لفظ و معنی چو مه تافته

کلامم بشهرت جهانی گرفت — ز نظمم جهان تازه جانی گرفت

کنم ختم بر نعت دیوان خویش — بنازم بر اخلاق یاران خویش

سپے سال گفتن همه ساختند — بعزت فشانی بپرداختند
رساندند به آسمان خاکِ من — بفردوس بردند خاشاکِ من
ز سر تا قدم رهنِ منت شدم — همه ناز و فخر و سعادت شدم
کنون او سخن پرورانِ جهان — چنین چشم دارم مهان و کهان
که از کردِ عیبِ منِ بی هنر — نیالند دامانِ پاکِ نظر
که این شیوهٔ زشت و نکبت مآل — بود ننگ نزدیکِ اهلِ کمال
دمِ ختمِ این دفترِ بی‌مثال — سپے سالِ تاریخ آمد خیال
همان دم که این فکر در دل گذشت — بگفتم که دل پاره صد پاره گشت

۱۲۸۹ھ

تمت